دِلوں کی بیماریاں
اور
اُن کا عِلاج

تالیف:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رح

ناشر

الدَّارُ السَّلَفِیَّہ

ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

دلوں کی بیماریاں اوران کا علاج

Www.IslamicBooks.Website

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السّلفیہ نمبر ۲۲۲

نام کتاب	:	دلوں کی بیماریاں اوران کا علاج
مؤلف	:	شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہؒ
مترجم	:	زبیر احمد سلفی
تصحیح وتقدیم	:	مولانا مختار احمد ندوی
طابع	:	اکرم مختار
ناشر	:	الدار السّلفیہ ممبئی-۸
تعداد اشاعت (باراول)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	نومبر ۲۰۰۲ء
قیمت	:	۷۵ روپئے

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۳ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی-۳

فون: ۳۴۵۶۲۸۸

Www.IslamicBooks.Website

التحفة العراقية فی الأعمال القلبیة و امراض القلوب و شفاء ها

کا اردو ترجمہ مسمّیٰ بہ

دلوں کی بیماریاں اور ان کا علاج

تالیف

شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہؒ

ترجمہ
زبیر احمد سلفی

تصحیح و تقدیم
مولانا مختار احمد ندوی

ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Www.IslamicBooks.Website

فہرست

عرض ناشر ۱۱
اللہ کے اولیاء. ۱۹
بدعت ابلیس کو سب سے زیادہ محبوب ہے ۲۴
صدق واخلاص ۳۰
جھوٹ بولنا منافقین کی صفت ہے ۳۶
اصل دین امور باطنہ ہیں ۴۱
فصل:
باطنی اعمال اللہ سے محبت اور اخلاص وتوکل ۴۳

Www.IslamicBooks.Website

غم کرنا منع ہے	۴۳
اللہ پر توکل واجب ہے	۴۶
حقیقی عبادت.	۵۰
مشروع زہد	۵۳
اسباب اختیار کرنا ضروری ہے.	۵۵
تقدیر کا غلط مفہوم	۶۸
کشف وکرامت کی حقیقت	۷۱
عجز سے منع کیا گیا ہے.	۷۵
بعض گمراہ صوفیا	۷۸
اللہ پر توکل اور اس کے فیصلہ پر رضامندی	۸۷
آدمی خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالے	۹۱
مصیبت پر صبر	۹۳
قضاء الٰہی پر رضامندی	۹۷
ممنوعات پر رضامندی مشروع نہیں	۱۰۱

Www.IslamicBooks.Website

ہر حال میں اللہ کا شکر ۱۰۳

فصل:

محبت کی جڑ و بنیاد ۱۱۴

اخلاص کا حکم ۱۲۱

اللہ سے محبت ۱۳۴

"اہل الفناء فی المحبۃ" کا باطل اعتقاد ۱۴۱

جہاد اللہ سے محبت کی سب سے بڑی دلیل ۱۴۲

فصل:

خوف ورجاء میں اللہ سے محبت ۱۴۴

رسول اللہ ﷺ سے محبت ۱۵۱

صحابۂ کرامؓ سے محبت ۱۵۲

جہمیہ کا باطل نظریہ ۱۵۵

رسول اللہ ﷺ کا بعض لوگوں سے محبت کرنا ۱۵۸

محبت کی غلط تاویلیں ۱۶۱

Www.IslamicBooks.Website

محبت کے درجات ۱۶۲
مشروع عبادت کے ذریعے اللہ سے محبت کی جائے ۱۷۰
سماع کی محفل. ۱۷۱
مؤمن کا سماع قرآن وحدیث میں ہے. ۱۷۵
اتباع رسول ۱۸۱
ایمان کا مضبوط بندھن ۱۸۴
فصل:
منافق وکافر کا دل. ۱۹۹
بدن کی بیماری ۲۰۲
فصل:
دل کی بیماری. ۲۰۳
غصہ. ۲۰۴
شک وجہالت ۲۰۵
قرآن دلوں کے لئے شفاء ۲۰۸

Www.IslamicBooks.Website

دل کی غذا ۲۰۹

نفس کا تزکیہ ۲۱۳

اچھے اور برے اعمال دل پر اثر انداز ہوتے ہیں ۲۱۴

منافقین کی مثال ۲۲۵

کفار کی مثال. ۲۲۸

دل کی قسمیں ۲۳۴

صراط مستقیم کیلئے ہمیشہ دعا کی جائے ۲۳۵

دل کی زندگی ۲۳۹

فصل:

حسد کی تعریف ۲۴۴

مباح مقابلہ آرائی اور رشک ۲۴۹

مذموم حسد ۲۵۹

بغض وحسد ۲۷۱

بخیل، حسد اور عشق ۲۷۳

Www.IslamicBooks.Website

فصل:

بخیلی اور حسد ۲۷۴

فصل:

دل کی حالت. ۲۸۹

مرض کی قسمیں ۲۹۳

مظلوم کے دل میں مرض ۲۹۵

دل کا اندھا اور گونگا ہونا ۲۹۷

قرآن میں دل کی شفاء ہے ۲۹۷

دل کی حفاظت ضروری ہے ۳۰۲

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا علم قیامت تک زندہ رہے گا، کیونکہ ان کا علم کتاب الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہے اور یہ کائنات جب تک موجود ہے، علم الٰہی زندہ اور تابندہ رہے گا۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ دین الٰہی کے ترجمان، مفسر اور محدث تھے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ علامہ ابن تیمیہؒ کا کوئی بدل دنیا میں پیدا ہوگا یا انہیں کے علم سے دنیا مستفید ہوتی رہے گی۔ علامہ ابن تیمیہؒ ہر میدان علم کے شہسوار تھے، ان کے وقت میں ان کا کوئی مثیل نہیں تھا، ان کے پہلے بھی ایک سے ایک باکمال علمی ہستیاں گذریں لیکن شیخ

Www.IslamicBooks.Website

الاسلام ابن تیمیہؒ جیسا کوئی نہیں تھا، ان کے بعد صدیاں گذر گئیں لیکن اب تک ان کے جیسا امت کو کوئی نہیں مل سکا۔

یہ مثل مشہور ہے کہ ان کی تصنیفات کی اونچائی ان کے قد سے چھوٹی تھی، وہ یگانۂ روزگار تھے، وہ بیک وقت علوم القرآن کے ماہر اور علم حدیث میں یگانۂ روزگار تھے، وہ بیک وقت مناظر اور متکلم تھے، ساتھ ہی ان کا علم تیز تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور فیصلہ کن تھا۔ وہ شب زندہ دار تھے، بلاشبہ وہ "رهبان باللیل و فرسان بالنهار" کا نمونہ تھے، تاتاریوں کے قیامت خیز فتنے کو ان کی ایمانی جرأت اور فاتحانہ جوش وشجاعت نے تنہا روکا، جس سے عالم اسلام میں تاتاریت اور چنگیزیت کا سیلاب رک گیا، اور ان کی علمی حکمت اور حق گوئی نے تاریخ کا رخ موڑ دیا، وہ وقت کے مجدد اور تاریخ ساز تھے۔

ان کی وفات پر صدیاں گذر گئیں لیکن ان کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ کی یاد زندہ جاوید رہے گی، نہ صرف وہ بلکہ ان کی کتابیں، ان کے علمی کارنامے، ان کے تلامذہ خصوصا علامہ حافظ ابن قیمؒ، حافظ ابن کثیرؒ جیسے تاریخ کے نامور علماء، محدثین، مجتہدین، مفسرین اور عقائد سلف کے داعیوں اور مبلغین امت کی ایک بڑی

Www.IslamicBooks.Website

جماعت تھی، جنہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی علمی یادگار کو زندہ رکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ مجمع البحرین تھے ایک طرف وہ میدان علم و دفاع میں اسلام کے تنہا سپاہی بنے، ہلاکو اور چنگیز کی اولاد کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے اور دوسری طرف رات کو ان کی پیشانی اپنے مولائے کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتی تھی، اور تیسری طرف وہ ہزار مجبوریوں اور پریشانیوں کے باوجود اسلام پر ہونے والے ہر قسم کے فکری، عقائدی اور ملحدانہ حملوں کا دفاع کرنے میں لگے رہتے تھے، وہ بیک وقت ہر چہار طرف بڑھتے رہتے تھے۔

ان کی مؤلفات میں سب سے عظیم، اور مجمع علوم وفنون کتاب ان کی ''مجموع فتاویٰ'' ہے۔ جو حقیقی معنوں میں اسلام کا انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں عقائد سے لے کر سیاست تک، فتویٰ سے لے کر تمدن تک، تاریخ سے لے کر فلسفہ تک، طب سے لے کر تجارت تک، انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اسلامی کتب خانے میں اس سے زیادہ عظیم وزخیم، جامع اور ہر علم وفن پر محیط کوئی کتاب شائد ہی ملے، یہ بالکل منفرد، لاجواب، بے مثل اور مختلف العلوم ہے، اس کتاب کو تنہا ایک کتب خانہ کہا جا سکتا ہے اور یہی ایک کتاب اہل علم کیلئے کافی اور بس ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

زیرِنظر کتاب ''مجموع الفتاویٰ'' کی دسویں جلد کا ایک حصہ "کتاب علم السلوک" ہے جسے شیخ الاسلام نے "المقامات والأحوال" کے نام سے موسوم کیا ہے جسے "التحفة العراقية فی الأعمال القلبية" کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے، جس کے اردو ترجمے کا نام ''دلوں کی بیماریاں اور ان کا علاج'' رکھا گیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنی عادت، طبیعت اور علمی مزاج کے برعکس اس مجموعے میں دنیا کے دلوں کی سیر کی ہے، اور قلوب بنی آدم کی حقیقت، ان کے اتار چڑھاؤ کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور اعضاء بنی آدم پر اس کی بادشاہی کا بڑے اچھوتے انداز میں ذکر کیا ہے۔

اسی مناسبت سے حقیقی تصوف اور اولیاء اللہ کی حقانیت، ان کی حقیقت، ان کے درجات، صدق واخلاص، توکل ورضاء، کشف وکرامات، فرائض و عبادات، صبر ورضا، رضاء بالقضاء، ہر حال میں شکر و ایمان، خوف ورجاء، حبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، محبت کے درجات، عبادات اور حب الٰہی، محفل سماع کی حقیقت، دل کی غذا، تزکیۂ نفس، منافقین وکفار کی مثال، حسد اور بغض، بخل و حرص، دل کا اندھا اور گونگا ہونا، قرآن میں دل کا علاج یہ اور اس قسم کے عنوانات اور مباحث پر اس عظیم کتاب میں بڑی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

کتاب بڑی مفید، مصلح اور دل کے امراض کا شافی علاج ہے، اس کتاب کو پڑھ کر علامہ ابن تیمیہؒ کی علمی جامعیت، اصلاح باطن، توحید کامل، اتباع سنت میں ان کے رسوخ کا اندازہ لگتا ہے، اور ہر عالم اور طالب علم کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے، ان کے ظاہر اور باطن میں علم اور عرفان کی روشنی ملتی ہے، خاصان خدا خصوصاً علماء اور مصلحین امت کے لئے یہ کتاب کامل نسخۂ ہدایت ہے، ان کے لئے دستور زندگی ہے، معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہے۔

اس کتاب کی صحت اور افادیت کے لئے صرف علامہ ابن تیمیہؒ کا ذات گرامی کافی ہے، اس کتاب سے علامہ ابن تیمیہؒ کی ذات پر تصوف کے خلاف ان کی مخالفت اور دشمنی کا پردہ فاش ہو جاتا ہے، بلاشبہ ملحدانہ افکار، عجمی تصوف، اور شرک و بدعات میں لت پت، شرکیہ عقائد میں ڈوبے ہوئے گمراہ صوفیوں، ان کے معتقدین اور اندھے پیروکاروں کی بدباطنی کا پوری طرح صفایا کر دیا ہے۔

ادارہ الدار السلفیہ'' جو علامہ ابن تیمیہؒ کی تعلیمات کا اردو زبان میں ہندوستان کے اندر سب سے بڑا مبلغ اور مرکز الاشاعت ہے، جس کی توحید و سنت اور مسلک سلف صالح کی ترجمان کتابیں ہندوستان اور شرق ایشیا اور یورپ و امریکہ میں پھیلی ہوئی اور انتہائی مقبول ہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ

Www.IslamicBooks.Website

کی زیر نظر کتاب " التحفة العراقية فی الأعمال القلبية " جس کا اردو ترجمہ ''دلوں کی بیماریاں اور ان کا علاج'' ہے نہایت اہتمام کے ساتھ توحید وسنت کے شیدائیوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مفید اور عظیم کتاب کی اشاعت کا اجر عظیم شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور اس کے مترجم ہمارے دوست مولانا زبیر احمد سلفی کو عطا فرمائے اور ادارہ الدار السّلفیہ کے اراکین اور عام ناظرین کے لئے بھی باعث اجر وثواب بنائے۔ (آمین)

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السّلفیہ

۲۰ ؍ستمبر ۲۰۰۲ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده۔

الحمد لله نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادی له، ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وآله وسلم۔ امابعد:

یہ مختصر کلمات اعمال قلوب کے بارے میں ہیں، جن کا نام "المقامات والاحوال" رکھا جا سکتا ہے، یہ اصول ایمان اور قواعد دین میں سے ہیں، مثلاً اللہ اور اس کے رسول سے محبت، اللہ پر توکل، اللہ کیلئے دین خالص کرنا، اس کا شکر ادا کرنا، اس کے فیصلے پر صبر کرنا، اس سے خوف کھانا اور اس سے امید رکھنا وغیرہ۔

Www.IslamicBooks.Website

بعض اہل ایمان نے مجھ سے اس موضوع پر لکھنے کیلئے کہا، چنانچہ میں یہ مقالہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ اعمال ان تمام مخلوقات پر واجب ہیں جو اصلاً ان کے مأمور ہیں، اس سلسلہ میں لوگوں کے تین درجے ہیں جیسے کہ جسمانی عمل کرنے میں ان کے تین درجے ہیں:

ایک وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جو میانہ روی اختیار کر رہا ہے۔

تیسرا وہ شخص ہے جو بھلائی میں سبقت لے جاتا ہے۔

اپنے نفس پر ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جنہیں کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ کام کرے جس سے اسے منع کیا گیا ہے، میانہ روی وہ شخص اختیار کرتا ہے جو واجبات کو ادا کرتا ہے اور محرمات سے بچتا ہے۔ اور بھلائی میں سبقت لے جانے والا وہ شخص ہے جو اللہ سے قربت حاصل کرنے کیلئے حتی الامکان تمام واجبات و مستحبات کو بجالاتا ہے جو اور محرمات و مکروہات سے بچتا ہے۔ میانہ روی اختیار کرنے والے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے والے کبھی گناہ کر بیٹھتے ہیں لیکن ان کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں یا تو توبہ کے ذریعے ان کو معاف کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ

Www.IslamicBooks.Website

تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے، یا ان کی نیکیاں ان کی برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یا ان پر مصائب آتے ہیں وہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، یا کسی اور وجہ سے ان کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، ان دونوں قسموں کے لوگ (یعنی میانہ روی اختیار کرنے والے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے والے) اللہ کے اولیاء ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ٥ الذین اٰمنوا و کانوا یتقون﴾ (یونس:٦٢-٦٣)

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں، وہ، وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز رکھتے ہیں۔

اللہ کے اولیاء

اللہ کے اولیاء مؤمن و متقی لوگ ہیں، لیکن ان میں کچھ عام ہیں اور کچھ خاص، پس میانہ روی اختیار کرنے والے عام لوگ ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے خاص لوگ ہیں، یہ خاص لوگ انبیاء وصدیقین

Www.IslamicBooks.Website

کی طرح اونچے درجات میں ہوں گے، نبی علیہ وسلم صلی اللہ نے ان دونوں قسموں کو ایک حدیث میں بیان کیا ہے جسے امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت اس عبادت کی ادائیگی کے مثل نہیں جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ (یعنی فرائض کی ادائیگی کے مثل کوئی عبادت نہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، وغیرہ) اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں ہی اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، وہ میرے ذریعہ ہی سنتا ہے، میرے ذریعہ ہی دیکھتا ہے، میرے ذریعہ ہی پکڑتا ہے اور میرے ذریعہ ہی چلتا ہے، وہ اگر مجھ سے کچھ مانگے گا تو میں اس کو ضرور دوں گا، اور اگر مجھ سے (دشمن یا شیطان سے) پناہ مانگے گا تو میں اس کو پناہ دوں گا، اور مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مؤمن

Www.IslamicBooks.Website

بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ تو موت کو ناپسند کرتا ہے، اور مجھے بھی اس کو تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا لیکن موت کا آنا تو ضروری ہے''۔

اور اہل ایمان میں سے جو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اس کے ساتھ اللہ کی ولایت ورفاقت اسی کے بقدر ہے جتنا اس کا ایمان اور تقویٰ ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی عدم ولایت ورفاقت اسی کے بقدر ہے جتنا اس کا بُرا عمل ہے۔ ایک ہی شخص کے اندر نیکیاں اور برائیاں دونوں جمع ہوسکتی ہیں، نیکیاں ثواب کا مطالبہ کرتی ہیں اور برائیاں عقاب کا مطالبہ کرتی ہیں، لہٰذا اسے اچھا بدلہ اور سزا دونوں چیزیں دی جاسکتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب، علماء دین اور اہل سنت والجماعت کا یہی قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا، البتہ خوارج اور معتزلہ کی رائے ان سے مختلف ہے، وہ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو بھی جہنم میں داخل کیا گیا وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا اور کبھی نہیں نکلے گا، گناہ کبیرہ کرنے والوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کوئی سفارش نہیں کریں گے اور نہ کوئی دوسرا ان کیلئے سفارش کرے گا، نہ تو جہنم میں داخل ہونے سے پہلے نہ اس کے بعد۔ ان لوگوں کے نزدیک ایک شخص کے اندر ثواب وعقاب، نیکیاں اور برائیاں اکٹھا نہیں ہوسکتیں ہیں، پس جسے

Www.IslamicBooks.Website

ثواب دیا گیا اسے سزا نہیں دی جائے گی اور جسے عذاب دیا گیا اسے اچھا بدلہ نہیں مل سکتا۔ ہم اپنے قول کی تائید میں کتاب وسنت اور اجماع سے بہت سی دلیلیں پیش کر سکتے ہیں لیکن یہ تفصیل کا مقام نہیں، اس کی تفصیل ہم نے اس کی جگہوں میں بیان کی ہے، جس شخص کے اندر حقیقی ایمان ہے اس کے اندر اس کے ایمان کے بقدر اچھے اعمال ضرور پائے جاتے ہیں، اگر چہ اس کے گناہ بھی ہوں، صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جس کا نام حمار تھا نبی ﷺ کو ہنساتا تھا، وہ شراب بھی پیتا تھا، نبی ﷺ اسے کوڑے لگاتے تھے ایک مرتبہ اسے (شراب پینے کے جرم میں) نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، ایک شخص نے کہا اللہ اس پر لعنت بھیجے کتنی بار وہ نبی ﷺ کے پاس (اس جرم میں) لایا جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس پر لعنت مت بھیجو، اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔“ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شراب پینے والا بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرسکتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت ایمان کا سب سے مضبوط بندھن ہے۔ اور ایک عابد وزاہد جس کے دل میں بدعت و نفاق ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مبغوض قرار دیا جاسکتا ہے، جیسے کہ صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی کتابوں میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ بن

Www.IslamicBooks.Website

ابی طالب اور حضرت ابو سعیدؓ خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ”تم لوگوں کو ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز حقیر معلوم ہوگی اور ان کے روزے کے مقابلے میں اپنے روزے حقیر معلوم ہوں گے اور ان کی قرأت کے مقابلے اپنی قرأت حقیر معلوم ہوگی، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے، تم ان کو جہاں پانا قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اللہ کے یہاں قیامت کے دن ثواب ملے گا، اگر میں نے ان کو پایا تو میں انہیں ایسے ہی قتل کردوں گا جیسے قوم عاد ماری گئی ہے“۔

ان لوگوں سے اصحاب رسول نے حضرت علیؓ کی قیادت میں نبی ﷺ کے حکم کے مطابق جنگ کی۔

ایک دوسری صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”ایک جماعت دین سے اس وقت نکل جائے گی جب مسلمانوں میں اختلاف وانتشار ہوگا، ان کو (مسلمانوں کی) دو جماعتوں میں سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق سے زیادہ قریب ہوگی“۔

Www.IslamicBooks.Website

بدعت ابلیس کو سب سے زیادہ محبوب ہے

اسی لئے کبار علماء مثلاً سفیان ثوریؒ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ بدعت ابلیس کو معصیت سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے کہ بدعت سے توبہ نہیں کی جاسکتی، اور معصیت سے توبہ کی جاسکتی ہے، ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ بدعتی جو کہ ایک ایسا دین اختیار کرتا ہے جس کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا ہے، اپنے برے عمل کو اچھا سمجھتا ہے اور جب تک اسے اچھا سمجھتا ہے اسے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے، توبہ کی توفیق تو اسے اسی وقت ہوگی جب وہ یہ جانے گا کہ اس کا عمل برا ہے اور اس نے وہ صحیح راستہ چھوڑ دیا ہے، جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ حکم واجب ہو یا مستحب، توبہ کیلئے یہ سب سے پہلی منزل ہے۔

البتہ وہ توبہ کرسکتا ہے اور اس کی توبہ قبول ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دے دی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کفار و منافقین کو ہدایت دیتا ہے اور بدعت و ضلالت میں مبتلا بعض جماعتوں کو ہدایت دیتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ حق جاننے کے بعد حق کی اتباع کرنے لگے، پس جو شخص اپنے علم پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسے علم کا بھی وارث بنادے گا جس کو وہ ابھی تک نہیں جان سکا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ والذین اھتدوا زادھم ھدی واٰتاھم تقوٰھم ﴾

(محمد:١٧)

اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں اور بڑھادیا ہے، اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ولوانھم فعلوا مایوعظون بہ لکان خیراً لھم واشد تثبیتاً o واذا لآ تینا ھم من لدنا اجراً عظیماً o ولھدینا ھم صراطاً مستقیما ﴾

(نساء:٦٦-٦٨)

اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کیلئے بہتر ہو اور بہت زیادہ مضبوطی والا ہو اور تب تو ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں اور یقیناً انہیں راہ راست دکھادیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا

Www.IslamicBooks.Website

﴿ويغفر لكم والله غفور رحيم﴾ (حديد: ۲۸) جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا اور مہربانی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الله ولی الذین اٰمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور﴾ (بقره: ۲۵۷) ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ○ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ویخرجهم من الظلمات الی النور باذنه ویهدیهم الی صراط مستقیم﴾ (مائده: ۱۵-۱۶) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے، اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اس کے برعکس جو شخص حق کو جاننے کے باوجود حق کی اتباع نہیں کرے گا، بلکہ اپنی خواہشات کی اتباع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہالت وگمراہی کا وارث بنا دے گا، یہاں تک کہ اس کا دل اندھا ہو جائے گا، اور وہ واضح حق کو بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم والله لا یهدی القوم الفاسقین﴾ (صف: ۵)

پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا﴾ (بقرہ: ۱۰)

ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واقسموا بالله جهد ایمانهم لئن جاءتهم آیة

اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اگر ان

Www.IslamicBooks.Website

لیؤمنن بھا قل انما الأیات عند اللہ وما یشعرکم أنھا اذاجاء ت لا یؤمنون ٥ ونقلب أفئدتھم وأبصارھم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ ونذرھم فی طغیانھم یعمھون﴾ (انعام:۱۰۹–۱۱۰)

کے پاس کوئی نشانی آجائے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آئیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں سب اللہ کے قبضے میں ہیں اور تم کو اس کی کیا خبر کہ وہ نشانیاں جس وقت آجائیں گی یہ لوگ تب بھی ایمان نہ لائیں گے، اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے، جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

یہاں استفہام نفی اور انکار کیلئے ہے یعنی تمہیں کیا خبر کہ وہ نشانیاں جس وقت آجائیں گی یہ لوگ تب بھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم بھی ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے۔

یہ معنی ان لوگوں کی قرأت کے مطابق ہے جنہوں نے (إنھا) کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی قطعیت کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر

Www.IslamicBooks.Website

پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے، اسی لئے سلف میں سے بعض نے کہا ہے مثلاً سعید بن جبیرؒ نے کہ نیکی کے ثواب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد نیکی کی توفیق ہو اور برائی کی سزا میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آدمی برائی ہی کرتا جائے۔

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمیشہ سچ بولو، اس لئے کہ سچائی آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا جاتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور تم جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔'' یہاں نبی ﷺ نے یہ بات بتادی ہے کہ سچائی نیکی کی طرف لے جائے گی اور جھوٹ بدی کی طرف لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الابرار لفی نعیم ۝ وان الفجار لفی جحیم﴾ (انفطار:۱۳-۱۴)

یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی لئے بعض مشائخ جب اپنے کسی متبع کو توبہ کرنے کا حکم دیتے اور یہ چاہتے کہ اس کو نفرت نہ دلائیں اور اس کا دل پراگندہ نہ کریں تو اسے سچ بولنے کا حکم دیتے، اسی لئے اکثر علماء ومشائخ کے کلام میں صدق واخلاق کا ذکر کثرت سے ملتا ہے، وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ جو سچ نہ بولے وہ میری اتباع نہ کرے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سچائی زمین میں اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، وہ جس چیز پر بھی رکھی جائے گی اس کو کاٹ دی گی۔ یوسف بن اسباط وغیرہ کہتے ہیں کہ جس بندے نے اللہ کیلئے سچ بولا، اس نے اس کیلئے اپنے آپ کو (عمدہ خصلتوں سے) مزین کیا، اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔

صدق واخلاص

صدق واخلاص ہی کی وجہ سے حقیقت میں ایمان واسلام کا حصول ممکن ہوتا ہے اس لئے کہ جو لوگ اپنے اسلام کو ظاہر کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں: ایک مؤمن، دوسرے منافق۔ مؤمن اور منافق کے درمیان فرق کرنے والی چیز صدق ہے، نفاق کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے اور ایمان کی بنیاد سچائی پر، اسی لئے جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حقیقت کا ذکر کیا تو اس کی صفت سچائی بتائی جیسے کہ اس آیت کریمہ میں ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿قالت الأعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الإيمان في قلوبكم وإن تطيعوا الله ورسوله لا يلتكم من اعمالكم شيئا إنَّ الله غفور رحيم ○ إنما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجٰهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اولٰئك هم الصادقون﴾

(حجرات: ۱٤-۱٥)

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجئے کہ در حقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا، تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگوگے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں، پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولٰئک هم الصادقون﴾ (حشر:۸)

(مال فیٔ) ان مہاجر مسکینوں کیلئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایمان کے دعوے میں سچے وہی مؤمن ہیں جن کے ایمان میں کوئی شک وشبہ شامل نہیں ہے اور جو اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کیونکہ اسی بات کا عہد اولین وآخرین سبھی لوگوں سے لیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وإذأخذ الله ميثاق النبيّن لمآ اٰتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ

Www.IslamicBooks.Website

ولتنصرنہ قال ءأقررتم وأخذتم علی ذٰلکم إصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین﴾ (آل عمران: ۸۱)

بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا: تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا: تم اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا ،ان سے یہ عہد لے لیا تھا کہ اگر محمد ﷺ ان کی زندگی میں مبعوث کئے گئے تو وہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے اور انہیں اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ اپنی امت سے بھی اس بات کا عہد لے لیں کہ اگر محمد ﷺ ان کی زندگی میں مبعوث کئے گئے تو وہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لقد أرسلنا رسلنا بالبینٰت وأنزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل

Www.IslamicBooks.Website

بالقسط و أنزلنا الحديد فيه بأس شديد ومنافع للناس وليعلم الله من ينصره ورسله بالغيب إن الله قوى عزيز﴾ (حديد:۲۵)

فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت وقوت ہے اور لوگوں کیلئے اور بھی (بہت سے) فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے، بیشک اللہ قوت والا زبردست ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اس نے کتاب اور میزان نازل کیا ہے اور لوہے کو اتارا ہے تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے۔ اسی لئے دین قائم کرنے کیلئے کتاب کی ضرورت ہے، جس سے ہدایت حاصل کی جائے اور تلوار کی ضرورت ہے جس سے مدد حاصل کی جائے، اور اللہ تعالیٰ ہدایت دینے اور مدد کرنے کیلئے کافی ہے۔ کتاب اور لوہا دونوں اتارے جانے میں مشترک ہیں لیکن دونوں کے اتارے جانے کی کیفیت الگ الگ ہے، کتاب اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم﴾ (احقاف:۲)
اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿الر، کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر﴾ (ہود:۱)
الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔

ایک جگہ ہے:

﴿وإنک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم﴾ (نمل:۶)
بیشک آپ کو اللہ حکیم و علیم کی طرف سے قرآن سکھایا جا رہا ہے۔

اور لوہا پہاڑ سے اتارا گیا ہے جس میں وہ وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اسی طرح نیکی کا دعویٰ کرنے والوں کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سچے لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن
ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر،

Www.IslamicBooks.Website

بالله والیوم الاٰخر والملئکة والکتٰب والنبین واٰتی المال علی حبه ذوی القربیٰ والیتٰمی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکاۃ والمؤفون بعھدھم اذا عٰھدوا والصبرین فی الباساء والضرآء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون﴾ (بقرہ:١٧٧)

قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں، یہی پرہیزگار ہیں۔

جھوٹ بولنا منافقین کی صفت ہے

منافقوں کا وصف اللہ نے متعدد آیات میں یہ بتایا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب أليم بما كانوا يكذبون﴾ (بقرہ: ۱۰)

ان کے دلوں میں بیماری تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿إذا جاءك المنافقون قالوا نشهد إنك لرسول الله والله يعلم إنك لرسوله والله يشهد إن المنٰفقين لكٰذبون﴾ (منافقون: ۱)

تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿فأعقبهم نفاقاً فی قلوبهم الیٰ یوم یلقونه بما اخلفوا الله ماوعدوه وبما كانوا يكذبون﴾ (توبہ: ۷۷)

پس اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اللہ سے ملنے کے دنوں تک کیوں کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے

Www.IslamicBooks.Website

خلاف کیا اور وہ جھوٹ بولتے رہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ صدق اور تصدیق اقوال و اعمال دونوں میں ہے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پا کر رہے گا، پس دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور دونوں کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے اور دونوں پیر زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے"۔

اہل عرب کہتے ہیں: "حملوا علی العدو حملة صادقة" انہوں نے دشمن سے لڑنے کا پختہ ارادہ کیا، اسی طرح وہ کہتے ہیں فلان صادق الحب و المودة، فلاں کی محبت سچی ہے یعنی فلاں اپنے ارادے، قصد و طلب میں سچا ہے، یہ صادق فی العمل کی مثال ہوئی اور صادق سے مراد وہ بھی ہے جو اپنے کلام و خبر میں سچا ہو، البتہ منافق، صادق مؤمن کا ضد ہے، یہ وہ شخص ہے جو اپنے خبر میں جھوٹا ہوتا ہے یا اپنے عمل میں جھوٹا ہوتا ہے وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ان المنافقين يخادعون الله وهو خادعهم واذا قاموا الى الصلاة قاموا كسالىٰ يراء ون الناس﴾ (نساء:١٤٢)

بیشک منافق اللہ سے چالبازیاں کرر ہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں۔

اخلاص ہی اسلام کی حقیقت ہے کیونکہ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو صرف اللہ کے حوالے کردے اور اس کے علاوہ کسی کی فرمانبرداری نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ضرب الله مثلاً رجلاً فيه شركاء متشاكسون ورجلا سلما لرجل هل يستويان مثلاً﴾ (زمر:٢٩)

سنو! اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہا ہے کہ ایک وہ شخص جس میں بہت سے مختلف ساجھی ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا غلام ہے کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں۔

پس جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے نہیں کیا اس نے تکبر کیا اور جس

Www.IslamicBooks.Website

نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کے سامنے بھی سر ٹیکا اس نے شرک کیا اور تکبر اور شرک دونوں اسلام کی ضد ہیں، لفظ ''اسلام'' لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین﴾ (بقرہ:۱۳۱)

جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا فرنبردار ہو جاؤ، انہوں نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی۔

اور ایک جگہ ہے:

﴿بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾ (بقرہ:۱۱۲)

سنو: جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، بیشک اسے اس کا رب پورا پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی۔

اسی لئے اسلام کی اصل ''لا الٰہ الا اللہ'' کی گواہی دینا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے، یہ عام اسلام ہے جس کے علاوہ کوئی دین اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین﴾ (آل عمران:۸۵)

جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿شهد اللّٰه انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ○ ان الدين عند الله الاسلام﴾ (آلعمران:۱۸-۱۹)

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

اصل دین امور باطنہ ہیں

مذکورہ باتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اصل دین حقیقت میں امور باطنہ ہیں خواہ وہ علوم ہوں یا اعمال۔ ظاہری اعمال ان کے بغیر فائدہ نہیں

Www.IslamicBooks.Website

پہنچا سکتے ، مسند احمد میں ایک حدیث آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"الاسلام علانیة والایمان فی القلب" اسلام کھلم کھلا ہے اور ایمان دل میں ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے بیچ میں بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے ، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شبہ کی چیزوں میں پڑا وہ حرام میں پڑ گیا، اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ چراگاہ کے اندر بھی گھس جائے۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو! بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست رہے گا تو سارا بدن درست رہے گا اور جب وہ خراب ہوگا تو سارا بدن خراب ہو جائے گا اور وہ دل ہے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ دل بادشاہ ہے اور اعضاء اس کے لشکر ہیں، پس اگر بادشاہ اچھا رہے گا تو اس کا لشکر بھی اچھا رہے گا اور اگر بادشاہ خراب رہے گا تو اس کا لشکر بھی خراب رہے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

باطنی اعمال، اللہ سے محبت اور اخلاص وتوکل

باطنی اعمال مثلاً اللہ سے محبت، اس کیلئے اخلاص، اس پر توکل، اس کے فیصلہ پر رضامندی وغیرہ کے اختیار کرنے کا حکم ہر خاص وعام کو دیا گیا ہے، ان کا چھوڑنا کسی شخص کے لئے کسی بھی حالت میں جائز نہیں خواہ اس کا مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔

غم کرنا منع ہے

غم کرنے کا حکم نہ تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے نہ اس کے رسولؐ نے، بلکہ اس سے منع کیا ہے اگرچہ اس کا تعلق امور دین سے ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الأعلون ان كنتم مؤمنين﴾ (آل عمران: ۱۳۹)	تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو تمہیں غالب رہو گے، اگر تم مؤمن ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ فرما تا ہے:

﴿ولاتحزن عليهم ولا تك في ضيق مما يمكرون﴾ (نحل:۱۲۷) اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہو اور جو مکر و فریب یہ کرتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہو۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿اذ يقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا﴾ (توبہ:۴۰) جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿ولا يحزنك قولهم﴾ (یونس:٦٥) اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿لكيلا تأسوا على مافاتكم ولاتفرحوا بما آتاكم﴾ (حدید:۲۳) تا کہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ۔

کیونکہ غم کرنے سے نہ تو کوئی فائدہ حاصل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف دور ہوگی، اور اللہ تعالیٰ ایسی چیز کا حکم نہیں دیتا ہے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو لیکن

Www.IslamicBooks.Website

اگر آدمی غم کرے اور اس کے ساتھ حرام کام کا ارتکاب نہ کرے تو اس کو گناہ نہیں ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر مؤاخذہ نہیں کرے گا، البتہ اس پر مؤاخذہ کرے گا یا رحم کرے گا اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا''۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمزدہ ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہو''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وتولّی عنهم وقال	پھر ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے
یا أسفی علی یوسف	یوسف، ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم
وابیضت عیناه من الحزن	کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ غم کو دبائے
فهو کظیم﴾ (یوسف: ۸٤)	ہوئے تھے۔

کبھی غم کے ساتھ ایسی چیزیں بھی ہو سکتی ہے جن پر غم کرنے والے کو ثواب بھی ملے گا، اس اعتبار سے یہ محمود ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے دین میں کسی مصیبت پر غم کرے یا مسلمانوں کی مصیبت پر غم کرے تو ایسی صورت میں اسے خیر سے محبت اور برائی سے نفرت کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا، لیکن اگر اس طرح غم کرے کہ صبر کا دامن چھوڑ دے، جہاد کرنا ترک

Www.IslamicBooks.Website

کردے، نفع بخش چیز لانے سے رک جائے، برائی کا دفع کرنا چھوڑ دے، جو کہ ایسی چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے، تو ایسے غم سے منع کیا گیا ہے، اور اگر صرف غم کرے اور مأمور کو نہ چھوڑے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر غم ایسا ہو کہ دل کو ان کاموں سے غافل کردے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے دیا ہے تو یہ مذموم ہے، اگرچہ وہ دوسرے ناحیہ سے محمود ہو۔

اللہ پر توکل واجب ہے

اللہ سے محبت، اس پر توکل، اس کیلئے اخلاص وغیرہ خیر ہی خیر ہیں۔ یہ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہر ایک کے حق میں پسندیدہ نیکیاں ہیں، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مقامات عام لوگوں کیلئے ہیں نہ کہ خاص لوگوں کیلئے، وہ غلط کہتے ہیں، ان سے کوئی بھی مؤمن کبھی خارج نہ ہوگا، ان سے خارج صرف کافر یا منافق ہوگا۔

بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں جو باتیں کہی ہیں وہ بالکل غلط ہیں، اس کو ہم نے دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان کیا ہے یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

لیکن ان مقامات کے حاصل کرنے میں لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں: خاص اور عام، خاص لوگوں کو ان کا خاص حصہ ملا ہے اور عام

Www.IslamicBooks.Website

لوگوں کو ان کا عام حصہ ملا ہے، مثلاً ان لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ پر توکل کرنا نفس کی جانب سے رزق طلب کرنے میں مدافعت کرنا ہے اور خاص مقام والے اپنے نفس کی حمایت نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ توکل کرنے والا اپنے توکل کے ذریعہ کچھ (دنیاوی) امور طلب کرتا ہے اور عارف باللہ چونکہ تمام امور کو اس کے فروع کے ساتھ دیکھتا ہے، اس لئے وہ کچھ طلب نہیں کرتا، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ توکل عام ہے، اس سے صرف دنیاوی مصالح حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ دینی امور بھی حاصل ہوتے ہیں، توکل کرنے والا اپنے دل اور اپنے دین کی بہتری اور اپنی زبان و ارادہ کی حفاظت کیلئے اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور یہ سب سے اہم امور ہیں، اسی لئے وہ اپنے رب سے ہر نماز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین﴾ (فاتحہ: ٤) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاعبده و توکل علیه﴾ (هود: ۱۲۳) پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔

ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿عليه توكلت واليه انيب﴾(هود: ۸۸) اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ایک جگہ ہے:

﴿قل هو ربى لااله الاهو عليه توكلت واليه متاب﴾ (رعد: ۳۰) آپ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے، اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی لائق عبادت نہیں، اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبادت اور توکل دونوں کوئی جگہوں پر ایک ساتھ بیان کیا ہے کیونکہ پورا دین انہیں دونوں چیزوں کے اندر آجاتا ہے، اسی لئے بعض سلف نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابوں کو قران میں جمع کردیا ہے اور تمام علم قرآن کو مفصل میں جمع کردیا ہے، اور مفصل کے علم کو سورہ فاتحہ مین جمع کردیا ہے اور سورہ فاتحہ کے علم کو اپنے اس قول (ایاک نعبد ایاک نستعین) میں جمع کردیا ہے۔

یہ دونوں ایسے جامع کلمات ہیں جو اللہ رب العزت کے لئے بھی ہیں اور بندے کیلئے بھی، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے

Www.IslamicBooks.Website

بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹ دیا ہے، اس کا نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے وہ چیز ہے جو وہ مانگے" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی، پھر جب وہ ﴿الرحمٰن الرحیم﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی، پھر جب وہ ﴿مالک یوم الدین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی و بڑائی بیان کی، پھر جب وہ ﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھا آدھا ہے اور میرے بندے کیلئے وہ چیز ہے جو اس نے مانگی، پھر جب وہ ﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب ہمارے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے وہ چیز ہے جو اس نے مانگی۔

پس اس کا نصف حصہ جس میں ثناء و خیر ہے وہ اللہ رب العزت کیلئے ہے، اور اس کا نصف حصہ جس میں دعا و طلب ہے وہ بندے کیلئے ہے اور ان دونوں جامع کلمات میں ﴿ایاک نعبد﴾ اللہ رب العزت کیلئے ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور ﴿ایاک نستعین﴾ بندے کیلئے ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر نبی ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا، آپؐ نے فرمایا: ”اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے اگر وہ ایسا کریں؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے“۔

حقیقی عبادت

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو صرف اپنی عبادت کرنے کیلئے پیدا کیا ہے، جیسے کہ فرماتا ہے:

﴿وما خلقت الجن والانس الالیعبدون﴾ (ذاریات :۵٦) ”میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

Www.IslamicBooks.Website

اسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اس نے انبیاء ورسل بھیجے، کتابیں نازل کیں، عبادت کا لفظ اللہ تعالیٰ سے انتہائی محبت اور اس کی انتہائی فرمانبرداری دونوں معنوں کو اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا جو محبت اللہ کی فرمانبرداری سے خالی ہو وہ عبادت نہیں ہوسکتی اور جو فرمانبرداری اللہ کی محبت سے خالی ہو وہ عبادت نہیں ہوسکتی، حقیقی عبادت وہ ہے جو ان دونوں امور کو شامل ہو، اسی لئے عبادت صرف اللہ کیلئے درست ہے، اگرچہ اس عبادت کا فائدہ صرف بندے کو حاصل ہوتا ہے، کیونکہ اللہ رب العالمین ساری چیزوں سے بے نیاز ہے لیکن اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس سے خوش ہو جاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری کسی خطرناک چٹیل میدان میں گم ہو جائے اور اسی پر اس کا کھانا پانی لدا ہو، پھر وہ اسے تلاش کرنے کے بعد مایوس ہو کر سو جائے پھر جب وہ بیدار ہو تو اس سواری کو اپنے پاس موجود پائے۔ اس بحث سے بہت سے عمدہ امور متعلق ہیں جن کو ہم نے دوسری جگہوں پر تفصیل سے بیان کیا ہے، بندے کا اللہ پر بھروسہ کرنا اور اسی سے مدد طلب کرنا ایک ایسا وسیلہ ہے جس سے وہ عبادت کا مقصد پا سکتا ہے، مدد طلب کرنا دعا کی طرح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

طبرانی نے کتاب الدعاء میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! چار چیزیں ہیں، ان میں ایک میرے لئے ہے اور ایک تمہارے لئے، اور ایک میرے تمہارے درمیان ہے اور ایک تمہارے اور میرے بندوں کے درمیان ہے، پس میرے لئے یہ ہے کہ تم صرف میری عبادت کرو اور شرک نہ کرو، اور تمہارے لئے یہ ہے کہ تم عمل کرو اور میں اس پر تمہیں اس وقت بدلہ دوں جب تم کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی، اور جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تم دعا کرو اور میں اسے قبول کروں، اور جو تمہارے اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ تم لوگوں کے ساتھ ایسے ہی (بھلائی سے) پیش آؤ جیسے تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ پیش آئیں۔

''یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ بندے کیلئے ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرنے کی شروعات کرتا ہے پھر ان کاموں کا قصد کرتا ہے جسے اس کیلئے مناسب سمجھتا ہے، اس پر اللہ خوش ہو جاتا ہے اور وہ بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے، اللہ کی رضا ہی درحقیقت بندے کی غرض وغایت ہے، بندے کو جو بھی حکم دیا گیا ہے اس کا نفع بندے ہی کو ملتا ہے اس کو انجام دینے پر اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے، پس جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ

Www.IslamicBooks.Website

توکل مقامات عامہ میں سے ہے اور اس سے صرف دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے ان کا خیال غلط ہے توکل سے تو بہت سے دینی امور حاصل ہوتے ہیں، توکل امور دینیہ میں سے ہے، اس کے بغیر واجبات و مستحبات مکمل نہیں ہوتے اور جو شخص توکل سے بے رغبتی اختیار کرے وہ درحقیقت ایسی چیز سے بے رغبتی اختیار کر رہا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور جس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور جس کا اس نے حکم دیا ہے۔

مشروع زہد

جو زہد مشروع ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں سے بے رغبت ہو جائے جو آخرت میں فائدہ پہنچانے والی نہ ہوں لیکن اگر آدمی ایسی چیزوں کو چھوڑ دے جو مباح ہیں تو یہ زہد نہیں ہے، اس سے اللہ کی اطاعت حاصل نہیں کی جا سکتی، اسی طرح جو پرہیز گاری مشروع ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں کو چھوڑ دے جو آخرت میں نقصان پہنچانے والی ہیں یعنی محرمات اور شبہات کو چھوڑ دے، پس اگر کوئی شخص ان چیزوں کو چھوڑ دے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے واجبات ہیں تو یہ پرہیز گاری نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ جو بھی چیز آخرت میں فائدہ پہنچانے والی ہے یا اس کام پر مدد

Www.IslamicBooks.Website

کرتی ہے جس سے آخرت میں فائدہ پہنچے اس کا چھوڑ دینا حقیقی زہد نہیں ہے، ایسے زہد کا دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہے:

﴿یا ایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین﴾ (مائدہ:۸۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو، بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مباحات کو چھوڑ دینا مشروع زہد کے خلاف ہے اور اگر اس کے چکر میں پھنس کر کسی نے کسی واجب کو ترک کر دیا اور حرام کا ارتکاب کیا تو وہ اللہ کا نافرمان ہے اور اگر ایسا نہیں کیا ہے تو بہر حال اس کا درجہ کم ہو جائے گا اور وہ مقربین کے درجے سے مقتصدین کے درجے تک پہنچ جائے گا۔

توکل اللہ کو پسند ہے، اس نے ہمیشہ توکل کرنے کا حکم دیا ہے، پس جو چیز اللہ کو پسند ہو اور جس کا اس نے حکم دیا ہو اس کو چھوڑ دینا مقتصدین کا فعل نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ مقربین ایسا کریں، یہ تین جوابات ان لوگوں کے قول کے ہیں جو کہتے ہیں کہ توکل کرنے والا (دنیا سے) اپنا حصہ طلب کرتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔بعض (صوفیاء کرام) یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام امور سے فراغت ہو چکی ہے، یہ انہیں لوگوں کے قول کے مشابہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اب دعا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر چیز مقدر کی جا چکی ہے جس کے مطابق جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا، اگر مطلوب تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے تو وہ مل کر رہے گا، دعا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر تقدیر میں نہیں لکھا گیا ہے تو دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ شرعاً و عقلاً سب سے فاسد قول ہے۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ توکل اور دعا نہ تو کوئی فائدہ لا سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان کو دفع کر سکتے ہیں، وہ تو محض عبادت ہیں، توکل کی حقیقت بس اتنی ہے کہ کسی کو کام سونپ دیا جائے، یہ بھی غلط قول ہے۔

اسباب اختیار کرنا ضروری ہے

ان تمام اقوال کی بنیاد ایک ہے، وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہر چیز مقدر کی جا چکی ہے، اس لئے اسباب اختیار کرنے کی ضرورت نہیں، ان کو یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مقدر کی ہوئی چیز کو اسباب سے باندھ دیا ہے، اگر ان کی بات مان لی جائے تو سارے اعمال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جائے گی جب کی نبی کریم ﷺ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا جنتی لوگ اور جہنمی لوگ جانے جا چکے ہیں؟ (یعنی اللہ کے علم میں الگ الگ ہو چکے ہیں) آپؐ نے فرمایا: ہاں، لوگوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آپؐ نے فرمایا: جو جس کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس کیلئے وہ چیز آسان کردی جاتی ہے (یعنی اسی کے مطابق اسے عمل کرنے کی توفیق دی جاتی ہے)“۔

صحیحین میں حضرت علیؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ”ہم ایک جنازہ میں تھے، جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے، آپ بیٹھ گئے، آپؐ کے ساتھ ٹیک لگانے کی چیز تھی (مثلاً لاٹھی یا چھڑی)، آپؐ اس سے زمین کو کریدنے لگے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ ہر شخص کا ٹھکانہ جہنم یا جنت میں لکھ دیا گیا ہے، اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت، یہ سن کر ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبیؐ! کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرکے بیٹھ نہ جائیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں کیونکہ جو نیک بخت ہیں وہ نیک بختی کی طرف ہی جائیں گے اور جو بد بخت ہیں وہ بد بختی کی طرف ہی جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں تم عمل کرو، کیونکہ جو شخص جس چیز کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اسکے

Www.IslamicBooks.Website

لئے آسان کر دی جاتی ہے، پس اہل سعادت کی سعادت کیلئے آسانی پیدا کی جاتی ہے اور اہل شقاوت کی شقاوت کیلئے سہولت مہیا کی جاتی ہے، پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

﴿فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہ للیسریٰ واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ﴾ (لیل:۵–۱۰)

جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا اپنے رب سے اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی اور مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔

اس حدیث کی تخریج صحاح، سنن اور مسانید میں ایک جماعت نے کی ہے۔

امام ترمذی نے یہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم دوا استعمال کرتے ہیں اور جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور پرہیزی کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں تقدیر الٰہی کو لوٹا دیتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ”یہ بھی تقدیر الٰہی میں سے ہیں“۔

اس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر شخص کے بارے میں پہلے جاننا اور نیک بخت و بد بخت لکھ دینا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ یہ نیک بختی اعمال صالحہ سے حاصل ہوگی اور یہ بد بختی برے اعمال سے حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ تمام امور کو جانتا ہے، جس پر وہ ہیں اور اسی کے مطابق لکھتا ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ نیک بخت اچھے اعمال کے ذریعہ نیک بختی حاصل کرے گا اور بد بخت برے اعمال کے ذریعہ بد بختی حاصل کرے گا، پس جو شخص نیک بخت ہوتا ہے اس کے لئے صالح اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں جو نیک بختی کا متقاضی ہوتے ہیں اور جو بد بخت ہوتا ہے اس کیلئے برے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں، جو بد بختی کا متقاضی ہوتے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے وہ عمل آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی عام اور کونی مشیت سے اسی کی طرف بڑھتا ہے۔

اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس طرح کیا ہے:

﴿ولا یزالون مختلفین ○ الا من رحم ربک ولذلک خلقھم﴾ (ھود:۱۱۸-۱۱۹)

وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے اور انہیں تو اسی لیے پیدا کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

البتہ انسان کو جس مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور جس سے اللہ کی خوشنودی اور محبت حاصل ہوگی اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے:

﴿وما خلقت الجن والانس الالیعبدون﴾ (ذاریات: ٥٦)	ہم نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہر چیز کے بارے میں بیان کر دیا ہے، مثلاً کلمات، امر، ارادہ، اذن، کتاب، حکم، قضاء اور تحریم وغیرہ کے بارے میں، ان میں وہ چیزیں بھی ہیں جن کا تعلق دین، اللہ کی محبت، اس کی رضا اور اس کے شرعی احکامات سے ہے اور وہ چیزیں بھی ہیں جن کا تعلق اس کے کونی نظام سے ہے اور جو اس کے کونی مشیت کے مطابق چل رہی ہیں۔ مثلاً:

◀ اللہ تعالیٰ دینی امور کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿ان اللہ یأمر بالعدل و الاحسان وایتاء ذی القربیٰ﴾ (نحل: ٩٠)	اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إن اللہ یأمرکم ان تؤدوا الأمانات الی اھلھا﴾ (نساء: ٥٨)	اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔

Www.IslamicBooks.Website

◀ اور کونی امور کے بارے میں فرما تا ہے:

﴿إنما امره اذا اراد شيئا أن يقول له كن فيكون﴾ (یٰس:۸۲)

وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

اسی طرح فرما تا ہے:

﴿واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول﴾ (بنی اسرائیل:۱۶)

اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں، اور وہ اسی بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں، تو ان پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تہہ و بالا کر دیتے ہیں۔

◀ اللہ تعالیٰ ارادہ دینیہ کے بارے میں فرما تا ہے:

﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾ (بقرہ:۱۸۵)

اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔

اور ایک جگہ فرما تا ہے:

﴿يريد الله ليبين لكم ويهديكم سنن الذين من

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے خوب کھول کر بیان کرے اور تمہیں تم

Www.IslamicBooks.Website

قبلکم ویتوب علیکم و اللہ علیم حکیم﴾(نساء:٢٦)

سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے، اور تم پر رجوع کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

﴿ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم﴾(مائدہ:٦)

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا ہے۔

◀ اور ارادۂ کونیہ کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿ولوشاء اللہ مااقتتلوا ولٰکن اللہ یفعل مایرید﴾ (بقرہ:٢٥٣)

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

﴿فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یردان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کأنما یصعد فی السماء﴾(انعام: ١٢٥)

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینے کو اسلام کیلئے کشادہ کردیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینے کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ولا ینفعکم نصحی إن اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم﴾ (ھود:۳٤)

تمہیں میری خیر خواہی کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی گو میں کتنی ہی تمہاری خیر خواہی کیوں نہ چاہوں بشرطیکہ اللہ کا ارادہ تمہیں گمراہ کرنے کا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿انما امرہ اذاارادشیئاً ان یقول لہ کن فیکون﴾ (یٰس:۸۲)

وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

◀ اذن دینی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ماقطعتم من لینۃ أوترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین﴾ (حشر:۵)

تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا اور اس لئے بھی کہ بدکاروں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔

◀ اذن کونی کے بارے میں فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿وماهم بضارين به من احد الا باذن الله﴾ (بقرہ:۱۰۲) دراصل وہ بغیر اللہ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

◀ قضاء دینی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وقضٰی ربک الاّ تعبدوا الا اياه﴾ (اسراء: ۲۳) اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔

◀ قضاء کونی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فقضاهن سبع سمٰوات في يومين﴾ (فصلت: ۱۲) پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے۔

◀ حکم دینی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿احلت لكم بهيمة الانعام الامايتلى عليكم غير محلى الصيد وانتم حرم ان الله يحكم ما يريد﴾ (مائدہ: ۱) تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے، مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔

﴿ذٰلكم حكم الله يحكم پس یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے

Www.IslamicBooks.Website

بینکم﴾(ممتحنہ: ۱۰) درمیان کردیا ہے۔

◀ حکم کونی کے بارے میں ابن یعقوب علیہ السلام کے اس قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فلن أبرح الارض حتی یأذن لی أبی أویحکم الله لی وھو خیر الحاکمین﴾ (یوسف: ۸۰)
پس میں تو اس سرزمین سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ والد صاحب خود مجھے اجازت نہ دیدیں یا اللہ تعالیٰ میرا یہ معاملہ فیصل کردے وہی بہترین حاکم ہے۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿قال رب احکم بالحق وربنا الرحمٰن المستعان علی ماتصفون﴾ (انبیاء: ۱۱۲)
نبی نے کہا اے رب! انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔

◀ تحریم دینی کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر﴾ (مائدہ: ۳)
تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم﴾(نساء:٢٣) حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں۔

◀ تحریم کونی کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿فانھا محرمة علیھم اربعین سنة یتیھون فی الارض﴾(مائدہ:٢٦) اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام کردی گئی ہے، یہ خانہ بدوش ادھر اُدھر سرگرداں پھرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم﴾(معارج:٢٥) اور جن کے مالوں میں مقرر حصہ ہے مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔

◀ کلمات دینیہ کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿واذابتلی ابراھیم ربه بکلمات فأتمھن﴾(بقرہ:١٢٤) جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کردیا۔

◀ کلمات کونیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وتمت کلمة ربک اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی

Www.IslamicBooks.Website

الحسنٰی علی بنی اسرائیل بما صبروا﴾ (اعراف:۱۳۷) اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی اسی قسم سے ہے جسے صحاح، سنن اور مسانید میں مختلف طریقوں سے نقل کیا گیا ہے:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر" میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ جن سے کوئی اچھا اور برا شخص تجاوز نہیں کر سکتا پناہ چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے کونی کلمات و نظام اور مشیت سے کوئی چیز تجاوز نہیں کر سکتی، البتہ فاجروں نے اس کے دینی کلمات کی مخالفت کی ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو واضح کر دیا ہے کہ ہر شخص جس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کیلئے آسان کر دیا جاتا ہے۔ جو اہل سعادت میں سے ہوتا ہے اسے سعادت والے عمل کی توفیق دی جاتی ہے اور جو اہل شقاوت میں سے ہوتا ہے اس کیلئے شقاوت والے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں، اسی طرح ساری مخلوقات کا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ انسانوں کے بچوں کو، جانوروں کے بچوں کو رحم میں ماں باپ کے اجتماع کے بعد ان کے پانی سے پیدا کرتا ہے اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ

Www.IslamicBooks.Website

میں اللہ پر بھروسہ کروں گا اور اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا، اگر میرے لئے لڑکا مقدر ہے تو مجھے ملے گا ورنہ نہیں ملے گا، جماع کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ احمق کہلائے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن عزل کرے تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو یہ عزل لڑکا ٹھہرنے سے نہیں روک سکتا کیونکہ اس کا پانی بغیر اس کے اختیار کے رحم میں عزل سے پہلے پہنچ جائے گا۔

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنو مصطلق میں تھے، ہم نے (جنگ میں) کچھ عرب عورتوں کو قید کیا (اور انہیں اپنی لونڈی بنالی) ہمیں عورتوں کی اشتھا ہوئی اور بغیر عورت کے رہنا ہمارے لئے دشوار ہو گیا، ہم نے ان عورتوں سے عزل کرنا چاہا، چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا، آپؐ نے فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ قیامت تک اللہ تعالیٰ جسے پیدا کرنے والا ہے اس کی پیدائش لکھ دی ہے۔ (یعنی وہ ضرور پیدا ہوگا)''

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ''ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی ہے جو ہماری خدمت

Www.IslamicBooks.Website

کرتی ہے اور ہمارے کھجور کے باغ میں پانی دیتی ہے، اور میں اس سے صحبت کرتا ہوں لیکن میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو عزل کرو لیکن جو اس کیلئے مقدر کر دیا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا"۔

اگر چہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آدمی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دے جیسے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے یا حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے، لیکن عام طور پر جو خلقت کا نظام ہے اس سے مختلف ہے۔ (عام نظام وہ ہے جس کا ذکر میں نے کیا)

تقدیر کا غلط مفہوم

اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے کونی و دینی نظام و شریعت کا انکار اگر چہ زنادقہ کرتے ہیں لیکن بہت سے مشائخ نے بھی تقدیر کے ساتھ اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ وہ اللہ کے اوامر و نواہی میں تحقیق نہیں کرتے اور اس کو توکل و تفویض کہتے ہیں۔ اور قضاء الٰہی کے سامنے انسان کے مجبور محض ہونے کے قائل ہیں، دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس مردہ شخص کی طرح ہے جو غسل

Www.IslamicBooks.Website

دینے والے کے سامنے ہو(وہ جس طرح چاہے اسے الٹے پلٹے)۔ وہ ترک عمل کے قائل ہیں خواہ وہ امر ہو یا نہی، یہاں تک کہ جس چیز کے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اسے کرتے ہیں، ان کا نور بصیرت اور حق و باطل میں فرق کرنے کی قوت اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ ان چیزوں کے درمیان تمیز نہیں کر پاتے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور جس سے وہ خوش ہوتا ہے اور جن کے کرنے سے اس نے منع کیا ہے اور جس سے وہ ناراض ہوتا ہے، ان کے نزدیک یہ دونوں چیزیں برابر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فرق کیا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سوآء محیاھم ومماتھم ساء مایحکمون﴾ (جاثیہ: ۲۱)	کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہوجائے، برا حکم وہ کررہے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أفنجعل المسلمين كالمجرمين ٥ مالكم كيف تحكمون﴾ (قلم: ۳۵-۳۶)

کیا ہم مسلمانوں کو مثل گنہگاروں کے کردیں گے، تمہیں کیا ہوگیا کیسے فیصلے کررہے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أم نجعل الذين آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض ام نجعل المتقين كالفجار﴾ (ص:۲۸)

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کردیں گے جو ہمیشہ زمین میں فساد مچاتے رہے یا پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وما يستوى الاعمىٰ والبصير ٥ ولا الظلمات ولا النور ٥ ولا الظل ولا الحرور ٥ وما يستوى الاحياء ولا الاموات ان الله يسمع

اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں، اور نہ تاریکی اور روشنی، اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ اور زندے اور مردے برابر نہیں ہوسکتے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور

Www.IslamicBooks.Website

من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور﴾ (فاطر:۱۹-۲۲) آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

انہوں نے اس معاملہ میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ کتاب وسنت میں جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس کے اور کفار و فجار کے اعمال کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں قضاء الٰہی سے ہیں اور اس کی ربوبیت اور عام ارادہ کے مطابق ہیں اور اس کی ملکیت میں داخل ہیں۔ اور جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور اپنے اعداء، نیک اور بد، مؤمن اور کافر، اہل طاعت واہل معصیت کے درمیان فرق کیا ہے اس کی طرف نہیں دیکھتے، اور اپنے قول کی تائید میں کچھ مجمل کلمات کہتے ہیں، جن کو انہوں نے بعض شیوخ سے نقل کئے ہیں۔ جو اللہ کے راستے پر چلنے والے لوگ ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس مقام پر غور کریں کیونکہ ان باطل نظریات کی بنا پر بہت سے لوگ کفر وفسق میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے جابروں اور ظالموں کی ان کے ظلم وعدوان پر مدد کی ہے۔

کشف وکرامت کی حقیقت

ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ان ظالموں کے سامنے ایسے حالات آتے ہیں

Www.IslamicBooks.Website

جن سے وہ متاثر ہوں تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہو جائیں گے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دل کا متاثر ہونا بدن کے متاثر ہونے سے بڑی چیز ہے لیکن اگر دل صالح ہوگا تبھی وہ صالح چیز قبول کرے گا۔ اور اگر دل فاسد ہوگا تو وہ صالح چیز قبول نہیں کرے گا، بلکہ فاسد چیزوں سے ہی متاثر ہوگا، پس احوال کی تاثیر کبھی اللہ کے نزدیک محبوب ہوتی ہے اور کبھی مکروہ، فقہاء کہتے ہیں کہ اس شخص سے قصاص لینا واجب ہے جو کسی کو باطنی طور پر قتل کردے، یہ لوگ اپنی اندرونی کیفیات اور دل میں آنے والی باتوں کے ذریعہ امور کونیہ پر استشہاد کرتے ہیں اور اگر ان میں سے کسی کی طرف سے عادت کے خلاف کوئی کام صادر ہوتا ہے تو اس کو کشف و کرامت کہتے ہیں حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے ان کیلئے کرامت نہیں بلکہ اہانت ہے، کرامت تو استقامت چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندہ سے بڑھ کر کسی کی تکریم نہیں کرتا جس کے اعمال اللہ کو پسند ہوں، اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اللہ کے نیک اور محبوب بندوں سے دوستی رکھتے ہیں، اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں، انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿الا ان اولیاء الله لا خوف　　یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ

علیھم ولا ھم یحزنون﴾ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔ (یونس:٦٢)

پس جو لوگ وہ کام کریں جو اللہ نے ان پر واجب کیا ہے اور اسی پر اکتفا کریں وہ مقتصدین (میانہ روی اختیار کرنے والوں) میں سے ہیں اور جو لوگ وہ کام کریں جو اللہ نے ان پر واجب کیا ہے اور اس کے علاوہ وہ دوسرے نیک اعمال بھی کریں جو اللہ کو پسند ہیں وہ مقربین (اللہ کے مقرب بندوں) میں سے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر واجب محبوب ہے اور ہر محبوب واجب نہیں، البتہ وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دے کر آزماتا ہے خواہ وہ آرام ہو یا تکلیف، خواہ وہ عادت کے مطابق کوئی چیز ہو یا عادت کے خلاف ہو، وہ کرامت کیلئے نہیں ہے اور نہ اہانت کیلئے ہے، اس کے ذریعہ اللہ کا مقصد کسی کو عزت وشرف بخشنا اور کسی کو ذلیل کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو پا کر بہت سے لوگ اپنے آپ کو خوش قسمت بنا سکتے ہیں اگر وہ اس میں اللہ کی اطاعت کو مدنظر رکھیں اور بہت سے لوگ اپنے آپ کو بدقسمت بنا سکتے ہیں اگر وہ اس میں اللہ کی نافرمانی کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه انسان (کا یہ حال ہے کہ) جب

فاکرمه ونعمه فیقول ربی اکرمن o واما اذا ما ابتلٰه فقدر علیه رزقه فیقول ربی اھانن o کلا بل لا تکرمون الیتیم﴾ (فجر: ۱۵-۱۷)

اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت ونعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا اور جب وہ اس کو آزماتا ہے، اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا) ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات تو یہ ہے کہ تم ہی لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔

ان امور میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

خرق عادت کسی چیز کے ظاہر ہونے سے کچھ لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اگر وہ اس کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کریں، اور کچھ لوگوں کو عذاب ہوتا ہے اگر وہ اسے اللہ کی معصیت میں استعمال کریں جیسے بلعام وغیرہ، اور کچھ لوگوں کیلئے وہ مباحات کے درجے میں ہے۔

پہلی قسم میں وہ پکے سچے مسلمان ہیں جو اپنے اس نبی ﷺ کی پوری طرح اتباع کرتے ہیں، جس نبی کے معجزات دین حق کو قائم کرنے کیلئے بطور حجت تھے یا ایسی ضرورت کے تحت تھے جس کے ذریعہ اللہ کی اطاعت پر مدد طلب کی جاتی تھی، اس بنیادی مسئلہ میں چونکہ کثرت سے غلطی کرنے کا

Www.IslamicBooks.Website

احتمال تھا، اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائے اور عمل نہ کرے اور وہ جائز کام انجام نہ دے جس سے اسے نفع حاصل ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاقت ور مؤمن کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے، اور ہر مؤمن میں بھلائی ہے، جو چیز تمہارے لئے نفع بخش ہے اس کو پانے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت بنو اور اگر تمہیں نقصان پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یہ کہو کہ اللہ نے مقدر کر دیا ہے، اس نے جو چاہا کیا، اس لئے کہ کلمہ ”اگر“ شیطان کے عمل کو کھولتا ہے“۔

عجز سے منع کیا گیا ہے

سنن ابوداؤد میں یہ روایت آئی ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا نبی کریم ﷺ کے پاس لائے آپؐ نے ان میں سے ایک کے خلاف فیصلہ کیا، جس کے خلاف فیصلہ کیا گیا تھا اس نے کہا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿حسبی اللہ ونعم الو کیل﴾ میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی بہتر وکیل ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ عجز پر ملامت کرتا ہے، تم دانائی اختیار کرو پھر اگر تم پر کوئی امر غالب آجائے تو یہ کہو: ﴿حسبی اللہ ونعم الو کیل﴾۔

نبی کریم ﷺ نے مؤمن کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ نفع بخش چیز تلاش کرے اور اللہ سے مدد طلب کرے، یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے:

﴿ایاک نعبد وایاک نستعین﴾ (فاتحہ: ٤) اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿فاعبدہ وتوکل علیہ﴾ (ھود: ١٢٣) بس تم اس کی عبادت کرو اور اس پر بھروسہ کرو۔

بندے کیلئے سب سے زیادہ نفع بخش چیز اللہ کی اطاعت وعبادت ہے، اس لئے اسے اس کا حریص بننا چاہئے، اور اس اطاعت پر جو چیز مددگار ثابت ہو وہ بھی اطاعت ہے اگرچہ وہ مباح کے جنس سے ہو، صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا: ''جو مال بھی تم خرچ کرتے

Www.IslamicBooks.Website

ہو اور اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہو اس کے ذریعہ درجات بلند کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھتے ہو"۔

یہاں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عجز یعنی جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس کو نہ کرنے اور اس میں کوتاہی برتنے سے منع کیا ہے اور اس پر ملامت کی ہے، یہ دانائی کے خلاف بات ہے، کیوں کہ کام کرنے کی صورت میں جو قدرت وطاقت حاصل ہوتی ہے وہ عجز کی صورت میں حاصل نہیں ہوتی، اگرچہ یہ اس قدرت کے منافی نہیں ہے جس کا بیان آگے گزر چکا ہے اور جس سے امر ونہی وابستہ ہیں۔

وہ استطاعت جو فعل کو واجب کرتی ہے وہ ہمیشہ فعل کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

﴿ما کانوا یستطیعون السمع﴾ (ھود: ۲۰) وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ایک جگہ ہے:

﴿وکانوا لایستطیعون سمعا﴾ (کھف: ۱۰۱) وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

اور وہ استطاعت جس سے امر ونہی وابستہ ہیں اس سے فعل کبھی متصل ہوتا ہے اور کبھی متصل نہیں ہوتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا﴾ (آل عمران:۹۷)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔

اور نبی ﷺ نے حضرت عمران بن حصینؓ سے فرمایا:

"صل قائما فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلی جنب"

تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل (لیٹ کر) پڑھو۔

بعض گمراہ صوفیا

اس جگہ لوگ چار حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں:

کچھ لوگ اللہ کی الوہیت کی گواہی دیتے ہوئے صرف امر و نہی اور عبادت و اطاعت کو دیکھتے ہیں، وہ تقدیر، توکل اور استعانت کی طرف توجہ نہیں کرتے، یہ بہت سے فقہاء اور عابدوں کا حال ہے، لیکن باوجود اس کے کہ ان کی نیت صحیح ہے اور وہ اللہ کے حرمات و شعائر کی تعظیم بھی کرتے ہیں، ان پر ضعف و عجز کا غلبہ ہے، اس لئے کہ اللہ سے مدد طلب کرنا، اس پر بھروسہ کرنا، اس کی طرف پناہ لینا، اس سے دعا کرنا بندے کو مضبوط بناتا ہے

Www.IslamicBooks.Website

اوراس پر، امور آسان ہو جاتے ہیں، اسی لئے بعض سلف کا کہنا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ طاقت ور ہو وہ اللہ پر بھروسہ کرے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''توریت میں رسول اللہ ﷺ کی صفت یہ بیان کی گئی ہے: ہم نے تم کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اُمیوں کیلئے جائے پناہ بنا کر بھیجا ہے، تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل (بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے، وہ بد خلق، سخت و تند خو نہیں ہیں، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں، اور میں ان کی روح قبض نہیں کروں گا جب تک کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو درست نہ کر دوں اور ان کے ذریعہ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھولوں گا تا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں''۔

اسی لئے روایت آئی ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتے اس وجہ سے عرش اٹھا سکے کیوں کہ انہوں نے ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہا تھا۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن يتوكل على الله فهو حسبه﴾ (طلاق:۳)

جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کیلئے کافی ہوگا۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم إيمانا وقالوا حسبنا الله و نعم الوكيل﴾ (آل عمران:۱۷۳)

وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ، تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت آئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ﴿حسبنا الله و نعم الوكيل﴾ اس وقت کہا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے، اور محمد ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے یہ کہا تھا ﴿ان الناس قد جمعوا لكم﴾.

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی گواہی دیتے ہیں، وہ اس کی طرف اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں لیکن

Www.IslamicBooks.Website

اپنے طریقے اور اپنی خواہش کے مطابق کام کرتے ہیں، وہ اللہ کے اوامر و نواہی، رضا اور غضب کو نہیں دیکھتے، ایسا بہت سے صوفیاء اور اپنے آپ کو درویش کہنے والے لوگ کرتے ہیں، وہ احوال کے مطابق کام کرتے ہیں اور وہ کام نہیں کرتے جس سے اللہ خوش ہو، وہ معصیت کے کاموں کو بھی اس کی رضا کہتے ہیں اور امر و نہی کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے، وہ اسے قدری حقیقت کہتے ہیں کہ آدمی تقدیر کے ساتھ اپنے آپ کو بالکل چھوڑ دے اور دینی حقیقت کی طرف نہ دیکھے جس میں اللہ کی رضا اور اس کے اوامر ونواہی ہیں، ایسے لوگ الٹا کام کرنے لگتے ہیں، وہ برے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ تو اسلام سے پھر جاتے ہیں، اس لئے کہ اچھا انجام تو متقیوں کیلئے ہے اور جو اللہ کے امر و نہی کا خیال نہ کرے، اس کے پاس نہ رکے، وہ متقیوں میں سے نہیں ہوسکتا، لہٰذا وہ ان کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جنہیں مشرکین کرتے ہیں، کبھی وہ بدعت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس کو دین کہتے ہیں اور کبھی تقدیر کو حجت بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام اور سورہ اعراف میں جب مشرکین کی مذمت کی تو اس کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے نیا دین وطریقہ نکالا۔

چنانچہ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿واذافعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباء نا والله امرنا بها قل ان الله لا يأمر بالفحشاء﴾ (اعراف:۲۸)

اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو یہی بتایا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات پر مذمت کی ہے کہ انہوں نے اس چیز کو حرام کرلیا ہے جس کو اللہ نے حرام نہیں کیا ہے اور ایسی چیزوں کو مشروع کرلیا ہے جن کو اللہ نے مشروع نہیں کیا ہے، اور ان کے اس پر تقدیر کو حجت بنانے کا بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿سيقول الذين اشركوا لوشاء الله ماأشركنا ولا آباؤنا ولا حرمنا من شئ﴾ (انعام: ۱۴۸)

یہ مشرکین یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے۔

اس طرح کی آیتیں سورہ نحل، سورہ یٰس اور سورہ زخرف میں بھی ہیں، ان مشرکین اور مذکورہ صوفیاء کے اقوال میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی عبادت سے اعراض کرتے ہیں اور

Www.IslamicBooks.Website

اس سے مدد طلب نہیں کرتے، یہ سب سے برے لوگ ہیں۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جو حقیقی مسلمان ہیں جنھوں نے ﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین﴾ پر عمل کیا ہے، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فاعبده و توکل علیه﴾ کو اختیار کیا ہے، جو اللہ کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں، اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں، جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے علاوہ ان کا کوئی ولی و شفیع نہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ہی تکلیفوں کو دور کرنے والا ہے، اگر وہ تکلیف دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا، جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ہی خیر عطا کرنے والا ہے، اگر وہ خیر پہنچانا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

اسی لئے علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اسباب کی طرف پوری توجہ دینا شرک فی التوحید ہے اور اسباب کو بالکل مٹا دینا نقص فی العقل ہے اور اسباب سے بالکلیہ اعراض کرنا شریعت پر عیب لگانا ہے، اور توکل میں توحید عقل اور شریعت سبھی کا مقتضی پایا جاتا ہے، پس جس نے یہ گمان کیا ہے کہ توکل مقامات عامہ میں سے ہے، اس نے سخت غلطی کی ہے، اگر چہ وہ بڑے مشائخ میں سے کیوں نہ ہو، مثلاً "علل المقامات" کے مصنف اور "محاسن المجالس" کے مصنف۔

Www.IslamicBooks.Website

”بس توکل کو جو لوگ صرف عام لوگوں کا حصہ مانتے ہیں نہ کہ خاص لوگوں کا اور یہ کہتے ہیں کہ مقصد کے حاصل کرنے میں توکل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ان کا گمان غلط ہے، اسی طرح ان لوگوں کا گمان بھی غلط ہے، جو دعا کو بے فائدہ بتاتے ہیں، اسی طرح جو لوگ ماموراعمال نہیں کرتے مثلا جو لوگ اسباب اختیار نہیں کرتے اور صرف بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں وہ بھی غلطی کرتے ہیں، اسباب اختیار کرنا بھی عبادت واطاعت ہے اور اس کا حکم دیا گیا ہے، پس اگر کچھ لوگ اسباب ترک کرنے کی غلطی کرتے ہیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فاعبده و توكل عليه﴾ میں داخل ہے تو کچھ لوگ توکل ترک کرنے کی غلطی کرتے ہیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فاعبده و توكل عليه﴾ میں داخل ہے۔

لیکن یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس سے دعا مباحات کو حاصل کرنے کیلئے کرتا ہے، وہ عام لوگوں میں سے ہے، اور جو شخص مستحبات اور واجبات کو حاصل کرنے کیلئے کرتا ہے وہ خاص لوگوں میں سے ہے، اور اگر کوئی شخص محرمات کو حاصل کرنے کیلئے اللہ پر توکل کرے، اس سے دعا مانگے تو وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے اور جو توکل سے اعراض کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے بلکہ ایمان کی حقیقت

Www.IslamicBooks.Website

سے خارج ہے، پھر ایسا شخص خواص میں سے کیسے ہوسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وقال موسیٰ یا قوم ان کنتم آمنتم بالله فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین﴾ (یونس:۸٤)

اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم اطاعت کرنے والے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان ینصرکم الله فلاغالب لکم وان یخذلکم فمن ذاالذی ینصرکم من بعده﴾ (آل عمران: ١٦٠)

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل افرء یتم ماتدعون من دون الله ان ارادنی الله بضر هل هن کاشفات ضره اوارادنی برحمة هل هن

آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتلاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو

Www.IslamicBooks.Website

ممسكت رحمته قل حسبی الله علیه یتوکل المتوکلون﴾ (زمر:۳۸)

ہٹا سکتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ " حسبی الله "کا ذکر کبھی منفعت لانے میں کیا ہے اور کبھی نقصان دور کرنے میں کیا ہے، پہلے کی مثال یہ آیت کریمہ ہے:

﴿ولو انهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله﴾ (توبة: ۵۹)

اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے، اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی۔

دوسرے کی مثال یہ آیت کریمہ ہے:

﴿الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم إيمانا وقالوا حسبنا الله ونعم

وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ، تو اس بات نے انہیں ایمان

Www.IslamicBooks.Website

الوکیل﴾ (آل عمران: ۱۷۳) میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

اور یہ آیت کریمہ ہے:

﴿وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین﴾ (انفال: ٦٢)

اگر وہ تجھ سے دغا بازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے اس نے اپنی مدد سے اور مؤمنوں سے تیری تائید کی ہے۔

اللہ پر توکل اور اس کے فیصلہ پر رضامندی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ولو انھم رضوا ما أتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ﴾ (توبہ: ٥٩)

اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی۔

یہ آیت امر بالرضا اور توکل دونوں کو شامل ہے، آدمی تقدیر پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اللہ کے فیصلے پر راضی رہے اور اس پر بھروسہ رکھے،

Www.IslamicBooks.Website

توکل مقدور کے وقوع سے پہلے ہو اور رضامندی اس کے وقوع کے بعد ہو، اسی لئے نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

"اللهم بعلمك الغيب وبقدرتك على الخلق احيني ما كانت الحياة خيراً لي وتوفني اذا كانت الوفاة خيراً لي اللهم انى اسألك خشيتك فى الغيب والشهادة واسألك كلمة الحق فى الغضب والرضا، واسألك القصد فى الفقر والغنى. واسألك نعيماً لا ينفد واسألك قرة عين لا تنقطع اللهم انى اسألك الرضا بعد القضاء واسألك برد العيش بعد الموت واسألك لذة

اے اللہ! میں تیرے علم غیب کی مدد سے اور مخلوق پر تیری قدرت کے ذریعہ یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے اس وقت وفات دیدے جب وفات میرے لئے بہتر ہو، اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے چھپے کھلے ہر حال میں ڈروں اور میں تجھ سے اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں حق بات کہوں اور فقر و غناء دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کروں، میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا

Www.IslamicBooks.Website

الـنـظـر الى وجهك واسألك الشوق الى لـقـائك من غير ضراء مضرة ولا فتنة مضلة اللهم زينـا بـزينة الايمان واجـعـلـنـا هـداة مهتـديـن "

(رواه احـمـد والـنسائى من حديث عمار بن ياسر)

ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور ایسی آنکھ کی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو منقطع نہ ہو، اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ میں تیرے فیصلے کے بعد اس پر راضی رہوں اور میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ موت کے بعد مجھے اچھی زندگی اور مجھے اپنے چہرے کی دیدار کی لذت عطا کر اور مجھے اپنے سے ملنے کی چاہت عطا کر جس میں کوئی نقصان نہ ہو اور نہ کوئی گمراہ کرنے والا فتنہ ہو، اے اللہ! تو ہمیں ایمان سے مزین کردے اور ہمیں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔

جو رضامندی قضاء الٰہی کے وقوع سے پہلے ہوتی ہے وہ درحقیقت رضا نہیں بلکہ رضا پر عزم ہے، اسی لئے بہت سے مشائخ بلا آنے سے پہلے رضا پر عزم کرتے تھے؛ لیکن جب وہ بلا آجاتی تو ان کا عزم فسخ ہو جاتا، جیسے کہ صبر میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ولقد كنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوه فقدرأيتموه وانتم تنظرون﴾ (آل عمران:۱٤۳)

جنگ سے پہلے تو تم شہادت کی آرزو میں تھے اب اسے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ○ كبر مقتاً عندالله ان تقولوا مالا تفعلون ○ان الله يحب الذين يقاتلون فی سبيله صفاً كأنهم بنيان مرصوص﴾ (صف: ۲-٤)

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہم یہ جان لیتے کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے تو ہم اسے کرتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت جہاد نازل کی جسے بہت سے لوگوں نے ناپسند کیا۔

Www.IslamicBooks.Website

آدمی خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالے

شریعت میں اس بات کو ناپسند کیا گیا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو خواہ مخواہ مصیبت میں ڈالے اور اپنے اوپر وہ چیز واجب کرے جسے شریعت نے اس پر واجب نہیں کیا ہے، مثلاً نذر ماننا، سرداری طلب کرنا، ایسے شہر میں آنے کی کوشش کرنا جہاں طاعون پھیلا ہو۔

صحیح بخاری و مسلم میں کئی سند سے روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (جو بات تقدیر میں لکھی ہے وہ نہیں ٹلتی) صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ بخیل سے کچھ مال نکال لیا جاتا ہے۔

صحیحین میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ سے فرمایا: "تم سرداری مت طلب کرو کیونکہ اگر طلب کرنے پر تمہیں سرداری دی گئی تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں چھوڑ دے گا پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے) اور اگر تمہیں یہ سرداری بغیر طلب کیے ہوئے دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس پر تمہاری مدد کرے گا اور جب تم

Www.IslamicBooks.Website

کسی بات پر قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھو تو جو کام بہتر ہے وہ کرو اور قسم کا کفارہ دے دو"۔

صحیحین میں یہ بھی روایت آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کے بارے میں فرمایا کہ "جب تم کسی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر کسی سرزمین میں طاعون پھیل جائے اور تم وہاں پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت بھاگو"۔

صحیحین میں یہ روایت بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دشمن سے مڈ بھیڑ کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگو لیکن اگر دشمن سے مڈ بھیڑ ہو جائے تو تم صبر کرو۔ (اور ثابت قدم رہو) اور یہ جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔

اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان اس چیز کے لئے کوشش نہ کرے جس میں اسے اپنے اوپر خواہ مخواہ کچھ چیزوں کو واجب کرنا پڑے اور کچھ چیزوں کو حرام کرنا پڑے، پھر وہ اپنا عہد پورا نہ کر سکے جیسے کہ بہت سے لوگ اللہ سے مختلف امور میں عہد و پیمان کرتے ہیں پھر نقض عہد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

مصیبت پر صبر

انسان اگر آزمائش میں مبتلا ہوجائے تو اس پر صبر کرے اور ثابت قدم رہے اور پیچھے نہ ہٹے تاکہ ان لوگوں میں سے ہوجائے جو اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور واجبات کو ادا کرتے ہیں، ان تمام چیزوں میں صبر کی ضرورت ہے، اسی لئے مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ واجبات کی ادائیگی اور محظورات کے ترک کرنے پر صبر لازم ہے۔ اس میں مصائب پر صبر کرنا بھی داخل ہے، آدمی مصیبت پڑنے پر جزع فزع نہ کرے اور جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے باز رہے اور اپنی خواہشات کی اتباع نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نوے سے زیادہ جگہوں پر صبر کا ذکر کیا ہے، اور اسے نماز کے ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واستعینوا بالصبر والصلاۃ وإنھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین﴾ (بقر:۴۵)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ بڑی چیز ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿واستعينوا بالصبر والصلاة ان الله مع الصابرين﴾(بقرہ:۱۵۳)

صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو اللہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

﴿واقم الصلاة طرفي النهار وزلفاً من الليل ان الحسنٰت يذهبن السيئات ذٰلك ذكرىٰ للذٰكرين ٥ واصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين ٥﴾ (هود:۱۱٤-۱۱٥)

دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کیلئے، آپ صبر کرتے رہئے، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿فاصبر على مايقولون وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها﴾ (ق:۳۹)

پس یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی۔

﴿فاصبران وعدا لله حق واستغفر لذنبك﴾ (غافر:٥٥)

پس اے نبی! تو صبر کر، اللہ کا وعدہ بلا شک وشبہ سچا ہی ہے، اور اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ۔

Www.IslamicBooks.Website

دین کی امامت صبر اور یقین سے حاصل ہوگی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وجعلنامنهم أئمة يهدون بأمرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون﴾ (سجدہ: ٢٤)

اور ہم نے ان میں سے چونکہ ان لوگوں نے صبر کیا تھا ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

دین، حق کے جاننے اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور عمل کرنے کیلئے صبر کی ضرورت ہے بلکہ طلب علم کیلئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ تم علم حاصل کرو، اس لیے کہ علم طلب کرنا عبادت ہے اور اس کی معرفت خشیت الٰہی ہے اور اسے تلاش کرنا جہاد ہے اور اسے اس شخص کو سکھانا جو اسے نہ جانتا ہو صدقہ ہے اور اس کا مذاکرہ تسبیح ہے، اسی کے ذریعے اللہ کو پہچانا جاتا ہے اور اس کی عبادت کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور توحید بیان کی جاتی ہے، علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو بلند کر دیتا ہے اور انہیں لوگوں کا سردار اور امام بنا دیتا ہے، جن سے لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور جن کی رائے مانتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

علم تلاش کرنے کو جہاد کہا گیا ہے اور جہاد کیلئے صبر کی ضرورت ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والعصر o إن الانسان لفی خسر o إلا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ (عصر)

زمانے کی قسم بیشک انسان سرتا سر نقصان میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واذکر عبادنا ابراھیم واسحاق ویعقوب اولی الایدی والأبصار﴾ (ص:٤٥)

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

پس نفع بخش علم ہی اصل ہدایت ہے اور حق پر عمل کرنا ہی راہ راست پر چلنا ہے، علم کا ضد ضلال ہے جس کا مطلب ہے بغیر علم کے کسی چیز پر عمل کرنا۔ اور رشاد کا ضد غی ہے جس کا مطلب ہے خواہشات نفس کی اتباع کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ والنجم اذاھویٰ o ماضل صاحبکم وماغویٰ ﴾ قسم ہے ستاروں کی جب وہ گریں کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے نہ وہ ٹیڑھی راہ پر ہے۔ (نجم:۱–۲)

پس ''ہدایت'' علم کے ذریعہ ہی حاصل کی جاسکتی ہے اور ''رشاد'' صبر کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی لئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ ایمان میں صبر کا مقام ایسے ہی ہے جیسے جسم میں سر کا مقام ہے، لہٰذا اگر سر کٹ گیا تو جسم جدا ہوگیا، پھر انہوں نے بلند آواز سے کہا اے لوگو سن لو! اس کے پاس ایمان نہیں جس کے پاس صبر نہیں۔

قضاء الٰہی پر رضامندی

قضائے الٰہی پر اپنی رضامندی ظاہر کرنا واجب ہے یا مستحب، اس میں علماء اور مشائخ کے درمیان اختلاف ہے، پس جن لوگوں نے اسے واجب کہا ہے ان کے قول کے مطابق یہ مقتصدین (میانہ روی اختیار کرنے والے) کے اعمال میں سے ہے اور جن لوگوں نے اسے مستحب کہا ہے ان کے قول کے مطابق یہ مقربین کے اعمال میں سے ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا پسندیدہ

Www.IslamicBooks.Website

عمل ہے اور صبر مؤمن کا ہتھیار ہے، حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا: ''اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ خوشی اور یقین کے ساتھ اللہ کیلئے عمل کرو تو ایسا ضرور کرو، اور اگر اس کی طاقت نہ رکھو تو جو چیز تم ناپسند کرو اس پر صبر کرنے میں تمہارے لئے بہت بھلائی ہے''۔

اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔

یہ ان مصیبتوں پر رضا کی بات ہوئی جو اللہ کی طرف سے بندوں پر ڈالی جاتی ہیں جیسے کہ بیماری، محتاجی اور زلزلہ وغیرہ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والصابرين في البأساء والضرّاء وحين البأس﴾ (بقرہ: ۱۷۷)	تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرنیوالے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستهم الباساء والضراء وزلزلوا﴾ (بقرہ: ۲۱٤)	کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے، انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ جھنجھوڑے گئے۔

Www.IslamicBooks.Website

البتہ اس چیز پر راضی رہنا جس کا اللہ نے حکم دیا ہے واجب ہے اور وہ ایمان میں سے ہے، جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ماننے اور اسلام کو اپنا دین ماننے اور محمد ﷺ کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہوا۔

یہ محبت کے توابع میں سے ہے اس کا ذکر انشاء اللہ ہم بعد میں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾ (نساء:٦٥)

قسم ہے تیرے رب کی یہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

﴿ولو أنھم رضوا ما آتاھم اللہ ورسولہ وقالو احسبنا اللہ﴾ (توبہ:٥٩)

اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿ذلک بانهم اتبعوا ما أسخط اللّٰه وکرهوا رضوانه فاحبط اعمالهم﴾ (محمد:۲۸)

یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو برا جانا تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

﴿ وما منعهم ان تقبل منهم نفقاتهم الا انهم کفروا بالله وبرسوله ولا یأتون الصلاۃ الاوهم کسالی ولا ینفقون الاّوهم کارهون﴾ (توبہ:۵٤)

کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور بڑی کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں۔

پہلی قسم میں سے وہ روایت بھی ہے جس کو امام احمد اور امام ترمذی وغیرہ نے حضرت سعدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کی نیک بختی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں اللہ سے استخارہ کر لے اور اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جو حصہ مقرر کیا ہے اس پر راضی رہے، اور ابن آدم کی بدبختی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں اللہ سے استخارہ نہ کرے اور اللہ نے جو حصہ اس کیلئے مقرر کیا ہے اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرے“۔

Www.IslamicBooks.Website

ممنوعات پر رضامندی مشروع نہیں

ممنوعات پر رضامندی مشروع نہیں جیسے کفر، فسق، نافرمانی وغیرہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں جیسے کہ ممنوعات سے محبت مشروع نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر خوش نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے پسند کرتا ہے اگر چہ اس نے اسے مقدر کیا ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والله لایحب الفساد﴾ (بقرہ:۲۰۵) اللہ تعالیٰ فساد پسند نہیں کرتا۔

﴿ولا یرضی لعبادہ الکفر﴾ (زمر:۷) اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول﴾ (نساء:۱۰۸) وہ راتوں کے وقت جب اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے۔

بلکہ اس پر ناراض ہوتا ہے جیسے کہ فرماتا ہے:

﴿ذٰلک بأنهم اتبعوا ماأسخط اللّٰه و کرهوا رضوانه فأحبط اعمالهم﴾ (محمد:۲۸)

یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضا مندی کو برا جانا تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ ممنوعات اس اعتبار سے محبوب ہیں کہ اللہ نے ان کو (حکمت سے) پیدا کیا ہے اور اس اعتبار سے ناپسندیدہ ہیں کہ بندہ ان کو اختیار کرے۔ یہ قول پہلے قول کے منافی نہیں ہے، بلکہ دونوں کا اصل ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز حکمت سے پیدا کی ہے پس اس حکمت کے اعتبار سے ایک چیز محبوب ہوتی ہے جب کہ بذات خود وہ چیز مکروہ ہوتی ہے، ایک ہی چیز میں یہ دونوں وصف اکٹھا ہو سکتے ہیں، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "مجھے کسی کام کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مؤمن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا لیکن اسے موت تو آنا ہی ہے"۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آدمی اس قضاء الٰہی پر اپنی رضا ظاہر کرے جو کہ اللہ کا وصف اور اس کا فعل ہے نہ کہ مقضی پر جو کہ اس کا مفعول ہے، وہ مقصود کلام سے ہٹ گئے ہیں۔ یہاں بات اس رضا کے بارے میں نہیں

Www.IslamicBooks.Website

ہو رہی ہے جس کا تعلق اللہ کی ذات وصفات وافعال سے ہے بلکہ اس رضا کے بارے میں ہو رہی ہے جو اس کا مفعول ہے، اس سلسلہ میں ہم نے دوسری جگہوں پر گفتگو کی ہے۔

ہر حال میں اللہ کا شکر

رضا اگر چہ دل کے اعمال میں سے ہے لیکن اس کا کمال اللہ کا شکر ادا کرنا ہے، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے حمد کی تعریف رضا سے کی ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اس سے قضاء الٰہی پر رضا کا اظہار ہوتا ہے، حدیث میں ہے کہ ''سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کیلئے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو تکلیف وآرام ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے ہیں''۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کوئی ایسا معاملہ آتا جس سے آپ خوش ہو جاتے تو فرماتے:

"الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات" اللہ کا شکر ہے جس کی نعمت سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے۔

اور جب کوئی ایسا معاملہ سامنے آتا جس سے آپ کو تکلیف پہنچتی تو فرماتے: " الحمد لله علی كل حال " ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی بندہ کے بچے کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں کہ ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم نے اس کے دل کے ٹکڑے کی روح قبض کر لی، وہ کہتے ہیں ہاں، اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس نے تو تیرا شکر ادا کیا اور ﴿انا لله وانا اليه راجعون﴾ کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو''۔

ہمارے نبی ﷺ شکر کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں، آپؐ کی امت ہی تکلیف وآرام ہر حال میں اللہ کا شکر کرتی ہے۔

اگر آدمی تکلیف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو دو چیزیں سامنے آتی ہیں، ایک یہ کہ وہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے شکر واجب ہے، اور وہ اس کا مستحق ہے، اس نے ہر چیز کو بہتر طریقہ سے پیدا کیا ہے اور ہر چیز کو مضبوط کیا ہے وہ علیم وحکیم اور خبیر ورحیم ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے جو چیز اختیار کرے گا وہ اس کے اپنے اختیار کرنے سے بہتر ہوگا۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح مسلم وغیرہ میں یہ روایت آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ مؤمن کیلئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کیلئے بہتر ہوتا ہے اور یہ صرف مؤمن کو حاصل ہے، اگر اسے خوشحالی ملتی ہے تو وہ اس پر شکرادا کرتا ہے اور یہ اس کیلئے بہتر ہے، اور اگر سختی وتنگی لاحق ہوتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کیلئے بہتر ہے''۔

یہاں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے لیے جو بھی فیصلہ کرتا ہے، وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے، اگر وہ اس پر صبر وشکر کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور﴾ اس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔

ان دونوں کا ذکر اپنی کتاب میں چار جگہوں پر کیا ہے۔

لیکن جو شخص مصیبت پر صبر نہیں کرتا اور خوشحالی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کے لیے بہتر ہو۔

اگر مومن پر معاصی کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو کیا یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔

اس کا جواب دو طریقوں سے دیا جا سکتا ہے، پہلی بات یہ کہ ان مصائب و

Www.IslamicBooks.Website

آرام پر صبر وشکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جو بندے کو پہونچیں نہ کہ ان اعمال پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو وہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سيئة من نفسک﴾ (نساء:۷۹) تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔

یہاں حسنۃ اور سیئۃ سے مراد خوشحالی اور سختی ہے۔ ایک جگہ ہے:

﴿وبلوناهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون﴾ (اعراف:۱٦۸) اور ہم ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجائیں۔

یہاں بھی حسنات وسیئات سے مراد خوشحالی اور بدحالی ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ونبلوكم بالشر والخير فتنة﴾ (انبیاء:۳۵) ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿ان تمسسكم حسنة تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش

Www.IslamicBooks.Website

تسؤهم وان تصبكم سيئة يفرحوا بها﴾(آل عمران: ۱۲۰) ہوتے ہیں ہاں اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں۔

پس حسنات اور سیئات سے مراد خوشحالی اور سختی بھی ہے، اور اطاعت و معاصی بھی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ صابر وشاکر مومن کے لئے ہے، صابر وشاکر مومن جب کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے، تو فوراً توبہ کرتا ہے، جس سے وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے، بلکہ توبہ کی وجہ سے کبھی اس کے درجات بلند ہوجاتے ہیں۔ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ بندہ نیک عمل کرتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے کبھی جہنم میں پہنچ جاتا ہے اور کبھی برا عمل کرتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے جنت میں پہنچ جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نیک عمل کرنے والے کے اندر اپنی نیکی کو یاد کرکے، کبھی خود بینی اور غرور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، اور برا اعمال کرنے والا کبھی اپنی غلطیوں کو یاد کرکے اللہ سے اس طرح توبہ کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوجاتا ہے۔ صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ ’’اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہے‘‘۔

اگر مومن سے کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو وہ اس کی سزا سے دس اسباب سے بچ سکتا ہے، وہ توبہ کرے اور اللہ اس کی توبہ قبول کرلے اس لیے کہ گناہوں

Www.IslamicBooks.Website

سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو، یا استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے یا نیکیاں کرے جو اس کی برائیوں کے مٹا دیں، اس لیے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یا اس کے مومن بھائی اس کے لیے اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد دعا کریں، یا اس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو ہدایت ملی ہو، اور ان کے نیک اعمال کا ثواب اسے بھی ملے، یا نبی کریم ﷺ اس کے لیے سفارش کریں، یا اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے مصائب سے دوچار کر دے، جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں، یا عالم برزخ میں گرج دار آواز سے اسے ڈرا کر اس کے گناہوں کو مٹا دے، یا میدان قیامت کی ہولناکیوں میں اسے مبتلا کر کے اس کے گناہوں کو مٹا دے، یا اس پر رحم کر کے، کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

پس جسے ان دس چیزوں میں سے کوئی بھی چیز حاصل نہیں ہوئی، وہ صرف اپنے نفس کو ملامت کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے میرے بندو! میں تمہارے اعمال کو تمہارے لئے شمار کرتا ہوں پھر میں تم کو اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، پس جس کو اچھا بدلہ ملا وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جسے برا بدلہ ملا وہ صرف اپنے نفس کو ملامت کرے“۔

جب مؤمن یہ جانتا ہے کہ قضاء الٰہی اس کیلئے بہتر ہے اگر وہ صبر و شکر

Www.IslamicBooks.Website

کرے یا وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لے یہ سمجھتے ہوئے کہ ابن آدم کی سعادت میں سے ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے اور اس نے اس کیلئے جو حصہ مقرر کردیا ہے اس پر راضی رہے تو سمجھو کہ وہ اسی چیز پر راضی ہوا ہے جو اس کیلئے بہتر ہے۔

صحیح حدیث میں حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے پس جو شخص اس کے فیصلہ پر راضی رہا اس کیلئے رضا ہے اور جو اس پر ناراض ہوا اس کیلئے ناراضگی ہے"۔

مذکورہ حدیث میں رضا اور استخارہ دونوں ہے، پس رضا، قضاء کے بعد ہے اور استخارہ قضاء سے پہلے ہے اور قضاء ورضا سختی اور صبر سے اکمل ہے، اسی لئے قضاء الٰہی پر رضا مند رہنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور سختی و مصیبت پڑنے پر صبر کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اگر قضاء الٰہی پر آدمی صبر کرے تو یہی اس کیلئے بہتر ہے پھر اگر اس پر اپنی رضا مندی بھی ظاہر کرے تو اس کی بہتری کا کیا کہنا، حدیث میں ہے کہ "مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کردیا گیا ہو"۔ (یعنی جو مصیبت پر بے صبری دکھائے جس کے نتیجے میں اس مصیبت پر جو اسے اجر ملنے والا تھا نہ ملے وہ حقیقت میں مصیبت زدہ ہے)۔

Www.IslamicBooks.Website

امام شافعیؒ نے اپنی مسند میں یہ روایت کیا ہے کہ ''نبی ﷺ کا جب انتقال ہو گیا تو لوگوں نے ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے گھر والو ہر مصیبت پر صبر، ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدل اور ہر فوت شدہ کا حصول اللہ کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہو گا، پس تم اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید کرو، اس لئے کہ مصیبت زدہ وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا گیا۔''

اسی لئے ایسا غم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے جو رضا کے منافی ہو اور غم کرنے سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہونے والا نہیں بلکہ اس میں نقصان ہی ہے، البتہ ایسا غم کرنے کی اجازت ہے جس کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے مثلاً میت پر رحم کھا کر آنسو بہانا مستحب ہے اور یہ رضا کے منافی نہیں ہے، لیکن اگر اس کے بچھڑ جانے پر ماتم کیا جائے اور رویا جائے تو یہ اللہ کی رضا کے منافی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک نواسے پر روئے جو دم توڑ رہے تھے، تو صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا، حضرت سعد بن عبادہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ رونا کیسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (بخاری، کتاب الجنائز)

Www.IslamicBooks.Website

فضیل بن عیاض کے لڑکے علی کا جب انتقال ہو گیا تو فضیل ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، چنانچہ اس کے فیصلے پر راضی رہنا میں نے پسند کیا، اگر آدمی کا یہ حال ہو تو یہ جزع وفزع کرنے والوں کے مقابلے میں بہتر ہے لیکن اگر رضا کے ساتھ میت پر رحم کھا کر آنسو نکل پڑیں تو یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ثم کان من الذین اٰمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة﴾ (بلد: ۱۷)

پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے صبر اور رحم دونوں کی وصیت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

لوگوں کی چار قسمیں ہیں: کچھ لوگوں کے اندر صبر اور سنگ دلی ہوتی ہے، اور کچھ لوگوں کے اندر رحم اور بے صبری ہوتی ہے، اور کچھ لوگوں کے اندر سنگ دلی اور بے صبری دونوں ہوتی ہے، اور پسندیدہ مؤمن وہ ہے جو مصیبت پڑنے پر صبر کرے اور لوگوں پر رحم بھی کرے۔

اس سلسلے میں بعض لکھنے والوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کے فیصلے پر رضا مندی اس سے محبت کرنے کی شکلوں میں سے ہی ایک شکل ہے، اس کا تعلق

Www.IslamicBooks.Website

ماخذ اول سے ہے یعنی بندہ اللہ کے فیصلہ پر ہر حال میں راضی رہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا مستحق ہے اور بظاہر اپنا نفع ونقصان نہ دیکھے، جب کہ مأ خذ ثانی میں یہ ہے کہ بندہ اللہ کے فیصلہ پر یہ جان کر راضی رہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کے حق میں بہتر ہوگا، پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ محبت کا تعلق اللہ کی ذات سے ہے اور رضا کا تعلق قضاء الٰہی سے ہے۔

ان مصنفین کی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں:

ایک اللہ کی ذات سے محبت، دوسرے اللہ کے احسان کی وجہ سے اس سے محبت، اسی طرح حمد کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ ہے کہ اللہ کی حمد اس وجہ سے کی جائے کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے، اور دوسرے یہ کہ اللہ کی حمد ان احسانات پر کی جائے جو اس نے بندے پر کئے ہیں۔ اسی طرح رضا کی بھی دو قسمیں ہیں۔

البتہ اللہ، اس کے دین اور اس کے رسول کے ماننے پر رضا مندی محبت کی قسموں میں سے ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا جو اللہ کو اپنا رب مانے، اسلام کو اپنا دین مانے اور محمد ﷺ کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہوا''۔ (رواہ مسلم)

Www.IslamicBooks.Website

صحیحین میں یہ حدیث بھی آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کا مزہ پاتا ہے، ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ کیلئے کرے، تیسرے یہ کہ ایمان لانے کے بعد اسے کفر کی طرف لوٹنا جب کہ اللہ نے اسے اس سے نجات دے دیا ہے ایسے ہی ناگوار ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا اسے ناگوار ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

محبت کی جڑ و بنیاد

اللہ اور اس کے رسول سے محبت ایمان کا ایک اہم جزء ہے بلکہ وہ تمام دینی اعمال کی بنیاد ہے۔ اور اس کی تصدیق ایمان و دین کے اقوال میں سے ہر قول کی بنیاد ہے۔ کائنات میں ہر حرکت محبت کی وجہ سے صادر ہوتی ہے خواہ وہ پسندیدہ محبت ہو یا غیر پسندیدہ۔ میں نے اس کی تفصیل "قاعدة المحبة" میں بیان کی ہے۔

پس تمام دینی اعمال کا صدور پسندیدہ محبت ہی سے ہوتا ہے اور پسندیدہ محبت کی جڑ و بنیاد اللہ سے محبت ہے، لہٰذا جو عمل اللہ کے نزدیک مذموم محبت سے صادر ہو وہ نیک عمل نہیں ہو سکتا، تمام دینی و ایمانی کام اللہ سے محبت کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیا جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں شرکاء میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، پس جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے علاوہ کو بھی شریک کیا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ پورا عمل اس شریک کے لئے ہے"۔

حدیث میں یہ بھی ہے کہ "تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے، ایک وہ قاری جو لوگوں کو دکھانے کیلئے قرآن پڑھے، دوسرا وہ مجاہد جو لوگوں کو دکھانے کیلئے جہاد کرے اور تیسرا وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کیلئے صدقہ کرے"۔

اللہ تعالیٰ اسی دین کو قبول کرے گا جو اس کیلئے خالص ہو، یہی پیغام لے کر سارے انبیاء آئے اور یہی پیغام اللہ کی کتابوں میں ہے، اس پر سارے اہل ایمان کا اتفاق ہے، یہی نبوی دعوت کا خلاصہ ہے، یہی قرآن کریم کی تعلیم کا محور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ○ انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق فاعبد	اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب باحکمت کی طرف سے ہے، یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق

Www.IslamicBooks.Website

الـلـه مخلصاً له الدين ٥الا للـلـه الـديـن الـخـالـص﴾ (زمر:۱-۳)

کے ساتھ نازل فرمایا۔ پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿قـل انـی امـرت ان اعبد الـلـه مـخـلصاً لـه الدين﴾ (زمر:۱۱)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کیلئے عبادت کو خالص کرلوں۔

ایک جگہ ہے:

﴿قـل لـلـه اعبد مخلصاً له دينی﴾ (زمر:۱٤)

کہہ دیجئے کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔

ایک جگہ ہے:

﴿اليـس الـلـه بكاف عبد ه ويـخـوفـونـك بـالذين من دونه﴾ (زمر:٣٦)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں۔

ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿قل أفرأيتم ماتدعون من دون الله ان أرادني الله بضرهل هن كاشفات ضره﴾(زمر:۳۸)

آپؐ ان سے کہئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ام اتخذوامن دون الله شفعآء قل اولو كانوا لا يملكون شيئا ولا يعقلون ٥ قل لله الشفاعة جميعا له ملك السمٰوات والارض ثم اليه ترجعون ٥ واذا ذكر الله وحده اشمازت قلوب الذين لا يؤمنون بالآخرة واذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون﴾ (زمر:۴۳-۴۵)

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپؐ کہہ دیجئے کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں، کہہ دیجئے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کیلئے ہے، تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے، جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اورکا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿افغیر اللہ تأمرونی اعبد ایھا الجاھلون﴾(زمر:٦٤) آپ کہہ دیجئے اے جاہلو کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو۔

ایک جگہ ہے:

﴿بل اللہ فاعبد و کن من الشاکرین﴾(زمر:٦٦) بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ابلیس نے کہا:

﴿فبعزتک لا غوینھم اجمعین ٥ الا عبادک منھم المخلصین﴾(ص:٨٢-٨٣) پھر تو تیری عزت کی قسم میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا، بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ان عبادی لیس لک علیھم سلطان الا من اتبعک من الغاوین﴾ (حجر:٤٢) میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں، لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔

ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿إنه ليس له سلطان على الذين اٰمنوا وعلىٰ ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون﴾ (نحل:۹۹-۱۰۰)

ایمان والوں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا، ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں اور اسے اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ شیطان کا بس ان لوگوں پر چلتا ہے جو غیر مخلص ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں فرمایا ہے:

﴿كذٰلك لنصرف عنه السوء والفحشاء إنه من عبادنا المخلصين﴾ (یوسف:۲٤)

یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کردیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

ایک جگہ ہے:

﴿لأملأن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين﴾ (ص:۸۵)

کہ تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں سے میں (بھی) جہنم کو بھردوں گا۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الله لا يغفران يشرك به ويغفر مادون ذٰلك لمن يشاء﴾ (نساء:٤٨)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

یہ آیت اس شخص کے حق میں ہے جس نے توبہ نہیں کی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرک کو خاص کر دیا ہے اور بقیہ کو اپنی مشیت سے مقید کر دیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ اگر آدمی نے شرک کیا اور اس سے توبہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں کرے گا اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کیلئے چاہے گا معاف کر دے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

﴿قل يا عبادي الذين اسرفوا علىٰ انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا﴾ (زمر:٥٣)

اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

توبہ کرنے والوں کے حق میں ہے اسی لئے یہ آیت عام و مطلق ہے اور اس کا سیاق و شان نزول بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اخلاص کا حکم

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہوں پر اس بات کی خبر دی ہے کہ اخلاص کا حکم اولین و آخرین سب کو دیا گیا ہے، چنانچہ سورہ بینہ میں ہے (جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق خاص طور سے حضرت ابی بن کعبؓ کو پڑھ کر سنایا تھا)

﴿وما تفرق الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءتھم البینۃ ٥ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء﴾ (بینۃ: ٤-٥)

اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی (اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے، انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کیلئے دین کو خالص رکھیں ابراہیم حنیف کے دین پر۔

کلمہ ”لا الہ الاّ اللہ“ کی بھی یہی حقیقت ہے کہ آدمی اپنا دین اللہ کیلئے خالص کرے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اسی کلمہ کے ساتھ بھیجا تھا۔

چنانچہ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول الانوحی الیه انه لا الٰه الاانا فاعبدون﴾ (انبیاء:۲۵)

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

ایک جگہ ہے:

﴿واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا أجعلنا من دون الرحمن اٰلهة یعبدون﴾ (زخرف:۴۵)

اور ہمارے ان نبیوں کا حال معلوم کرو جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے اور معبود مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے؟

ایک جگہ ہے:

﴿ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبد الله واجتنبوا الطاغوت﴾ (نحل:۳۶)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوت اسی اصل سے شروع کی تھی جیسے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿اعبدوا الله مالکم من اله غیره﴾ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔

حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام نے بھی یہی بات کہی تھی: ﴿اعبدوا الله مالکم من اله غیره﴾ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بات کہی تھی۔

ابراہیم علیہ السلام جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إنی جاعلک للناس إماما﴾ (بقرة: ۱۲٤) کہ ہم نے ان کو لوگوں کا امام بنایا ہے۔

اور جن کی نسل میں بہت سے انبیاء پیدا ہوئے انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے جو بات کہی تھی اسے اللہ تعالیٰ اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿واذ قال ابراهیم لابیه وقومه اننی براء مما تعبدون ٥ الا الذی فطرنی فانه سیهدین ٥ وجعلها کلمة باقیة فی عقبه لعلهم یرجعون﴾ (زخرف: ۲۶-۲۸) اور جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا، اور

Www.IslamicBooks.Website

ابراہیم علیہ السلام اسی کو اپنی اولاد میں باقی رہنے والی بات قائم کر گئے تاکہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔

یہ کلمہ کلمة الاخلاص للّٰہ ہے، یہ ہر معبود سے براءت ہے سوائے اس معبود سے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ سورۃ یٰس میں فرماتا ہے:

﴿ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون ۞ ءاتخذ من دونہ اٰلھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون ۞ انی اذا لفی ضلالٍ مبین﴾ (یٰس:۲۲-۲٤)

اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمان مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں، پھر تو میں یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فلما أفلت قال یا قوم انی بریء مما تشرکون ۞ انی وجھت وجھی للذی فطر

پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں، میں اپنا رخ

Www.IslamicBooks.Website

السمٰوات والارض حنيفا وما انا من المشركين﴾ (الانعام:۷۹-۷۸)

اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

﴿ولا تخافون أنكم أشركتم بالله مالم ينزل به عليكم سلطانا﴾ (انعام:۸۱)

حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

﴿افرأيتم ماكنتم تعبدون ٥ انتم وأباؤكم الأقدمون ٥ فانهم عدولی الاّرب العالمين ٥ الذی خلقنی فهو يهدين ٥ والذی هو يطعمنی ويسقين ٥ واذا مرضت فهو يشفين ٥ والذی

کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو؟ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں، بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے، جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہبری فرماتا ہے، وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا

Www.IslamicBooks.Website

يميتى ثم يحيين﴾ (شعراء:۷۵-۸۱) ہے، اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے، اور وہی مجھے مارڈالے گا پھر زندہ کردے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد كانت لكم اسوة حسنة فى ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انابرإؤا منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم﴾ (ممتحنة:٤)

مسلمانوں تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں۔

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے توحید کو قائم کیا۔ مشرکین وکفار کو ذلیل وخوار کیا۔

امام احمد وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت آنے سے پہلے مجھے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے جو ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، اور میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے، اور اس شخص کیلئے ذلت وپستی لکھی گئی

Www.IslamicBooks.Website

ہے جو میرے معاملے کی مخالفت کرے گا، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے“۔

اس سے پہلے بعض آیات کا ذکر کیا جا چکا ہے جن میں توحید کا بیان ہے، اب مزید آیات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والصافات صفا ٥ فالزٰجرات زجراً ٥ فالتلیٰت ذکراً ٥ ان الٰھکم لواحد﴾ (صٰفٰت: ۱-۴)

قسم ہے صف باندھنے والے (فرشتوں) کی! پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی، پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی، یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔

﴿إنھم کانوا اذا قیل لھم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ٥ ویقولون ائنا لتارکوا اٰلھتنا لشاعر مجنون ٥ بل جاء بالحق وصدق المرسلین﴾ (صٰفٰت: ۳۵-۳۷)

یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں (نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا

Www.IslamicBooks.Website

دین) لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں۔

﴿ اولئک لهم رزق معلوم ٥ فواکه وهم مکرمون ٥ ﴾ (صٰفٰت: ٤١-٤٢)

انہیں کیلئے مقررہ روزی ہے، (ہر طرح کے) میوے اور وہ باعزت و اکرام ہوں گے۔

پھر اس سورت میں توحید اور اللہ کیلئے دین خالص کرنے کے بارے میں انبیاء کا قصہ بیان کیا گیا ہے، پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ سبحان الله عما یصفون ٥ الا عباد الله المخلصین ﴾ (صٰفٰت: ١٥٩-١٦٠)

جو کچھ یہ (اللہ کے بارے میں) بیان کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے، سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیرا ٥ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا بالله واخلصوا دینهم لله

منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے گا، ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل

Www.IslamicBooks.Website

﴿فاولٰئک مع المؤمنین وسوف یؤت اللہ المؤمنین اجراً عظیما﴾ (نساء:۱۴۵-۱۴۶)	یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کیلئے دین داری کریں تو یہ لوگ مؤمنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔

دین کو اللہ کیلئے خالص کرنے کا بیان سورہ انعام، سورہ اعراف، سورہ نور، سورہ طسم، سورہ المر، اور مفصل کی سورتوں اور دوسری مکی سورتوں میں ہے اور مدنی سورتوں میں بھی بہت سے مقامات پر ہے، اسی پر تو دین کی بنیاد ہے، اس کا ذکر اخلاص کی دونوں سورتوں ﴿قل یا ایہا الکافرون﴾ اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ میں بھی ہے، نبی ﷺ ان دونوں سورتوں کو نفل نمازوں میں اکثر پڑھتے تھے، جیسے طواف کی دونوں رکعتوں میں، فجر کی سنت میں۔ ان دونوں سورتوں میں توحید کا بیان ہے۔

﴿قل یا ایہا الکافرون﴾ میں توحید عملی ارادی کا بیان ہے یعنی قصد وارادہ کے ذریعہ دین کو اللہ کیلئے خالص کرنا، اسی کے بارے میں صوفیاء نے کلام کیا ہے، اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ میں توحید قولی عملی کا بیان ہے۔

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے یہ روایت آئی ہے کہ ”ایک آدمی اپنی نماز میں (ہمیشہ) ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھا کرتا تھا، آپؐ نے فرمایا: اس

Www.IslamicBooks.Website

سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے، اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے''۔

اس سورت میں اللہ کا وصف بیان کیا گیا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے قول کا انکار ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی وصف نہیں مانتے، اور ان لوگوں کے قول کی بھی تردید ہے جو اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات کی طرح مانتے ہیں، اس سورت میں جو بات بتائی گئی ہے اللہ کی ذات کے سلسلہ میں یہی اصل ہے۔ اسی پر ائمہ نے اعتماد کیا ہے، اس کا ذکر ہم نے دوسری جگہوں پر تفصیل سے کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور تابعین نے اس کی جو تفسیر بیان کی ہے، اس کو بھی نقل کیا ہے۔

لیکن یہاں مقصود توحید عملی ہے، یعنی عملاً دین کو اللہ کیلئے خاص کرنا، بہر حال دونوں قسموں میں سے ہر ایک قسم دوسری قسم سے جڑی ہوئی ہے، لہٰذا جہمیہ اور مشبہہ دونوں کے قول میں شرک عملی ہے۔

اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان کسی قسم کی برابری قرار دینا، یا اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا انکار کرنا، یا اللہ کی طرف ناقص صفات کو منسوب کرنا سراسر گمراہی اور توحید کے خلاف عمل ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

یہودیوں نے تو خالق کومخلوق کے برابر قرار دے دیا ہے، یہاں تک کہ وہ مخلوق کے سارے صفات ناقصہ کو بھی اللہ کے اندر مانتے ہیں مثلاً عجز، فقر اور بخیلی وغیرہ، جن سے اللہ کو منزہ کرنا واجب ہے، یہ تو مخلوق کے صفات ہیں نہ کہ خالق کے۔

اسی طرح نصاریٰ نے بھی خالق کومخلوق کے برابر قرار دیا ہے یہاں تک کہ مخلوقات کے اندر انہوں نے اللہ کی صفت ربوبیت اور صفت الوہیت کو بھی مانا ہے، انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ باتیں کہی ہیں جو صرف اللہ کیلئے مناسب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم اس سے اس بات کی دعا کریں کہ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے ان لوگوں کا راستہ جن پر اس نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور جو گمراہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: مغضوب علیھم (جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا) سے مراد یہودی اور ضالین (گمراہوں) سے مراد نصاریٰ ہیں، اس امت کے اندر بھی بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”تم اپنے سے

Www.IslamicBooks.Website

پہلے لوگوں کے راستوں پر شانہ بشانہ ضرور چلو گے یہاں تک کہ وہ اگر گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہود و نصاریٰ کے راستے پر؟ آپؐ نے فرمایا: پھر کون؟" (بخاری، مسلم)

دینی عمل کی بنیاد دین کو اللہ کیلئے خالص کرنا ہے، یعنی اکیلے اللہ کیلئے نیت کی جائے پس جس ذات کیلئے نیت کی گئی وہ محبوب ہوا اور یہ کمال محبت ہے لیکن اسے محبت کی بجائے عبادت کا نام دیا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿وما خلقت الجن والإنس الا ليعبدون﴾	میں نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

اور یہ قول ہے:

﴿یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم﴾	اے لوگو! تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو پیدا کیا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

عبادت کمال محبت اور کمال تابعداری دونوں کو شامل ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

پس جس محبوب کی تعظیم وتابعداری نہ کی جائے وہ معبود نہیں ہوسکتا، اسی طرح جس کی تابعداری تو کی جائے لیکن اس سے محبت نہ کی جائے وہ معبود نہیں ہوسکتا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حباً لله﴾ (بقره:۱۶۵)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مشرکین اپنے معبودان باطل سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہیں لیکن جو مؤمن ہیں ان کی محبت اللہ سے ان کے مقابلے میں جو یہ اللہ سے اور اپنے بتوں سے کرتے ہیں کہیں زیادہ سخت ہوتی ہے، اس لئے کہ مؤمن اللہ کو زیادہ جانتے ہیں اور محبت جاننے پر منحصر ہے اور اسی کے تابع ہے، مؤمنوں نے ایسی ساری محبت تنہا اللہ کیلئے کردی ہے، جب کہ مشرکین نے اپنی بعض محبت غیر اللہ کیلئے بھی کردی ہے، انہوں نے اس محبت میں دوسرے کو بھی شریک کرلیا ہے پس مؤمنوں کی محبت اکمل ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ضرب الله مثلا رجلا فيه شركاء متشاكسون ورجلا سلما لرجل هل يستويان مثلا الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون﴾ (زمر:۲۹)

سنو، اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے مختلف ساجھی ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا غلام ہے کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سب تعریف ہے، بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ بے علم ہیں۔

اللہ سے محبت

محبت کا لفظ عام ہے، چنانچہ مؤمن اللہ سے محبت کرتا ہے، اس کے رسولوں سے محبت کرتا ہے، اس کے مؤمن بندوں سے محبت کرتا ہے، اگرچہ یہ بھی اللہ ہی کے لئے محبت ہے۔ لیکن اللہ سے جیسی محبت کی جائے ویسی محبت کا مستحق کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ کیلئے عبادت، انابت الیہ اور تبتل لہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اللہ سے محبت کا معنی بھی شامل ہے۔

چونکہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ اس سے محبت ہی دین کی بنیاد ہے، لہٰذا دین

Www.IslamicBooks.Website

اسی وقت کامل ہوگا جب یہ محبت کامل ہوگی اور اگر یہ محبت ناقص ہے تو دین بھی ناقص ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ راس الامر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ (ترمذی)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جہاد عمل کے کوہان کی بلندی ہے اور وہ سب سے اعلیٰ واشرف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لايستوون عند الله﴾ (توبہ:۱۹)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔

یہ بات ثابت ہے کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے اور جہاد اللہ سے کامل محبت رکھنے پر دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿قل ان كان آباؤكم وابناؤكم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسٰكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتىٰ ياتى الله بامره والله لا يهدى القوم الفاسقين﴾ (توبہ:۲٤)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے، قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ اپنے سے محبت کرنے والوں کی صفت اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿يا ايها الذين آمنوا من يرتدمنكم عن دينه فسوف يأتى الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين

اے ایمان والو تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت

Www.IslamicBooks.Website

اعزة على الكافرين، يجاهدون فی سبیل الله ولایخافون لومة لائم﴾ (مائدہ:٥٤)

رکھتی ہوگی، وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔

محبت جہاد کو مستلزم ہے، اس لئے کہ محبت کرنے والا اس چیز کو پسند کرے گا جو اس کا محبوب پسند کرے گا اور اس چیز کو ناپسند کرے گا جو اس کے محبوب کو ناپسند ہوگا، اس شخص سے دوستی کرے گا جس سے اس کا محبوب دوستی کرے گا اور اس شخص سے دشمنی کرے گا جس سے اس کا محبوب دشمنی کرے گا، جس چیز سے اس کا محبوب خوش ہوگا اس سے وہ بھی خوش ہوگا اور جس چیز سے وہ غصہ ہوگا اس سے وہ بھی غصہ ہوگا، اس چیز کا حکم دے گا جس کا اس کا محبوب حکم دے گا اور اس چیز سے منع کرے گا جس سے اس کا محبوب منع کرے گا۔ غرضیکہ وہ پوری طرح اپنے محبوب کے پسند کے مطابق کام کرے گا، یہی وہ لوگ ہیں جن کی خوشی اللہ کی خوشی ہوتی ہے اور جن کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے کیونکہ وہ انہیں چیزوں سے خوش ہوتے ہیں جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور انہیں چیزوں سے ناراض ہوتے ہیں جن سے

Www.IslamicBooks.Website

اللہ ناراض ہوتا ہے، جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے صحابہؓ کی سے ایک جماعت کے بارے میں کہا تھا جس میں حضرت بلالؓ اور حضرت صھیبؓ تھے۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ ابوسفیان بن حرب ان مسلمانوں کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے کہا کہ تلوار نے اس دشمن خدا پر ابھی اپنا کام نہیں کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ کیا تم قریش کے سردار کیلئے یہ بات کہتے ہو، پھر اس کا ذکر حضرت ابوبکرؓ نے نبی ﷺ سے کیا، آپؐ نے فرمایا: کہ شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے اور اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو تم نے اللہ کو ناراض کیا ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو! کیا میں نے تم کو ناراض کر دیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں اے ابوبکرؓ اللہ آپ کو معاف کرے۔

نبی کریم ﷺ کے ان کے حق میں یہ بات کہنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ابوسفیان کے حق میں یہ بات اس لئے کہی تھی کیونکہ وہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے بیحد محبت کرتے تھے اور اس سے دشمنی کرتے تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میرا بندہ نفل اعمال کر کے مجھ سے قربت حاصل کرتا رہتا ہے یہاں

Www.IslamicBooks.Website

تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، پھر وہ میرے ذریعے سنتا ہے، میرے ذریعے دیکھتا ہے، میرے ذریعے پکڑتا ہے اور میرے ذریعے چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگے گا تو میں اس کو ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے (شیطان یا آفات سے) پناہ مانگے گا تو میں اسے ضرور پناہ دونگا اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مجھے اپنے مؤمن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے بھی اس کو تکلیف دیتے ہوئے اچھا نہیں لگتا لیکن موت کو تو آنا ہی ہے"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اسے مؤمن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ وہ چیز پسند کرتا ہے جو اس کا بندہ پسند کرتا ہے اور اس چیز کو ناپسند کرتا ہے جو اس کا بندہ ناپسند کرتا ہے، اسے مؤمن کو تکلیف دینا ناگوار لگتا ہے لیکن چونکہ اس نے موت کا فیصلہ کردیا ہے اس لئے وہ اس تردد سے نکل کر موت لانے کا حتمی فیصلہ کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں اللہ اور اس کے بندے کے پسند و ناپسند میں اتفاق واتحاد نوعی اور وصفی اتحاد ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ دونوں کی ذات متحد ہوگئی ہے، ایسا ہونا محال ہے اور ایسی بات کہنے سے شریعت نے منع کیا ہے، ایسی بات کہنے والا کافر ہے، یہ بات تو نصاری اور غلو پسند روافض اور صوفیوں نے کہی ہے، جیسے حلاج کے ماننے والوں نے۔ یہ بعینہ کسی چیز میں مقید اتحاد ہے، البتہ جو لوگ مطلق اتحاد کہتے ہیں جیسے کہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے (یعنی جو یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کا وجود عین خالق کا وجود ہے) انہوں نے اللہ کا انکار کیا، اس کے ساتھ شرک کیا ان کا یہ قول ہر شرک کو جمع کرنے والا ہے، جس طرح اتحاد کی دو قسمیں ہیں (اتحاد مطلق اور اتحاد مقید) اسی طرح حلول کی بھی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں، کچھ لوگ حلول مقید کے قائل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) بعض اشخاص کے اندر حلول کئے ہوئے ہے، اور کچھ لوگ حلول مطلق کے قائل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حلول کئے ہوئے ہے، یہ جہمیہ کا قول ہے۔

❁❁❁

Www.IslamicBooks.Website

''اہل الفناء فی المحبۃ'' کا باطل اعتقاد

کچھ لوگ اپنے آپ کو'' اھل الفناء فی المحبۃ '' کہتے ہیں، وہ اپنے محبوب کو پاکر اپنے آپ کو غائب سمجھتے ہیں انہیں اپنی یاد تک نہیں رہتی، وہ اس کی موجودگی میں اپنے وجود سے بالکل غافل ہوتے ہیں، اسی کے وجود کو اپنا وجود، اسی کے ذکر کو اپنا ذکر اور اسی کی معرفت کو اپنی معرفت سمجھتے ہیں، ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک محبوب سمندر میں گر گیا، اس کا محبّ بھی اس کے پیچھے سمندر میں کود پڑا، محبوب نے کہا کہ میں تو سمندر میں گر گیا تھا لیکن تم کیوں اس میں کود گئے، اس نے کہا کہ میں نے تم کو غائب پایا تو یہ خیال کیا کہ تم تو میں ہی ہوں۔ یہ سارے خیالات غلط اور گمراہ کن ہیں۔

اگر کوئی بالکل پاگل ہو جائے اور اس طرح کی باتیں کرے تو اس کو معذور سمجھا جائے گا، اور اس کا مواخذہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اس کا عقل زائل ہونا شراب وغیرہ پینے کی وجہ سے نہ ہوا ہو بلکہ قدرتی طور سے ہوا ہو، لیکن اگر کوئی عقل وشعور رکھتے ہوئے ایسی باتیں کہے تو وہ گمراہ ہے اور اگر شراب کے نشہ میں ایسی باتیں کہے تو اس پر کوڑے لگائے جائیں گے لیکن اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا جیسے کہ اگر نشہ کی حالت میں آدمی طلاق دیدے تو صحیح

Www.IslamicBooks.Website

قول کے مطابق اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اس کی تفصیل ہم نے دوسری جگہوں پر بیان کی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس طرح کا فنا فی الحب ناقص عمل ہے، ایسی محبت نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔

جہاد، اللہ سے محبت کی سب سے بڑی دلیل

اللہ سے محبت کرنے پر سب سے بڑی دلیل اس کی راہ میں جہاد کرنا ہے پس جو شخص اللہ سے محبت کرے وہ اس کے دشمنوں سے نفرت کرے اور ان سے جنگ کرے، جہاد اللہ کو بیحد پسند ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص﴾ (صف:٤)

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اگر حقیقی اور کامل محبت ہوتی ہے تو محبت کرنے والا ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا ہے بلکہ اور محبت کرتا ہے، جیسے کہ اکثر شعراء نے اس سلسلہ میں اشعار کہے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

جہاد کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے، لیکن اگر کسی کو ایسی چیز کے کرنے پر ملامت کی جائے جو اللہ کو ناپسند ہے یا کسی ایسی چیز کے چھوڑنے پر ملامت کی جائے جو اللہ کو پسند ہے تو یہ ملامت درست ہے، ایسی ملامت پر صبر کرنا پسندیدہ کام نہیں بلکہ باطل میں بھٹکنے کے بجائے حق کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے، اس طرح ان دونوں گروہوں کے درمیان فرق واضح ہو گیا، ایک وہ لوگ ہیں جو وہ کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو وہ کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہیں پھر اس پر اگر کوئی انہیں ملامت کرتا ہے تو وہ صبر کرتے ہیں اور ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

❁ ❁ ❁

Www.IslamicBooks.Website

فصل

خوف ورجاء میں اللہ سے محبت

چونکہ محبت ہر دینی عمل کی جڑ و بنیاد ہے۔ اس لئے خوف ورجاء میں بھی محبت کا پایا جانا ضروری ہے، اللہ سے امید کرنے والا اسی چیز کی امید کرتا ہے جو اسے پسند ہے نہ کہ اس چیز کی امید کرتا ہے جو اسے ناپسند ہے اور خوف زدہ خوف سے بھاگتا ہے تاکہ محبوب کو پا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة أیھم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه﴾ (اسراء:٥٧)

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ ہے:

﴿ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ﴾ (بقرہ: ۲۱۸)

البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں۔

"رحمتہ" یعنی اس کی رحمت یہ ایک ایسا لفظ ہے جو ہر خیر کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور "عذابہ" یعنی اس کا عذاب یہ ایک ایسا لفظ ہے جو ہر شر کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ خالص دار رحمت جنت ہے، اور خالص دارا لعذاب جہنم ہے۔ اور دنیا دار امتزاج ہے پس اگر جنت میں داخل ہونے کی امید کی تو یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو ہر نعمت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ان میں سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہے۔

صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے حضرت صہیبؓ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے اہل جنت! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا جسے وہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے چہروں کو خوبصورت نہیں بنایا؟ کیا ہمارے اعمال کے

Www.IslamicBooks.Website

میزان کو وزنی نہیں کیا اور ہمیں جنت میں داخل کیا اور جہنم سے بچایا، پھر پردہ ہٹایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے، پھر ان کے نزدیک کوئی بھی چیز انہیں دیدار الٰہی سے بہتر نہ دی گئی ہوگی اور یہی وہ مزید انعام ہے''۔

یہاں ان لوگوں کے قول کا اشتباہ زائل ہو جاتا ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیری عبادت جنت پانے کیلئے نہیں کی ہے اور نہ جہنم سے ڈر کر کی ہے بلکہ تیرے دیدار کیلئے کی ہے یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جنت صرف کھانے پینے، عمدہ کپڑا پہننے، نکاح کرنے اور عمدہ آواز سننے وغیرہ کا نام ہے جن سے آدمی لطف اندوز ہوتا ہے، اس بات پر ان کی موافقت جہمیہ بھی کرتے ہیں جو دیدار الٰہی کا انکار کرتے ہیں یا جن کا خیال قریب قریب انہیں کی طرح ہے۔ مثلاً بعض یہ کہتے ہیں کہ دیدار الٰہی تمتع کی چیز نہیں اور جنت صرف مخلوقات سے لطف اندوز ہونے کا نام ہے، اسی لئے بعض مشائخ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

﴿منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ﴾ (آل عمران: ۱۵۲)

''تم میں سے بعض دنیا چاہتا ہے اور تم میں سے بعض آخرت چاہتا ہے،

سننے کے بعد یہ غلط بات کہی کہ پھر وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ کو چاہتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اور بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿ان الـلـه اشترىٰ من المؤمنين انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة﴾(توبة:١١١)	اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی جان و مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

کے بارے میں یہ بات کہی کہ جب نفوس واموال جنت کے بدلے میں ہیں تو دیدار الٰہی کہاں ہے؟ گویا وہ جنت کی نعمتوں میں دیدار الٰہی کو شامل نہیں کرتے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ جنت کا لفظ ہر نعمت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، جن میں سب سے اعلیٰ دیدار الٰہی ہے، یہ بھی ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جنہیں وہ جنت میں پائیں گے، نصوص سے یہی پتہ چلتا ہے، اسی طرح اہل دوزخ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر تو جنت و جہنم کو پیدا نہ کرتا تب بھی تیری عبادت، تجھ سے تقرب اور تیرا دیدار ضروری تھا، یہ لوگ جنت سے مراد وہ جگہ لیتے ہیں جس میں آدمی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھائے گا۔

اگر آدمی بغیر محبت اور بغیر ارادہ کے اللہ کی عبادت کرے تو ایسا کرنا درست نہیں، جیسے کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ بندے کیلئے کمال کی بات یہ

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ وہ بغیر ارادہ کے اللہ کی عبادت کرتا جائے، وہ " فنا فی الحب " کے قائل ہیں، جو آدمی اپنے محبوب کی یاد میں مشغول ہوتا ہے، اس کے اندر ارادہ اور محبت دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں لیکن اسے اس کا احساس نہیں ہوتا، پس محبت کا پایا جانا ایک چیز ہے اور قصد و ارادہ کا پایا جانا دوسری چیز ہے یعنی اس کا احساس و ادراک دونوں ایک الگ چیزیں ہیں، اگر اس کا احساس نہ ہو تو یہ صوفیاء یہ خیال کرتے ہیں کہ آدمی نے عبادت کی ہی نہیں، حالانکہ یہ خیال غلط ہے، کیونکہ بندہ محبت، بغض، ارادہ ہی سے کوئی حرکت کرتا ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے سچا نام حارث اور ھمام ہے" کیونکہ ہر انسان کیلئے حرث یعنی عمل ہے اور ہر انسان کیلئے ھم یعنی ارادہ ہے۔ کبھی دل میں اللہ کی محبت بندے کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرتی ہے اور اس کی تعظیم و تکریم اسے معصیت سے بچنے پر ابھارتی ہے، جیسے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ کے بارے میں کہا تھا کہ صہیب کیا ہی بہتر بندے ہیں۔ اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتے تب بھی اس کی نافرمانی نہ کرتے، یعنی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تب بھی وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے، پھر اگر اللہ کا خوف ہو تو ان کی اطاعت کی کیا حالت ہوگی۔

پس اگر خوف کھانے والا اس بات سے خوف کھائے کہ اگر وہ جہنم میں

Www.IslamicBooks.Website

گیا تو اس کو دیدار الٰہی نصیب نہیں ہوگا تو اس میں بھی اللہ سے محبت کا پہلو ہے اور اگر جنت کی امید کرنے والا اس بات کی امید کرے کہ اس کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا تو اس میں بھی محبت کا پہلو ہے اور اگر وہ اس بات سے ڈرے کہ جہنم میں اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کے ذریعہ اسے عذاب دیا جائے گا اگر اس نے اللہ کی نافرمانی کی تو یہ خوف اس کو اللہ کی اطاعت پر آمادہ کرے گا جو کہ محبت کو لازم ہے اور اگر وہ اس بات کی امید کرے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جو نعمتیں تیار کی ہیں ان سے وہ لطف اندوز ہوگا اگر اس نے اللہ کی اطاعت کی تو یہ امید اس کو اللہ کی عبادت پر آمادہ کرے گی اور یہ بھی محبت کو لازم ہے، پھر جب آدمی اللہ سے محبت کی مٹھاس پالیتا ہے تو اس کو ہر محبت سے زیادہ شیریں پاتا ہے، اسی لئے اہل جنت اللہ کی محبت میں سب سے زیادہ سرشار رہیں گے، حدیث میں ہے کہ اہل جنت کو تسبیح کا الہام اسی طرح کیا جائے گا جس طرح سانس لینے کا الہام انہیں کیا جائے گا، یعنی وہ اللہ کے ذکر اور اس کی محبت میں سرشار رہیں گے، پس خوف ورجاء دونوں میں اللہ کی محبت پائی جاتی ہے۔ کتاب و سنت میں اس بات کا ذکر کئی جگہوں پر کیا گیا ہے کہ اللہ کے مؤمن بندے اللہ سے محبت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿والذین اٰمنوا اشد حبالله﴾ (بقرہ:١٦٥) اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه﴾ (مائدہ:٥٤) تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

ایک جگہ ہے:

﴿احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله﴾ (توبہ:٢٤) اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

بخاری و مسلم میں یہ روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ایمان کا مزہ پاتا ہے، ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک دوسری ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ صرف اللہ کیلئے وہ کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نجات دی ہے، اسے ایسے ہی ناگوار ہو جیسے جہنم میں ڈالا جانا اسے ناگوار معلوم ہوتا ہے''۔

Www.IslamicBooks.Website

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

اللہ سے محبت کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی واجب ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ احب الیکم من الله رسوله﴾(توبہ: ۲۴)

بخاری و مسلم میں روایت آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے لڑکے، اس کے باپ اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم آپؐ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری جان کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اے عمر! یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں، انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپؐ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپؐ نے فرمایا: اے عمر! اب تم پکے مسلمان ہوئے ہو"۔

Www.IslamicBooks.Website

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

اسی طرح صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں سے محبت کرنا بھی ضروری ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی علامت انصار سے محبت کرنا ہے، اور نفاق کی علامت انصار سے بغض رکھنا ہے"۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "انصار سے وہ شخص بغض نہیں رکھے گا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔" حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ "مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا"۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت میں لوگ داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ تم سے اللہ کیلئے اور میری قرابت داری کیلئے محبت نہ کریں"۔

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ نبی

Www.IslamicBooks.Website

کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ سے اس وجہ سے محبت کرو کیونکہ اس نے تم کو اپنی نعمتوں سے نواز ہے اور اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے تم مجھ سے بھی محبت کرو اور میری وجہ سے تم میرے گھر والوں سے محبت کرو''۔

اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا﴾ (نساء: ١٢٥) اللہ تعالیٰ ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا۔

ایک جگہ ہے:

﴿یحبھم ویحبونہ﴾ (مائدہ: ٥٤) جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت کرتی ہوگی۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین﴾ (بقرہ: ١٩٥) وہ تم بھلائی کرو بیشک اللہ بھلائی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین﴾ (حجرات: ٩) تم انصاف کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿فاتموا اليهم عهدهم الى مدتهم ان الله يحب المتقين﴾(توبه:٤)

تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿فما استقاموا لكم فاستقيموا لهم ان الله يحب المتقين﴾(توبہ:٧)

جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿ان الله يحب الذين يقاتلون فى سبيله صفاً كأنهم بنيان مرصوص﴾ (صف:٤)

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿بلىٰ من اوفى بعهده واتقى فان الله يحب المتقين﴾(آل عمران:٧٦)

البتہ جو شخص اپنا اقرار پورا کرے اور پرہیزگاری کرے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

البتہ وہ ظاہری و باطنی اعمال جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے خواہ وہ واجبات ہوں یا مستحبات وہ بہت سی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان اعمال کے کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور وہ مؤمن اور متقی لوگ ہیں، یہ محبت حق ہے اس کا ذکر کتاب وسنت میں ہے تمام سلف علماء، ائمہ دین، اہل سنت وائمہ تصوف اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی ذات سے حقیقی محبت ہونی چاہئے جیسے کہ اس نے فرمایا ہے:

﴿والذین اٰمنوا اشد حباً للہ﴾(بقرہ:۱٦٥) اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں سے حقیقی محبت کرتا ہے۔

جہمیہ کا باطل نظریہ

جہمیہ طرفین سے محبت کا انکار کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ محبت محبّ اور محبوب کے درمیان کسی مناسبت سے ہوتی ہے، اور قدیم (جو کہ اللہ کی ذات ہے) اور محدث (جو کہ انسان ہے) کے درمیان کوئی مناسبت نہیں جو محبت کو واجب کرے، یہ نظریہ اسلام میں سب سے پہلے جعد بن درھم نے دوسری صدی ہجری کے شروع میں پیش کیا، اسے عراق کے امیر خالد بن

Www.IslamicBooks.Website

عبداللہ قسری نے قتل کر دیا تھا، انہوں نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیا پھر کہنے لگے اے لوگو! تم قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانی قبول فرمائے اور میں جعد بن درھم کو ذبح کروں گا، اس لئے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست نہیں بنایا تھا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی تھی۔ پھر وہ منبر سے نیچے اترے اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے مذہب کو جہم بن صفوان نے اختیار کر لیا اور اس کا اعلان کیا اور اس پر مناظرہ کیا پھر اس فرقے کے لوگوں کو اسی کی طرف منسوب کر کے جہمیہ کہا گیا، اس کو خراسان کے امیر مسلم بن احوز نے قتل کیا، پھر یہ نظریہ معتزلہ کی طرف منتقل ہوا جو کہ عمرو بن عبید کے متبعین تھے، خلیفۂ مامون کے زمانے میں ان کے اس نظریہ کا بول بالا رہا یہاں تک کہ بہت سے ائمہ اسلام کو آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نظریے کی تائید کیلئے ان کو مجبور کیا گیا، ان پر سختیاں کی گئیں۔

یہ قول در حقیقت مشرکین، صابئین، برہمنوں، فلسفیوں اور گمراہ اہل کتاب کے نظریات سے لیا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی ثبوتی صفت نہیں ہے، یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے دشمن ہیں، یہ ستاروں کے پرستش کرتے ہیں، عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اس حقیقت کا انکار کرتے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے اور حضرت موسیٰؑ سے بات کی تھی، اس لئے کہ دوستی کمال محبت کا نام ہے جو محبّ کو پوری طرح منہمک کردے، جیسے کہ یہ شعر ہے۔

قد تخللت مسلك الروح منی

وبذاسمی الخلیل خیلا

وہ میرے جسم میں روح کی طرح سرایت کرگئی ہے، اسی لئے تو دوست کا نام خلیل رکھا گیا ہے۔

اس پر دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ہے جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا لیکن تمہارے ساتھی (یعنی آپ خود) خلیل اللہ ہیں۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''میں ہر خلیل کی خلت سے بری ہوں اور اگر میں دنیا والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیل بناتا''۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا''۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں آپؐ نے اس بات کی وضاحت کردی کہ آپ کیلئے لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا درست نہیں اور اگر یہ ممکن ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض لوگوں سے محبت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ آپ کچھ لوگوں سے محبت کرتے ہیں مثلاً آپ نے حضرت معاذؓ سے کہا: "واللہ انی احبک" خدا کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اسی طرح کی بات آپ نے انصار کیلئے کہی ہے، زید بن حارثہؓ اور ان کے بیٹے اسامہؓ بن زید سے آپ بیحد محبت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمروؓ بن عاص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، انہوں نے پوچھا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہ کے والد۔ ایک مرتبہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے آپ نے فرمایا کہ کیا تم وہ پسند نہیں کروگی جو میں پسند کرتا ہوں، انہوں نے کہا ہاں ضرور میں ایسا کروں گی، آپ نے فرمایا پھر تم عائشہ سے محبت رکھو۔ حضرت حسنؓ کیلئے آپ نے

Www.IslamicBooks.Website

فرمایا ہے کہ اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت کر اور اس شخص سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ اس طرح کی مثالیں بہت ہیں۔

یہاں آپ نے یہ بتایا ہے کہ کچھ اشخاص سے آپ محبت کرتے ہیں اور اس سے پہلے آپ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ ”میں ہر خلیل کی خلت سے بری ہوں اور اگر میں دنیا والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیل بناتا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلت مطلق محبت سے زیادہ اہم اور زیادہ خاص چیز ہے۔ خلت کمال حب کا نام ہے، جو محبّ کے اندر اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ محبوب بہ محبوب لذاتہ بن جاتا ہے، یعنی اس کی محبت کا تعلق اس کی ذات سے براہ راست ہو جاتا ہے نہ کہ کسی غیر کے محبت کرنے کی وجہ سے وہ محبت کرتا ہے کیونکہ غیر کے محبت کرنے کی وجہ سے اگر کسی سے محبت کی جائے تو ایسی محبت کا درجہ اس غیر کے بعد آتا ہے اور خلت کسی قسم کی شرکت و مزاحمت قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ محبت کے اندر پوری طرح سرایت کئے ہوئے رہتا ہے، لہٰذا اس میں کمال توحید اور کمال حب ہے ایسی محبت صرف اللہ کیلئے درست ہے اس محبت میں کسی کو شریک کرنا جائز نہیں، یہ اس کی ذات سے محبت کرنا ہے، اور اگر اللہ کیلئے کسی سے

Www.IslamicBooks.Website

محبت کی جائے تو یہ محبت بھی پسندیدہ ہے اور جو محبت غیر اللہ کیلئے کی جائے وہ محبت باطل ہے، پس دنیا ملعون ہے اور اس کی ساری چیزیں ملعون ہیں سوائے ان چیزوں کے جو اللہ کیلئے ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ کی ذات سے محبت کی جاتی ہے وہ کسی کو اس کا خلیل بننے سے بھی انکار کرتے ہیں، اسی طرح اگر وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس بات کا بھی انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا خلیل بناتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتا ہے۔ (جیسے کہ بندہ کیلئے محبت کرنا مناسب ہے)

اسی طرح یہ لوگ اس بات کا بھی انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی تھی کیونکہ وہ اللہ کیلئے کوئی صفت نہیں مانتے، وہ اللہ کو حیات، باقدرت، باعلم، عرش پر مستوی ہونے کی صفت سے متصف نہیں کرتے لہٰذا کلام کا بھی انکار کرتے ہیں۔

﴿کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم﴾ (بقرہ:۱۱۸)

ایسی بات ان کے اگلوں نے بھی کہی تھی ان کے اور ان کے دل یکساں ہو گئے۔

Www.IslamicBooks.Website

محبت کی غلط تاویلیں

جب اسلام غالب ہو گیا اور قرآن کی تلاوت کی جانے لگی اور کسی مدعی اسلام کیلئے یہ ممکن نہیں رہا کہ اس کا انکار کر سکے تو ان لوگوں نے اللہ کے اسماء اور کلام میں تحریف کرنے کی کوشش کی اور محبت کی تاویلیں کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ بندہ اللہ کی ذات سے محبت کرنے کی بجائے اس کی اطاعت سے محبت کرے اس سے قربت حاصل کرے۔

ان کا یہ خیال سراسر گمراہی و جہالت ہے کیونکہ بندہ اللہ سے تقرب اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب اللہ سے محبت کرے، پس جو شخص کسی سے محبت نہیں کرتا اس سے قریب ہونا پسند نہیں کرتا، تقرب وسیلہ ہے اور وسیلہ سے محبت اسی وقت ہو سکتی ہے جب مقصود سے محبت ہو، ایسا نہیں ہو سکتا کہ وسیلہ سے تو محبت کی جائے اور مقصود سے محبت نہ کی جائے۔

اسی طرح عبادت اور اطاعت کا مسئلہ ہے، آدمی جب اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا تبھی حقیقی طور پر اس کی اطاعت و عبادت کرے گا، پس جو شخص کسی کی اطاعت صرف اس لئے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بدلے میں کچھ دنیاوی نفع حاصل کرے یا سزا اسے بچ جائے وہ حقیقی محبّ نہیں، بلکہ وہ اس

Www.IslamicBooks.Website

کیلئے اپنے دل میں بغض بھی رکھ سکتا ہے، مثلاً آدمی کسی کو مزدور رکھے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ معاوضہ کی لالچ میں اپنے مالک سے بھی محبت کرتا ہے، بلکہ مزدور محبت کی بجائے کبھی دل سے اپنے مالک سے نفرت کرتا ہے، لہٰذا آدمی صرف عمل کرتا جائے، اور اللہ سے محبت نہ رکھے، یہ اس صفت کے خلاف ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کی بیان کی ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

محبت کے درجات

لفظ عبادت اطاعت کے ساتھ محبت کو شامل ہے، جیسے کہ اس کا بیان گزر چکا ہے اور اس بنیاد پر آدمی کے دل کی محبت کے کئی درجات ہیں:

۱-علاقہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کا دل اپنے محبوب سے جڑ جائے۔

۲- صبابہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں عشق کی سوزش پیدا ہونے لگے۔

۳-غرام: یعنی ایسی محبت پیدا ہو جائے جو دل کو عذاب میں مبتلا کرنے والا ہو۔

۴-عشق: یعنی محبت میں حد سے بڑھ جانا۔

Www.IslamicBooks.Website

۵- تتیم : آخری درجہ ہے یعنی محبوب کی عبادت کی جائے۔

اللہ کی طرف انابت بھی محبت کا متقاضی ہے اور اس کے علاوہ اس طرح کے جو الفاظ ہیں ان میں بھی محبت کا پہلو موجود ہے۔

یہ محبت مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہے، کیونکہ اگر یہ مجازاً ہوتا جیسے کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس میں حذف اور اضمار نہ ہوتا، کیونکہ مجاز کا اطلاق اسی صورت میں ہوتا ہے جب کوئی قرینہ پایا جائے جو مراد کو ظاہر کرے اور یہ بات معلوم ہے کہ کتاب وسنت میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس سے یہ پتہ چلے کہ اللہ کا محبوب نہیں بنا جا سکتا بلکہ صرف اعمال محبوب بن سکتے ہیں، دوسری بات یہ کہ مجازی معنی اسی وقت مراد لیا جا سکتا ہے جب حقیقی معنی کی نفی کی جائے اور حقیقی معنی مراد لینا ممکن نہ ہو، پس یہاں مجازی معنی مراد لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ حقیقی معنی کا انکار کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ اللہ سے محبت نہیں کی جا سکتی اور نہ اللہ کسی سے محبت کرتا ہے جیسے کہ ان کے امام جعد بن درھم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات نہیں کی، اور یہ مسلمانوں کے اجماع کے خلاف بات ہوگی۔

تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول:

Www.IslamicBooks.Website

﴿احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ﴾(التوبہ: ۹) میں اللہ سے محبت اور اس کیلئے عمل سے محبت کے درمیان فرق کیا گیا ہے، اسی طرح اللہ سے محبت اور اس کے رسول سے محبت کے درمیان فرق کیا گیا ہے، پس اگر عمل سے محبت ہی سب کچھ ہوتا تو یہاں پر ہر ایک کو الگ الگ بیان نہ کیا جاتا کیونکہ ایسی صورت میں تکرار لازم آتا ہے، یا خاص کو عام پر عطف ماننا پڑتا ہے اور یہ ظاہر کلام کے خلاف ہے۔

چوتھی بات یہ کہ لغت میں حقیقتاً یا مجازاً کسی سے محبت کرنے کا مطلب یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی اطاعت سے محبت کی جائے نہ کہ اس کی ذات سے، لہٰذا یہاں یہ معنی مراد لینا تحریف کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے، کئی جگہوں پر ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ غیر اللہ سے محبت اللہ کی ذات سمجھ کر کرنا جائز نہیں، جس طرح اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا جائز نہیں، اللہ ہی تنہا معبود ہے، صرف اسی کی ذات محبت و تعظیم کا مستحق ہے۔

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے دلوں میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ اللہ کی محبت کے علاوہ کسی چیز سے مطمئن نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ آدمی کھانا، پینا، کپڑا اور اپنی تمام پسندیدہ چیزیں پا جانے کے باوجود بھی مزید کی خواہش کرتا رہتا ہے اور اس کا دل اسی وقت مطمئن ہوتا ہے

Www.IslamicBooks.Website

جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ألا بذكر الله تطمئن القلوب﴾ (الرعد:۲۸) یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عیاض بن حمار سے یہ صحیح روایت آئی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے، پھر شیطان نے ان کو بہکا دیا اور ان کیلئے وہ چیزیں حرام کر دیں جنہیں ہم نے ان کیلئے حلال کیا تھا اور انہیں شرک کرنے کا حکم دیا جس پر ہم نے کوئی دلیل نہیں نازل کی تھی"۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جیسے جانور اپنے بچوں کو صحیح سالم پیدا کرتے ہیں، تو کیا تم ان میں کسی بچے کو ناک کان کٹا ہوا پاتے ہو پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پڑھو: ﴿فطرت الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم﴾ (الروم: ۳۰)

پانچویں بات یہ کہ دلوں میں جس کی محبت پیدائشی طور پر رکھی گی ہے، وہ

Www.IslamicBooks.Website

اللہ کی محبت ہے، اس لئے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے حقیقتاً محبت کی جائے، دوسری ساری محبتیں اسی اللہ سے ہیں اور اگر اس بات کا انکار کیا جاتا ہے کہ بندہ اپنے رب سے محبت کرتا ہے تو اس بات کا انکار کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معبود ہے اور اگر اس بات کا انکار کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی مشیت کا انکار کیا کیا جاتا ہے، پھر تو اس بات کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے رب اور خالق ہونے، رب العالمین اور الٰہ العالمین ہونے کا انکار کرنا ہے، یہ تو منکرین وملحدین کا قول ہے، ہم سے پہلے جو دو امتیں گزر چکی ہیں یعنی یہود ونصاریٰ ان کے یہاں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو جو وصیتیں کی تھیں، ان میں سب سے بڑی وصیت یہ تھی کہ تم اپنے دل ودماغ اور ارادہ سے اللہ سے محبت کرنا، یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی حقیقت ہے جو کہ توریت، انجیل اور قرآن کی جڑ و بنیاد ہے، اور اس کے انکار کرنے کا نظریہ مشرکین، صابئین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمنوں سے لیا گیا ہے، پس جس فلسفی، متکلم، متفقہ اور بدعتی نے ان کی رائے پر اپنی موافقت ظاہر کی اس نے یہ نظریہ اختیار کرلیا، جیسے کہ اسماعیلیہ فرقے کے قرامطہ باطنیہ نے اختیار کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿أفرايتم ما كنتم تعبدون ○ انتم وآبائكم الأقدمون ○ فانهم عدولی الا رب العالمین﴾ (شعراء:۷۵-۷۷)

کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو، تم اور تمہارے اگلے باپ دادا وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہاں کا پالنہار ہے۔

اور یہ بھی کہا تھا:

﴿لا احب الأفلین﴾ (انعام:۷۶)

میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یوم لاینفع مال ولابنون ○ الا من اتی اللہ بقلب سلیم﴾ (شعراء:۸۸-۸۹)

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

یہاں قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو شرک سے محفوظ ہو۔

یہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ محدث اور قدیم کے درمیان کوئی مناسبت نہیں جو اللہ سے محبت اور اس کے دیدار کو واجب کرے، ان کا یہ قول مجمل ہے، اگر مناسبت سے مراد وہ یہ لیتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان توالد نہیں

Www.IslamicBooks.Website

ہے،تو یہ بات صحیح ہے اور اگر یہ لیتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان وہ مناسبت نہیں جو ناکح اور منکوح کے درمیان یا اکل وماکول کے درمیان ہوتا ہے تو یہ بات بھی صحیح ہے، لیکن اگر وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی مناسبت نہیں جو ایک کو محبّ وعابد بنائے اور دوسرے کو معبود ومحبوب بنائے تو یہ بات درست نہیں۔

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسی مناسبت نہیں جو کامل محبت کا متقاضی ہو بلکہ ایسی مناسبت ہے جو مخلوق اور اس خالق کے درمیان ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے اور اس کیلئے آسمان وزمین میں مثل اعلیٰ ہیں۔

ان کے اس قول کی حقیقت اللہ کو معبود ماننے سے انکار کرنا ہے، اس مسئلہ پر متکلم صوفیاء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جو کہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں محبّ ہے، وہ اللہ کو محبوب مانتے ہیں لیکن محبّ نہیں مانتے، انہوں نے متکلمین کے قول کو اختیار کرتے ہوئے تصوف اختیار کیا ہے، پھر ان لوگوں نے محبت کے بارے میں انہیں صوفیاء کے کلام کو لیا ہے، شاید اس میں خلط ملط بھی کیا ہے ان کے اس انکار کی جڑ و بنیاد، اس سلسلہ میں معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کے اقوال ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ لوگ تو اس بات کا اور سختی سے انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے، اس حقیقت کے انکار کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ لوگ ہیں جو اس کی تاویل انہیں مفعولات سے کرتے ہیں جنہیں بندہ پسند کرتا ہے، لہٰذا اس کے پیدا کرنے ہی کو اس کی محبت کہتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان مفعولات کیلئے اس کے ارادہ ہی کو اس کی محبت کہتے ہیں اس کو ہم نے "**قواعد الصفات والقدر**" میں تفصیل سے بیان کیا ہے، یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ بات کتاب وسنت سے ثابت ہے اور اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے اور جس چیز کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب اس کو انجام دینے پر خوش ہوتا ہے اور بعض لوگوں اور بعض کاموں سے وہ نفرت کرتا ہے جیسے کفر وفسق وغیرہ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿**واللہ لایحب الفساد**﴾ (البقرہ:۲۰۵) اللہ فساد پسند نہیں کرتا۔

ایک جگہ ہے:

﴿**ولا یرضی لعبادہ الکفر**﴾ (الزمر:۷) اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

مشروع عبادات کے ذریعہ اللہ سے محبت کی جائے

یہاں جس مسئلہ پر بحث مقصود ہے وہ بندے کا اللہ سے محبت کرنے کا مسئلہ ہے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ ایمان کی بنیاد ہے، اس پر صحابہ و تابعین کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، وہ ان عبادات کے ذریعہ اللہ سے محبت کرتے تھے جنہیں اللہ نے مشروع کیا ہے، جیسے ایمان کی معرفت، قرآن کا سماع وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿و کذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان﴾ (شوریٰ:۵۲)

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے۔

پھر ایک مدت گزرنے کے بعد متکلمین یعنی معتزلہ وغیرہ کی جماعتوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اس محبت کا انکار کر دیا۔

Www.IslamicBooks.Website

سماع کی محفل

بعض صوفیاء نے اس محبت کو سماع (یعنی قوالی، شعروشاعری اور گانا وغیرہ سننے) میں تلاش کیا یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگوں سے دیوانوں کے افعال سرزد ہونے لگے، وہ بت پرستوں اور اہل صلیب کی طرح گانے بجانے کے ذریعہ عبادت کرنے لگے، ان کے اشعار میں کفر والحاد کے کلمات داخل ہوگئے، ان کی محفل سماع میں ان کے بڑے بڑے شیوخ حاضر ہونے لگے، جن سے وہ بیعت کرنے لگے۔

جنید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس نے بتکلف سماع کی مجلس منعقد کی وہ فتنے میں مبتلا ہوا اور جس نے اچانک (اللہ کی تعریف میں) اشعار سنے اسے آرام ملے گا۔

ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اس سماع کیلئے اکٹھا ہونا نیا کام ہے، اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے، اور یہ دین نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے اللہ سے قربت حاصل کی جاسکتی ہے، قربت اور عبادت کا طریقہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Www.IslamicBooks.Website

سے لیا جائے گا، حرام وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور دین وہی ہے جسے اللہ نے مشروع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یأذن بہ اللّٰہ﴾ (شوریٰ:۲۱)

کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم﴾ (آلعمران:۳۱)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اللہ سے محبت، اسی وقت کی جاسکتی ہے جب رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جائے پھر اللہ بھی ایسے بندے سے محبت کرے گا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلو، اس لئے کہ جو بھی بندہ اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر ہو

Www.IslamicBooks.Website

اور اللہ کو یاد کر کے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے ہوئے پتے جھڑتے ہیں اور جو بھی بندہ اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر ہو اور اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کے خوف سے اس کے آنسو نکل پڑیں تو اس کو جہنم کی آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔

سنت پر چلنا اس اجتہاد سے بہتر ہے جو خلاف سنت ہو، پس تم اس بات کی کوشش کرو کہ تمہارے اعمال اقتصاداً و اجتہاداً انبیاء علیہم السلام کے طریقے کے مطابق ہوں۔

اس کی تفصیل دوسرے مقام پر بیان کی گئی ہے۔

پس اگر محفل سماع منعقد کرنا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت ثابت کرنا درست ہوتا تو اس پر کوئی شرعی دلیل ہوتی، تینوں قرون اولیٰ میں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے جس میں میں مبعوث کیا گیا ہوں پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو ان کے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو ان کے بعد ہیں، یہ چیز حجاز، شام، یمن، عراق، مصر اور خراساں وغیرہ میں نہیں تھی، یہ سماع بعد کی ایجاد کردہ چیز ہے، اسی لئے ائمہ مثلا امام احمدؒ وغیرہ نے اسے ناپسند کیا ہے،

Www.IslamicBooks.Website

یہاں تک کہ امام شافعیؒ نے اس کو زنادقہ کی ایجاد کی ہوئی چیز کہا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بغداد میں ایک ایسی چیز ملی جسے زنادقہ نے ایجاد کی ہے، انہوں نے اس کا نام "تغبیر" رکھا ہے، جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں۔ البتہ اگر انسان ایسے گانے بجانے سننے کا قصد نہ کرے لیکن اتفاق سے اس کے کان میں اس کی آواز پڑ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، مثلاً اگر کوئی شخص قصداً قرآن سنے تو اس کو اس پر ثواب ملے گا اور اگر اس نے اس کے سننے کا قصد نہیں کیا تھا اور اچانک اس کے کان میں قرآن پڑھنے کی آواز آئی تو اس پر اس کو ثواب نہیں ملے گا، کیونکہ عمل کا دارو مدار نیت پر ہے، اسی طرح جن لہو ولعب کی چیزوں کے سننے سے منع کیا گیا ہے اگر آدمی انہیں سننے کا قصد نہ کرے اور اتفاق سے ان کی آواز اس کے کان میں پڑ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی شعر کا مصرعہ سنا جو اس کی حالت کے مطابق ہو اور اس کی وجہ سے اس کے ٹھہرے ہوئے احساس میں حرکت پیدا ہو جائے جو کہ غیر پسندیدہ نہ ہو تو اس پر اسے گناہ نہیں ملے گا لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے دل میں ان چیزوں سے حرکت پیدا ہو جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے، یعنی اللہ کو جو پسند ہے وہ کرے اور جو پسند نہیں ہے اسے چھوڑ دے۔ ایک آدمی ایک گھر کے پاس

Www.IslamicBooks.Website

سے گزر رہا تھا اتنے میں اس نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

کل یوم تتلون غیر ھٰذا بك اجمل

تم ہر دن یہی رٹتے رہتے ہو کہ تمہارے لئے بہتر اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔

اس شعر سے اس کو ایک اشارہ مل گیا جو کہ اس کی اپنی حالت کے مطابق تھا، کیونکہ یہ اشارے قیاس، اعتبار اور ضرب الامثال کے باب میں سے ہیں۔ سماع کا مسئلہ بہت بڑا ہے اس پر ہم نے دوسری جگہ گفتگو کی ہے۔

مومن کا سماع قرآن وحدیث میں ہے

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی کو اس طرح سماع کی محفل منعقد کرنے کی بجائے ان چیزوں کو سننا چاہئے جو قرآن و حدیث میں ہیں، یہ انبیاء، عاملین، عارفین اور مومنین کا سماع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اولئک الذین انعم الله علیهم من النبین من ذریة آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریةابراهیم واسرائیل

یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام)

Www.IslamicBooks.Website

﴿ومن هدينا و اجتبينا اذا تتلىٰ عليهم اٰيٰت الرحمن خروا سجدا و بكيا﴾ (مريم:۵۸)

کے ساتھ کشتی میں چڑھا لیا تھا، اور اولاد ابراہیم و یعقوب سے اور ہماری طرف سے راہ یافتہ اور ہمارے پسندیدہ لوگوں میں سے۔ ان کے سامنے جب رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی یہ سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے گر پڑتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الذين اوتوا العلم من قبله اذا يتلىٰ عليهم يخرون للاذقان سجداً o ويقولون سبحان ربنا ان كان وعد ربنا لمفعولاً o ويخرون للاذقان يبكون ويزيدهم خشوعا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۷-۱۰۹)

جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلا شک وشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے، وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع اور خضوع بڑھا دیتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذاتليت عليهم اٰياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتو كلون﴾ (انفال:۲)

پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الله نزل احسن الحديث كتاباً متشابها مثانى تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم﴾ (زمر:۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن سننے والوں کی تعریف کی ہے اسی طرح اس نے قرآن سے اعراض کرنے والوں کی بعض آیات میں مذمت بھی بیان کی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ومن الناس من يشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم و یتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین ٥ واذا تتلیٰ علیه ایٰتنا ولّٰی مستکبرا کأن لم یسمعها کأنّ فی اذنیه وقرا فبشره بعذاب الیم ٥﴾ (لقمان:٦-٧)

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بتائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے رسوا کرنے والے عذاب ہیں، جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ٹینٹ ہیں، آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿والذین اذا ذکروا بایٰات ربهم لم یخروا علیها صما وعمیانا﴾ (فرقان:۷۳)

اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿فمالهم عن التذكرة معرضين ○ كأنهم حمر مستنفرة ○ فرت من قسورة﴾ (مدثر:۴۹-۵۱)

انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں، گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں، جو شیر سے بھاگے ہوں۔

ایک جگہ اللہ فرماتا ہے:

﴿ان شر الدوآب عند الله الصم البكم الذين لايعقلون ○ ولو علم الله فيهم خيراً لا سمعهم﴾ (انفال:۲۲-۲۳)

بیشک بدترین خلائق اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں، گونگے ہیں، جو کہ ذرا نہیں سمجھتے اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتا۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون﴾ (حم سجلہ:۲۶)

کافروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی مت، اس کے پڑھے جانے کے وقت بیہودہ گوئی کرو، کیا عجب کہ تم غالب آجاؤ۔

سلف صالحین، کبار ائمہ ومشائخ کا سماع یہی تھا مثلاً صحابۂ کرامؓ تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے کبار مشائخ مثلاً فضیل بن عیاض، ابراہیم

Www.IslamicBooks.Website

بن ادھم، ابوسلیمان دارانی، معروف الکرخی، یوسف بن اسباط اور حذیفہ مرعشی وغیرہ۔

حضرت عمر بن خطابؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ، پھر حضرت ابوموسیٰؓ قرآن پڑھ کر لوگوں کو سناتے اور لوگ روتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب اکٹھا ہوتے تو ان میں سے کسی ایک سے قرآن پڑھنے کیلئے کہتے اور بقیہ لوگ اسے سنتے، حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس سے گزرے، وہ قرآن پڑھ رہے تھے، آپ ان کی قرأت سننے لگے اور فرمایا کہ انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی بانسریوں میں سے بانسری دی گئی ہے، پھر ان سے فرمایا کہ میں گزشتہ رات تمہارے پاس سے گزرا اس وقت تم قرآن پڑھ رہے تھے، میں تمہاری قرأت قرأن سننے لگا، انہوں نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ میری قرأت سن رہے ہیں تو میں اس کو اور اچھے انداز میں پڑھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز میں قرآن پڑھنے والے کی آواز اس سے زیادہ متوجہ ہو کر سنتا ہے جتنا گانے بجانے والا اپنے گانے بجانے کی آواز سنتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

حدیث کے الفاظ "اللہ اشد اذنا" میں اذناً، استماعاً کے معنی میں ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

﴿واذنت لربها وحقت﴾ (انشاق: ۵)

اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور اسی کے لائق وہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ " اللہ تعالیٰ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا اس پیغمبر کا قرآن پڑھنا سنتا ہے، جو خوش آواز ہو اور زور سے پڑھ رہا ہو"۔

ایک حدیث میں ہے کہ " وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو اچھی آواز میں نہ پڑھے"۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن کا سننا ایک عمدہ چیز ہے اس کے سننے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، مزید چیزوں کا علم ہوتا ہے جیسے اس کے اندر غور وفکر کرنے سے ایمان وعلم میں اضافہ ہوتا ہے۔

اتباع رسول

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم

Www.IslamicBooks.Website

اللہ﴾(آل عمران: ۳۱) سے محبت کرے گا۔

سلف کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس سے محبت کے لئے اتباع رسول ضروری ہے، اور اتباع رسول سے اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے، یہی وہ سچی محبت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو آزمایا ہے۔

اس باب میں دعویٰ اور اشتباہ کی باتیں بہت آئی ہیں، ذوالنون مصری سے مروی ہے کہ ان کے پاس لوگوں نے محبت کے مسئلہ میں گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ میں خاموشی برتو تاکہ نفوس اس کو نہ سن لیں پھر اس کا دعویٰ کرنے لگیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جس نے اللہ کی عبادت صرف محبت کی وجہ سے کی وہ زندیق ہے، اور جس نے اللہ کی عبادت صرف خوف کی وجہ سے کی وہ حروری ہے، اور جس نے اللہ کی عبادت صرف امید کی وجہ سے کی وہ مرجئی ہے اور جس نے محبت، خوف اور رجاء کے ساتھ اللہ کی عبادت کی وہ مؤحد مؤمن ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی اللہ کی عبادت صرف محبت کی وجہ

Www.IslamicBooks.Website

سے کرے اور خوف نہ ہو تو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے گا اور اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑ پڑے گا، جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا کہ:

﴿نحن ابناء الله و احباؤه﴾ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

اور شریعت کی مخالفت کرنے لگے گا۔ اسی لئے اس آیت میں محبت کو خشیت سے جوڑ دیا گیا ہے:

﴿هذا ما توعدون لكل اواب حفيظ ٥ من خشى الرحمن بالغيب وجاء بقلب منيب ٥ ادخلوها بسلٰم ذلك يوم الخلود﴾ (ق:۳۲-۳۴)

یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کیلئے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو، جو رحمٰن کا غائبانہ خوف رکھتا ہو، اور توجہ والا دل لایا ہو، تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

اسی لئے حدیثوں کے لکھنے والے ائمہ نے بہت محبت کا دعویٰ کرنے والوں سے دور رہنے کی بات کہی ہے جن کی محبت میں خشیت نہیں پائی جاتی، کیونکہ بہت سے صوفیاء اس دعویٰ کی وجہ سے فساد و گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہیں، ان کے اعتقاد و اعمال کے فساد کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے صوفیاء کے اصولوں اور طریقوں کا سرے سے انکار کر دیا ہے، ان منحرف لوگوں

Www.IslamicBooks.Website

کے دوگروہ ہیں، ایک گروہ اس کے حق وباطل دونوں کو مانتا ہے اور دوسرا گروہ اس کے حق وباطل دونوں کا انکار کرتا ہے، جیسے کہ اہل کلام وفقہ میں سے بعض جماعتیں کہتی ہیں۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ان کا جو طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے مانا جائے اور جو طریقہ کتاب وسنت کے خلاف ہو اس کا انکار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم﴾ (آل عمران: ۳۱) اس آیت میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ ظاہری و باطنی طور پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع ہی اللہ سے حقیقی محبت کرنا ہے، جیسے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس کے محبوب بندوں سے محبت کرنا اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا حقیقی محبت کی علامت بتائی گئی ہے۔

ایمان کا مضبوط بندھن

حدیث میں ہے کہ ”ایمان کا سب سے مضبوط بندھن اللہ کیلئے کسی سے دوستی اور اللہ کیلئے کسی سے دشمنی کرنا ہے“۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک حدیث میں ہے کہ ''جس نے اللہ کیلئے کسی سے محبت کی اور اللہ کیلئے کسی سے دشمنی کی اور اللہ کیلئے کسی کو دیا اور اللہ کیلئے کسی کو نہیں دیا اس نے ایمان کو مکمل کرلیا''۔

بہت سے محبت کا دعویٰ کرنے والے سنت سے کوسوں دور رہتے ہیں، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہیں دیتے اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ان کا طریقہ محبت کرنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ سے محبت کرنے کے راستے میں اللہ کیلئے غیرت وغضب نہیں ہوتا، ان کی یہ بات کتاب وسنت کے خلاف ہے، حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں آج میں ان کو اپنا سایہ دوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔'' یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ کیلئے محبت کرنے کے ساتھ اس کی تعظیم وجلال بھی پائی جاتی ہے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں نہ کہ وہ لوگ جو دلوں میں ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اللہ کے حدود کی حفاظت نہیں کرتے، انہیں لوگوں کے بارے میں

Www.IslamicBooks.Website

حدیث میں ہے کہ ''میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب ہوگئ جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب ہوگئ جو میرے لئے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، اور میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب ہوگئ جو میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، اور میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب ہوگئ جو میرے لئے ایک دوسرے کو دیتے ہیں''۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنا سایہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک عادل بادشاہ، دوسرا وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری، تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب مسجد سے نکلتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں واپس آجائے، چوتھا ایسے دو اشخاص جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کریں، اسی پر اکٹھا ہوں اور اسی پر جدا ہوں، پانچواں وہ شخص جو چھپا کر صدقہ کرے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، چھٹا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے پھر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں اور ساتواں وہ شخص ہے جس کو کسی حسب ونسب والی خوبصورت عورت نے زنا

Www.IslamicBooks.Website

کیلئے بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔"

محبت کی بنیاد اللہ کی معرفت ہے، اس محبت کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ بندہ اللہ سے محبت اس لئے کرتا ہو کیونکہ اس کے اوپر اس کا بڑا فضل و احسان ہے، اسی نے ساری نعمتیں دی ہیں، اسی نے اسباب و ذرائع مہیا کئے ہیں، اس محبت کا کوئی انکار نہیں کرتا کیونکہ آدمی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ بھلائی و احسان کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جو اسے تکلیف دیتا ہے، لیکن اس محبت کو عام لوگوں کی محبت کہا جاتا ہے کیونکہ بندہ ایسی صورت میں حقیقت میں اپنے نفس ہی سے محبت کرتا ہے اور اللہ سے اس کی محبت اپنے نفس کے لئے ہی ہوتی ہے، یہ محبت مذموم نہیں بلکہ محمود ہے، اسی محبت کی طرف رسول اللہ ﷺ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے:

"احبوا اللہ لما یغذوکم بہ من نعمہ و أحبونی لحب اللہ و أحبوا اھلی بحبی" تم اللہ سے محبت اس لئے کرو کیونکہ اس نے تمہیں نعمتیں دی ہیں اور اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے تم میرے گھر والوں سے محبت کرو۔

اس محبت پر اکتفا کرنے والا یہ نہیں جانتا کہ اللہ کو کیا پسند ہے، وہ صرف

Www.IslamicBooks.Website

اس لئے اس سے محبت کرتا ہے کیونکہ اس نے اس پر احسان کیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حمد کی دو قسمیں ہیں ایک شکر ہے جو کہ صرف نعمت پر کیا جاتا ہے، اور دوسرا اللہ کی مدح وثنا اور اس سے محبت ہے جس کا اللہ تعالیٰ مستحق ہے، اسی طرح محبت بھی ہے۔ محبت کی دوسری شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اس طرح کی جائے جس کا وہ اہل ہے، ایسی محبت عارف باللہ ہی کر پاتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی طرف سے ہر نعمت فضل ہے اور ہر سزا عدل ہے لہٰذا وہ ہر حال میں محمود ہے، اس کا شکر آرام وتکلیف دونوں حالتوں میں کیا جائے۔ یہ محبت اعلیٰ واکمل ہے اور خواص کی محبت ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دیدار الٰہی کی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ذکر میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لئے ذکر ایسے ہی ہے جیسے مچھلیوں کے لئے پانی ہے، اگر ان سے ذکر منقطع ہو جائے تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں، یہی وہ سبقت کرنے والے ہیں جن کا ذکر حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت میں ہے جس کو امام مسلم نے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ ایک پہاڑ کے قریب سے گزرے جس کا نام جمدان تھا، آپؐ نے فرمایا: تم اس جمدان پر چلو، مفردون تو آگے نکل گئے، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مفردون کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے

Www.IslamicBooks.Website

فرمایا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں"۔

ایک روایت میں ہے کہ "جو لوگ ذکر الٰہی کے فریفتہ ہیں ذکر ان سے ان کا بوجھ اتار دے گا اور وہ قیامت کے دن اللہ کے پاس ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے"۔

ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن ابن عباسؓ کی سند سے روایت آئی ہے انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: "اے رب تیرا کون بندہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تیرا کون بندہ سب سے بڑا عالم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگوں کے پاس علم اس لئے تلاش کرتا ہے تاکہ ایسی بات پائے جو اسے ہدایت کا راستہ دکھائے یا اسے ہلاکت سے بچائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تیرا کون بندہ سب سے بڑا قاضی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اپنے نفس کے خلاف ایسے ہی فیصلہ کرے جیسے دوسروں کے خلاف کرتا ہے اور غیر کے لئے ایسے ہی فیصلہ کرے جیسے اپنے نفس کے لئے کرتا ہے"۔

اس حدیث میں محبت، علم اور عدل سب کا بیان ہے۔

یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ اللہ کی محبت کے باب میں محبت کے

Www.IslamicBooks.Website

ان منفی پہلوؤں کو ماننا درست نہیں جو بندہ کی محبت میں پائی جاتی ہیں مثلاً بے وجہ قطع تعلق، جو قریب ہونا چاہیے اسے دور کرنا وغیرہ۔ بہت سے مصنفین نے اس سلسلہ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے، وہ اللہ کے خلاف حجت قائم کرتے ہیں جب کہ تمام حجت اللہ ہی کے لئے ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور جو شخص مجھے ایک جماعت میں یاد کرتا ہے میں اس کا ذکر ایک ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہیں (یعنی فرشتوں کی جماعت میں) اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں''۔

ایک حدیث میں ہے کہ ''میرا ذکر کرنے والے میرے اہل مجلس ہیں اور میرا شکر کرنے والے میری زیارت کرنے والے لوگ ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری کرامت والے ہیں اور جو میری نافرمانی کرنے والے ہیں میں ان کو بھی اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرونگا، اگر وہ توبہ

Www.IslamicBooks.Website

کریں گے تو میں ان کا دوست بن جاؤں گا۔ (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) اور اگر انہوں نے توبہ نہیں کی تو میں ان کا طبیب ہوں، میں ان کو مصائب دے کر آزماؤں گا یہاں تک کہ میں ان کو گناہوں سے پاک کردوں گا"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن یعمل من الصالحات وھو مؤمن فلا یخاف ظلماً ولا ھضما﴾ (طٰہٰ: ۱۱۲)

اور جو نیک اعمال کرے اور مؤمن بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا۔

"ظلم" کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے گناہ اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں اور "ھضم" کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نیکیوں میں کمی کردی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وما ظلمناھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾ (ھود: ۱۰۱)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

حضرت ابوذرؓ سے یہ صحیح روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، پس تم آپس میں

Www.IslamicBooks.Website

ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اور اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس شخص کے جسے میں کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جسے میں کپڑا پہناؤں، پس تم مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم رات و دن گناہ کرتے ہو اور میں تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور بالکل پرواہ نہیں کرتا پس تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا، اے میرے بندو! تم میرے نقصان تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ میرے نفع تک پہنچ سکتے ہو کہ مجھے نفع پہنچاؤ، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد کے سارے لوگ، انسان اور جنات کسی ایک ایسے شخص کے دل پر ہو جائیں جو سب سے متقی ہو تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی زیادتی نہیں ہوگی، اے میرے بندو! اگر تم میں سے پہلے اور بعد کے سارے لوگ، انسان اور جنات تم میں سے کسی ایک ایسے شخص کے دل پر ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ برا ہو تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اے میرے بندو!

Www.IslamicBooks.Website

اگر تمہارے پہلے اور بعد کے سارے لوگ، انسان اور جنات کسی جگہ اکٹھا ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ان میں سے ہر ایک کو وہ چیز عطا کروں جو اس نے مجھ سے مانگی ہے تو بھی میری بادشاہت میں کوئی کمی نہ ہوگی اور اس کی مثال ایسے ہی ہوگی جیسے سمندر میں دھاگا ڈال کر نکال لیا جائے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لئے شمار کرتا ہوں پھر میں تم کو اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، پس جو شخص اچھا بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو برا بدلہ پائے وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے"۔

صحیح بخاری میں حضرت شدادؓ بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت بھر تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں تجھ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کی ہے، میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں بس تو میری خطائیں بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی یہ دعا اس پر یقین رکھ کر صبح کو پڑھے اور اسی دن اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی یہ دعا شام کے وقت اس پر یقین کے ساتھ پڑھے اور

Www.IslamicBooks.Website

رات میں اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

بندے کو ہمیشہ اللہ کی نعمت پر شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنے گناہوں پر توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ ہر حال میں استغفار کرتے تھے، صحیح بخاری میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے رب سے توبہ کرو، میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں''۔

صحیح مسلم میں یہ حدیث آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل پر خواہشات غالب ہوتے ہیں اور میں اللہ سے دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں سو مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے پاتے تھے: ''**رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور**'' (جس کا ہم نے شمار کیا)

اسی لئے عمل کے اختتام پر استغفار مشروع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿**والمستغفرين بالأسحار**﴾ اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

(آل عمران:۱۷)

Www.IslamicBooks.Website

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ رات میں نماز پڑھتے تھے پھر انہیں سحر کے وقت استغفار کرنے کا حکم دیا گیا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفر اللہ کہتے پھر یہ کہتے: "اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام".

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاذاافضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ۝ ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللہ ان اللہ غفورٌ رحیم ۝﴾ (بقرة:۱۹۸-۱۹۹)

جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے، پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ جب دین اسلام کی تبلیغ اور اللہ کی راہ میں جہاد کر چکے اور

Www.IslamicBooks.Website

اللہ نے جو حکم دیا تھا اس کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کا حکم دیا اور یہ سورت نازل کی:

﴿اذا جاء نصر الله والفتح ○ ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا ○ فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان توابا﴾(نصر: ١-٣)

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

دین اسلام کی ریڑھ توحید و استغفار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الرٰ کتٰب احکمت اٰیٰته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر ○ الا تعبدوا الا الله اننی لکم منه نذیر و بشیر ○ وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یمتعکم متاعاً

الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت

Www.IslamicBooks.Website

حسناً الیٰ اجل مسمیٰ ویؤت کل ذی فضل فضله وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ۝﴾ (هود: ۱-۳)

دینے والا ہوں، اور یہ کہ تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسی کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی) دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاستقیموا الیه واستغفروه ﴾(حم سجلہ :٦)

سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات ﴾ (محمد: ۱۹)

پس جان رکھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کیلئے بھی۔

حدیث میں ہے کہ شیطان کہتا ہے ”میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور لوگوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا“۔

Www.IslamicBooks.Website

حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی تھی:

﴿لا الٰـه الا انت سبحانک انـی کنـت من الظـالمین﴾ (انبیاء:۸۷)

الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ جب اپنی سواری پر بیٹھتے توالحمدللہ کہتے، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے:

"سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا الٰه الا انت استغفرك واتوب اليك"

والله اعلم وصلى الله على محمد وسلم۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

منافق وکافر کا دل

شیخ الاسلام تقی الدین احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

الحمدلله نستعينه ونستغفره ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا ، من يهدالله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ، واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ، واشهد ان محمداً عبده ورسوله وعلى آله واصحابه وسلم تسليما.

اللہ تعالیٰ منافقوں کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا﴾ (بقرة: ١٠) ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید بیماری میں بڑھا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿لیجعل ما یلقی الشیطان فتنة للذین فی قلوبهم مرض والقاسیة قلوبهم﴾ (حج:۵۳)

یہ اس لئے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لئن لم ینته المنافقون والذین فی قلوبهم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینک بهم ثم لایجاورونک فیها الا قلیلا﴾(احزاب: ٦٠)

اگر (اب بھی) یہ منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان (کی تباہی) پر مسلط کردیں گے پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمؤمنون ولیقول الذین فی قلوبهم مرض والکٰفرون ماذا اراد الله بهٰذا مثلا﴾(مدثر:۳۱)

اور اہل کتاب اور مسلمان شک نہ کریں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اور کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمة للمؤمنین﴾ (یونس:۵۷)

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفاء ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا﴾ (بنی اسرائیل:۸۲)

یہ قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مؤمنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ویشف صدور قوم مؤمنین ۝ ویذھب غیظ قلوبھم﴾ (توبة:۱۴-۱۵)

اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دل کا غم وغصہ دور کرے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

بدن کی بیماری

بدن کا مرض بدن کی صحت کا ضد ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بدن کے اندر ایسی خرابی آجائے کہ طبعی حرکت وادراک بگڑ جائیں، ادراک یا تو پوری طرح ختم ہو جائے، مثلاً آدمی اندھا یا بہرہ ہو جائے یا اشیاء کا ادراک طبعی ادراک کے برعکس ہونے لگے مثلاً میٹھی چیز کڑوی معلوم ہو یا چیزیں ایسی معلوم ہوں جن کی حقیقت خارج میں ویسی نہ ہو۔

طبعی حرکت میں خرابی پیدا ہو جانے کی مثال یہ ہے کہ قوت ہضم کمزور ہو جائے یا بعض ایسی غذا کو ناپسند کرنے لگے جس کی اسے ضرورت ہے اور ایسی چیزوں کو پسند کرنے لگے جو اس کے لئے نقصان دہ ہیں، پھر اسے تکلیف محسوس ہو لیکن وہ نہ مرے، اس کے اندر قوت ادراک پائی جائے اور بدن میں اس خرابی کیوجہ سے تکلیف محسوس کرے، یہ فساد یا تو کمیت میں ہو یا کیفیت میں۔

کمیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جسم میں کسی چیز کی کمی ہو جائے ایسی صورت میں اسے غذا کی ضرورت ہے یا زیادتی ہو جائے ایسی صورت میں اسے فاسد مادہ جسم سے نکالنے کی ضرورت ہے۔

کیفیت میں فساد کی مثال یہ ہے کہ بدن میں حرارت یا برودت ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے ایسی صورت میں اس کا علاج کیا جائے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

دل کی بیماری

دل کا مرض بھی اسی طرح ہے، وہ بھی ایک قسم کی خرابی ہے جس سے آدمی کا خیال اور ارادہ بگڑ جاتا ہے، وہ شبہات میں مبتلا رہتا ہے اور حق کو دیکھ نہیں پاتا یا حق کو اس کے برعکس دیکھتا ہے، نفع بخش حق کو ناپسند کرتا ہے اور نقصان دہ باطل کو پسند کرتا ہے، اسی لئے مرض کی تفسیر کبھی شک وشبہہ سے کی جاتی ہے، مجاہد اور قتادہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "فی قلوبھم مرض" میں مرض کو شک کے معنی میں لیا ہے اور کبھی اس کی تفسیر زنا کی شہوت سے کی جاتی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

﴿فیطمع الذی فی قلبہ مرض﴾ (احزاب:۳۲) تا کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال نہ کرے۔

Www.IslamicBooks.Website

خرائطی نے "کتاب اعتلال القلوب" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے دل کے مرض سے مراد شہوت لیا ہے، مریض کو بعض ایسی چیزیں تکلیف دیتی ہیں جو تندرست کو تکلیف نہیں دیتیں، مثلاً تھوڑی سی ٹھنڈی یا گرمی اسے نقصان پہنچا دیتی ہے، تھوڑا کام کرنا بھی اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

مرض مریض کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے، وہ اس کام کے کرنے پر قادر نہیں رہتا جو ایک تندرست آدمی کر لیتا ہے، صحت مند چیزوں کو پا کر آدمی صحت مند بنتا ہے اور مضر چیزوں کے استعمال سے صحت خراب ہوتی ہے، اسی طرح نقصان دہ چیزوں کو پا کر بیمار آدمی اور بیمار ہوتا ہے اور اگر اسے ایسی چیز دستیاب ہو جس سے اس کی قوت بڑھے تو مرض زائل ہو جاتا ہے اور وہ صحت مند ہو جاتا ہے۔

غُصہ

دل کا مرض مثلاً یہ ہے کہ دل میں اپنے دشمن کے خلاف غصہ ہو اس سے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ویشف صدور قوم مؤمنین ٥ ویذھب غیظ قلوبھم﴾ (توبہ/۱۴-۱۵)

اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے اور ان کے دل کا غم وغصہ دور کرے۔

ان کو شفاء ان کے دلوں میں جو تکلیف ہے اس کے زائل ہونے سے حاصل ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ فلاں کو اپنے غصہ سے شفا ملی، اسی طرح کہا جاتا ہے کہ قصاص سے مقتول کے اولیاء کو شفا ملتی ہے، یہ شفاء غم وغصہ سے ہوتی ہے، ان تمام چیزوں سے بھی انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔

شک وجہالت

اسی طرح شک اور جہالت دل کو تکلیف دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے کیوں نہیں پوچھا جب انہیں معلوم نہیں تھا "فانما شفاء العی السؤال" کیونکہ گفتگو میں عاجز شخص کی شفاء سوال ہی کرنا ہے۔"

جو شخص کسی چیز کے بارے میں شک میں مبتلا ہو اس کا دل اس وقت تک بے چین رہتا ہے جب تک کہ اسے اس کے بارے میں قطعی علم ویقین نہ ہو جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

اگر کوئی عالم ایسی بات بتا دیتا ہے جو حق کو ظاہر کردے تو کہا جاتا ہے:

''قدشفانی بالجواب'' انہوں نے مجھے جواب دے کر شفا دیا۔

مرض موت سے کمتر چیز ہے۔ جہل مطلق سے دل بالکل مردہ ہو جاتا ہے لیکن بعض جہالت سے دل بالکل مردہ نہیں ہوتا بلکہ بیمار ہوتا ہے، دل کے لئے بھی موت و مرض اور حیات وشفا ہے، اس کی حیات و موت اور مرض وشفا جسم کی حیات و موت اور مرض وشفا سے بڑھ کر ہے، اسی لئے جب بیمار دل میں شبہ یا شہوت پیدا ہوتی ہے تو دل کا مرض اور بڑھ جاتا ہے اور اگر حکمت وموعظت حاصل ہوتی ہے تو اس کو شفاء وصحت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لیجعل ما یلقی الشیطان فتنة للذین فی قلوبهم مرض﴾ (حج:۵۳)

یہ اس لئے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے۔

کیونکہ ان کے دل شک وشبہ کی وجہ سے پہلے سے بیمار ہیں، اس لئے شیطان جو بات ان کے دل میں ڈال دیتا ہے اس کو وہ مان لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے فتنہ ہو جاتا ہے، اسی طرح جن کے دل سخت ہیں اور ایمان قبول نہیں کرتے ان کیلئے بھی یہ فتنہ ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینة﴾ (احزاب: ٦٠)

اگر اب بھی یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ کے وہ لوگ جو غلط افواہیں پھیلانے والے ہیں باز نہ آئے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولیقول الذین فی قلوبھم مرض﴾ (مدثر: ٣١)

اور جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ کہیں۔

اس میں ان دلوں کا بیان ہے جو کفار و منافقین کے دلوں کی طرح مرے نہیں ہیں اور نہ مؤمنوں کے دلوں کی طرح صحیح و تندرست ہیں بلکہ ان میں شک و شبہ کا مرض ہے اور شہوتیں پائی جاتی ہیں۔

اسی طرح اس آیت کریمہ:

﴿فیطمع الذی فی قلبہ مرض﴾ میں مرض سے مراد شہوت ہے، اس لئے کہ جو دل صحیح سالم ہوگا، اس کے سامنے کوئی عورت آجائے تو اس کی طرف توجہ نہیں دے گا البتہ جس میں شہوت کا مرض ہوگا وہ اس کی طرف ضرور مائل ہو جائے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

قرآن دلوں کے لیے شفاء

قرآن دلوں کے لئے شفاء ہے، پس جس کے دل میں شبہات وشہوات کا مرض ہے اس کے لئے اس میں ایسی واضح دلیلیں ہیں جو حق کو باطل سے الگ کرنے والی ہیں اور شکوک وشبہات کو مٹا کر چیزوں کی حقیقت تک پہنچانے والی ہیں، اس میں ایسی حکمت وموعظت کی باتیں، ترغیب و ترہیب اور قصص ہیں جن میں عبرت ہی عبرت ہے، ان سے دلوں کو قطعی طور پر تندرست بنایا جاسکتا ہے۔ ان میں غور وفکر کرنے کے بعد دل وہی چیز قبول کریں گے جو نفع بخش ہے اور اس چیز سے اعراض کریں گے جو مضر ہے، وہ رشد وہدایت کو قبول کریں گے اور گمراہی سے نفرت کریں گے حالانکہ وہ پہلے ہدایت سے نفرت کرتے تھے اور گمراہی سے محبت کرتے تھے۔

پس قرآن ان بیماریوں کو دور کرتا ہے جن سے نیت وارادہ میں بگاڑ پیدا ہو اور دلوں کو تندرست بناتا ہے تاکہ ان کی سوچ بہتر ہو، اور وہ اصل فطرت کی طرف لوٹیں جیسے بدن طبعی حالت کی طرف لوٹتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

دِل کی غذا

دل ایمان وقرآن سے غذا حاصل کرتا ہے جس سے اس کا تزکیہ ہوتا ہے اوراسے تقویت ملتی ہے جیسے بدن ان چیزوں سے غذا حاصل کرتا ہے جواس کو بڑھاتی اورتقویت پہنچاتی ہیں پس دل کی نشوونما بدن کے نشوونما کی طرح ہے۔

لغت میں زکوٰۃ کا معنیٰ نشوونما کرنا اورمزید صالح بنانا ہے۔

"زکا الشئ" کا مطلب ہے کہ اسے مزید درست وپاکیزہ بنایا، دل کی نشوونما ضروری ہے تاکہ وہ تندرست بنے، جس طرح بدن کی نشوونما مناسب غذا کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اوردل کوان اشیاء سے بچانا بھی ضروری ہے جواس کے لئے نقصان دہ ہیں، پس بدن کی نشوونما اسی صورت میں ہوگی جب اسے مناسب ونفع بخش غذا دی جائے اوران چیزوں سے محفوظ رکھا جائے جواس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اسی طرح دل کی نشوونما اسی صورت میں ممکن ہے جب اسے نفع بخش چیز ملے اورنقصان دہ چیز سے اس کی حفاظت کی جائے، کھیتی بھی ایسے ہی بڑھتی ہے۔

صدقہ گناہوں کو ایسے ہی بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، پس اس سے دلوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کا معنیٰ گناہوں سے پاکی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بلند چیز ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها﴾ (توبة: ۱۰۳)

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس جن کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک وصاف کریں۔

اسی طرح برے کاموں کو چھوڑنے سے بھی دل کی نشو ونما ہوتی ہے کیوں کہ وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے بدن میں فاسد مادہ ہو اور کھیتی میں گھاس پھوس اُگی ہو، پس اگر بدن سے فاسد مادہ نکال دیا جائے مثلاً زائد خون تو طبعی قوت لوٹ آتی ہے اور آرام ملتا ہے پھر بدن کی اچھی طرح نشو ونما ہوتی ہے، اسی طرح دل کا معاملہ ہے، دل جب گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو برے اعمال سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اس کی قوت لوٹ آتی ہے اور نیک عمل کا ارادہ کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور اسے ان فاسد چیزوں سے راحت مل جاتی ہے جو اسے تکلیف دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولولا فضل الله عليكم ورحمته ما زكى منكم من احد ابداً﴾ (نور: ۲۱)

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک وصاف نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ،ھوازکی لکم﴾ (نور : ۲۸)

اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکیٰ لھم ان اللہ خبیرٌ بما یصنعونo﴾ (نور : ۳۰)

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد افلح من تزکیo وذکراسم ربہ فصلی﴾ (اعلیٰ:۱۴-۱۵)

بیشک اس نے فلاح پالی جو پاک ہوگیا، اور جس نے اپنے رب کا نام یادرکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد افلح من زکاھاo وقد خاب من دساھا﴾ (شمس:۹-۱۰)

جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملادیا وہ ناکام ہوا۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وما یدریک لعلہ یزکی﴾ (عبس:۳)

تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فقل ھل لک الی ان تزکی واھدیک الی ربک فتخشی﴾ (النزعت:۱۸-۱۹)

اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تاکہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔

پس تزکیہ کا اصل معنی اگرچہ نمو، برکت اور خیر کی زیادتی ہے لیکن یہ چیز اسی وقت حاصل ہوگی جب برائیوں کو دور کردیا جائے، اس لئے تزکیہ میں یہ دونوں چیزیں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وویل للمشرکین الذین لایؤتون الزکاۃ﴾ (حٰم سجدہ:٦-۷)

اور ان مشرکوں کے لئے بڑی ہی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

Www.IslamicBooks.Website

نفس کا تزکیہ

توحید و ایمان جس سے دل کو اخلاق رذیلہ سے پاک کیا جاتا ہے اس میں اللہ کے علاوہ دوسرے باطل معبودوں کی محبت دل سے نکالنا اور صرف اللہ کی محبت دل میں جاگزیں کرنا بھی شامل ہے یہی ''لا الہ الا اللہ'' کی حقیقت ہے اور یہی اصل ہے جس سے دلوں کا تزکیہ کیا جاتا ہے۔

تزکیہ (پاک کرنا) یا تو ذات کا ہوتا ہے یا اعتقاد خبر کا، جیسے کہا جاتا ہے ''عدلتہ'' میں نے اسے سیدھا کیا، یہ ذات کی مثال ہے۔ اعتقاد کی مثال یہ آیت کریمہ ہے:

﴿فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم لمن اتقی﴾ (نجم: ۳۲)

یعنی تم اپنے نفسوں کی پاکی کی خبر مت دو (یعنی خودستائی مت کرو) اللہ بہتر جانتا ہے کہ تم میں متقی کون ہے۔

یہ آیت کریمہ اس آیت سے مختلف ہے جس میں یہ ہے کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اسے پاک کیا۔ ﴿قد افلح من زکاھا﴾

حضرت زینبؓ کا نام برّہ تھا ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنے نفس کو پاک بتاتی ہیں (یعنی خودستائی کرتی ہیں) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

Www.IslamicBooks.Website

البتہ اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء﴾ (نساء:۴۹)

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی اور ستائش خود کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاکیزہ کرتا ہے۔

میں نفسوں کی پاکی کی خبر ایسے ہی ہے جیسے کہ گواہوں کا تزکیہ کیا جاتا ہے اور ان کے عدل کی خبر دی جاتی ہے۔

عدل، اعتدال کا نام ہے اور اعتدال دل کا درست ہونا ہے، اس کے برعکس ظلم دل کا فاسد ہونا ہے، وہ عدل کا ضد ہے، تمام گناہوں میں آدمی اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔

اچھے اور برے اعمال دل پر اثر انداز ہوتے ہیں

دل عدل سے درست ہوتا ہے اور ظلم سے فاسد ہوتا ہے، جب آدمی اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے تو وہ ظالم و مظلوم دونوں ہوتا ہے، اور جب عدل کرتا ہے تو وہ عادل و معدول علیہ دونوں ہوتا ہے اسی سے عمل سرزد ہوتا ہے اور اسی پر اس کا اثر وانجام مرتب ہوتا ہے چاہے وہ اچھا انجام ہو یا برا۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت﴾ (بقرہ:۲۸۶) جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے ہے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔

دل پر سب سے پہلے عمل کا اثر ہوتا ہے خواہ وہ اچھا عمل ہو یا برا، نفع بخش ہو یا نقصان دہ، پس اگر عدل کیا جائے تو دل درست رہے گا اور اگر ظلم کیا جائے تو دل خراب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿من عمل صالحاً فلنفسه ومن أساء فعليها﴾ (حم سجدہ:۴۶) جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے ہے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان احسنتم احسنتم لأنفسكم وان اسأتم فلها﴾ (اسراء:۷) اگر تم نے اچھے کام کئے تو خود اپنے ہی فائدے کے لئے اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لئے۔

بعض سلف نے یہ بات کہی ہے کہ نیکی سے دل میں نور ہوتا ہے، بدن میں قوت ہوتی ہے، چہرہ پر روشنی ہوتی ہے، روزی میں کشادگی ہوتی ہے،

Www.IslamicBooks.Website

مخلوق کے دلوں میں اس سے محبت ہوتی ہے اور برائی کی وجہ سے دل میں ظلمت ہوتی ہے، چہرہ پر سیاہی ہوتی ہے، بدن میں کمزوری لاحق ہوتی ہے، روزی میں کمی ہوتی ہے، مخلوق کے دلوں میں اس سے نفرت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿کل امرئ بما کسب رھین﴾ (طور: ۲۱) ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿کل نفس بما کسبت رھینۃ﴾ (مدثر: ۳۸) ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس اور مبتلا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع، وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منھا اولئک الذین ابسلوا اور اس قرآن کے ذریعے سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا مددگار نہ ہو اور نہ ہی سفارشی اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ

Www.IslamicBooks.Website

بما کسبوا﴾ (انعام: ۷۰) بھی دے ڈالے تب بھی اسے نہ لیا جائے یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ہیں۔

جسم جب مرض سے صحیح ہو جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مزاج درست ہو گیا، مزاج کی بے اعتدالی ہی مرض ہے اگر چہ پوری طرح درست رہنا ممکن نہیں لیکن آدمی کو قریب قریب وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیئے، اسی طرح دل کی صحت عمل درست ہونے پر مبنی ہے اور دل کی بیماری ظلم، کجی اور انحراف سے بڑھتی ہے، ہر چیز میں مکمل عدل علماً وعملاً دشوار ہے لیکن آدمی کو اس کے قریب قریب بہر حال رہنے کی کوشش کرنا چاہیئے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ "امثل" ہے اور سلفی طریقے کو "الطریقة المثلی" کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم﴾ (نساء: ۱۲۹) تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ تم اپنی بیویوں میں ہر طرح کا عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو۔

ایک جگہ ہے:

﴿واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لانکلف نفسا الا اور ناپ وتول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کے

Www.IslamicBooks.Website

وسعها ﴾(انعام : ۱۵۲) امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل کیں تاکہ لوگ عدل قائم کریں اور سب سے بڑا عدل اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت ہے، پھر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی ہے، پھر اپنے نفس کے ساتھ عدل کرنا ہے۔

ظلم کی تین قسمیں ہیں، اس کی ساری قسمیں امراض قلوب میں سے ہیں اور عدل ہی سے یہ بیماریاں دور ہوسکتی ہیں، اسی سے دل توانا وتندرست بنے گا، امام احمد بن حنبلؒ نے ایک شخص سے کہا: اگر تم صحیح ہوتے تو کسی سے نہ ڈرتے، یعنی مخلوق سے تمہارا ڈرنا تمہارے اندر کسی مرض کے پائے جانے کی وجہ سے ہے جیسے شرک اور گناہوں کا مرض۔

دل کا درست ہونا ہی اس کی زندگی ہے اس سے وہ روشن رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أو من كان ميتا فأحييناه وجعلنا له نوراً يمشي به في الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارج منها ﴾ (انعام:۱۲۳)

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کردیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ نے دل کی زندگی، نور، موت اور ظلمت کو کئی جگہوں پر بیان کیا ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لینذر من کان حیاً ویحق القول علی الکافرین﴾ (یٰس: ۷۰)

تا کہ وہ ہر اس شخص کو آگاہ کر دے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

ایک جگہ ہے:

﴿یا ایها الذین آمنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم﴾ (انفال: ۲۴)

اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالاؤ جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔

پھر فرمایا:

﴿واعلموا ان الله یحول بین المرء وقلبه وانه الیه تحشرون﴾ (انفال: ۲۴)

اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے، اور بلا شبہ تم سب کو اللہ کے پاس جمع ہونا ہے۔

ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی﴾ (روم/۱۹)

وہ زندہ کو مردے میں سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔

اور اس کی قسموں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر سے مؤمن نکالتا ہے اور مؤمن سے کافر نکالتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ "اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہو، زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

حدیث میں ہے کہ "تم اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھتے رہو اور اس کو قبر نہ بناؤ"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والذین کذبوا بایٰتنا صم وبکم فی الظلمات﴾ (انعام:۳۹)

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو طرح طرح کی ظلمتوں میں بہرے گونگے ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نور کی آیت اور ظلمت کی آیت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

﴿اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے

Www.IslamicBooks.Website

فیھا مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتھا یضیء ولو لم تمسسه نار نور علی نور﴾ (نور:۳۵)

ہے جس میں چراغ ہو، اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعة یحسبه الظمٰان ماء حتیٰ اذا جاء ہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفّٰه حسابه واللہ سریع الحساب ٥او کظلمٰت فی بحرٍ لجی یغشٰه موج من

اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا آدمی دور سے پانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے، اللہ

Www.IslamicBooks.Website

فوقه موج من فوقه سحاب ظلمٰت بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یرٰها و من لم یجعل الله له نورا فما له من نور﴿ (نور/۳۹-۴۰) بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔ یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں، الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے، اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

پس پہلی آیت میں کافروں کے فاسد اعتقادات اور ان کے اعمال کی مثال دی گئی ہے، کافر یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کو فائدہ پہنچائیں گے لیکن جب وہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ ان کو بے فائدہ پائے گا اس کو ان کا کوئی اچھا صلہ نہ ملے گا، ہاں جب وہ اللہ کے پاس جائے گا تو وہ اس کے اعمال کا پورا پورا حساب چکا لے گا۔

اور دوسری آیت میں ان کے کفر و جہالت کی مثال ہے جس میں کافر ساری زندگی گھرا رہتا ہے، وہ اوپر تلے پے در پے اندھیرے میں رہتا ہے، اس کو کچھ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ بینائی تو نور ایمان و علم سے حاصل ہوتی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون﴾ (اعراف:۲۰۱)

یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سو یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ﴾ (یوسف:۲٤)

اس عورت نے یوسف کی طرف کا قصد کیا اور یوسف اس کا قصد کرتے اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے۔

یہاں دلیل سے مراد ایمان کی دلیل ہے جو ان کے دل میں پیدا ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس برائی سے دور کر دیا جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اور ان کے لئے کامل اجر لکھ دیا اور اس پر گناہ نہیں لکھا کیونکہ انہوں نے بھلائی کا کام کیا اور برا کام نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لتخرج الناس من الظلمات الی النور﴾ (ابراھیم:۱)

کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ہے:

﴿اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات﴾ (بقرہ:۲۵۷)

ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ﴾ (حدید:۲۸)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دو مثالیں دی ہیں: ایک تو پانی سے جس سے زندگی قائم ہے اور دوسرے آگ سے جس سے روشنی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نفاق کی بھی دو مثالیں دی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿انزل من السمآء ماءً فسالت اودية بقدرها فاحتمل السيل زبداً رابياً ومما يوقدون عليه فى النار ابتغاء حليةٍ او متاعٍ زبدٌ مثله كذٰلك يضرب الله الحق والباطل فاما الزبد فيذهب جفاءً واما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض كذٰلك يضرب الله الامثال﴾ (رعد:۱۷)

اسی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اپنی اپنی وسعت کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر پانی کے ریلے نے اوپر چڑھے جھاگ کو اٹھا لیا، اور اس چیز میں بھی جس کو آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں زیور یا ساز و سامان کے لئے اسی طرح کے جھاگ ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے، اب جھاگ تو ناکارہ ہوکر چلا جاتا ہے لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

منافقین کی مثال

منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿مثلهم كمثل الذى استوقد ناراً فلما اضاء ت ما حوله ذهب الله بنورهم وتركهم فى ظلمٰت لايبصرون ٥ صمٌّ بكمٌ عميٌ فهم لا يرجعون ٥ او كصيب من السماء فيه ظلمٰت ورعد وبرق يجعلون اصابعهم فى اٰذانهم من الصواعق حذر الموت والله محيطٌ بالكافرين ٥ يكاد البرق يخطف ابصارهم كلما اضاء لهم مشوا فيه واذا اظلم عليهم قاموا ولوشاء الله لذهب بسمعهم وابصارهم ان الله علىٰ كل شىء

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی ، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں پس وہ نہیں لوٹتے۔ یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے جائے، جب ان کے لئے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور

Www.IslamicBooks.Website

قدیر﴾ (بقرہ:۱۷-۲۰) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بیکار کردے یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مثال اس شخص سے دی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب آس پاس کی چیزیں روشن ہوئیں تو اللہ نے اس کو بجھا دیا۔ اور اس بارش کے پانی سے دی ہے جس میں اندھیرا، گرج و بجلی ہو۔ ان مثالوں کی تفصیل بیان کرنے کی یہ جگہ نہیں ہے یہاں مقصود دل کی زندگی اور اس کے روشن ہونے کا بیان ہے۔

ایک حدیث میں یہ دعا بیان کی گئی ہے:

"اجعل القرآن ربیع قلوبنا ونور صدورنا" اے اللہ تو قرآن کریم کو ہمارے دلوں کا ربیع اور ہمارے سینوں کا نور بنا۔

ربیع وہ بارش ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس سے پودے اگتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ربیع ان چیزوں کو بھی اگاتی ہے جس کو کھانے کے بعد جانور کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ بیمار ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے، جس موسم میں پہلی بارش اترتی ہے اس کو عرب ربیع کا موسم کہتے ہیں اور دوسرے لوگ ربیع اس موسم کو کہتے ہیں جو جاڑے کے بعد آتا ہے، ربیع کے موسم میں پھول نکلتے ہیں جن سے پھل نکلتا ہے اور درختوں میں پتے اگتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

کفار کی مثال

زندہ روشن دل سنتا، دیکھتا اور سمجھتا ہے اور مردہ دل نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاء ونداء صم بکم عمی فهم لا یعقلون﴾ (بقرة:۱۷۱)

کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں انہیں عقل نہیں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومنهم من یستمعون الیک افأنت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون ○ ومنهم من ینظر الیک افأنت تهدی العمی ولو کانوا لایبصرون﴾ (یونس:۴۲-۴۳)

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کو دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو راستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومنهم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی آذانهم وقراً ۰ وان یروا کل آیة لایؤمنوا بها حتی اذاجاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین﴾ (انعام:۲۵)

اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے، اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں تو بھی ان پر کبھی ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں، یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے دلوں سے نہیں سمجھتے ہیں اور نہ اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور نہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں پس وہ ایمان نہیں لاتے، وہ یہ کہتے ہیں:

﴿قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی اذاننا

تو جس کی طرف ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل تو اس سے پردے میں

Www.IslamicBooks.Website

وقر ومن بيننا وبينك حجاب﴾ (حم سجدة: ٥)

ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے۔

یہاں انہوں نے ان موانع کو بیان کردیا جو ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر ہیں، حالانکہ ان کے بدن زندہ ہیں وہ آواز سنتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن اگر بدن زندہ ہو اور دل مردہ ہو تو ایسا جینا چوپایوں کا جینا ہے جو دیکھتے، سنتے اور کھاتے پیتے ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ومثل الذين كفروا كمثل الذى ينعق بما لايسمع الا دعاء ونداء صم بكم عمى فهم لايعقلون﴾ (بقرة: ١٧١)

کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں انہیں عقل نہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان بکریوں کے مشابہ قرار دیا ہے جو اپنے چرواہے کی صرف آواز و پکار ہی کو سنتی ہیں (اور سمجھتی نہیں ہیں)۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ام تحسب ان اکثرھم یسمعون أو یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ﴾(فرقان:٤٤)

کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں، وہ تو نرے چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولقد ذرأنا لجھنم کثیراً من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذانٌ لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل﴾(اعراف:١٧٩)

اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے، یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

﴿وإذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه اوقاعداً او قائماً فلما کشفنا عنه ضره

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی، اور کھڑے بھی، پھر جب ہم

Www.IslamicBooks.Website

اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں ﴿مر کأن لم یدعنا الی ضر مسه﴾ (یونس: ۱۲) تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کیلئے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔

یہ اور اس کے علاوہ دوسری آیتیں جن میں انسان کے عیوب کو بیان کیا گیا ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے ان کے بارے میں مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ آیتیں کفار کے بارے میں ہیں اور یہاں انسان سے مراد کافر ہیں، یہ تفسیر سن کر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں ان کے لئے یہ مذمت اور وعید نہیں ہے بلکہ یہ صرف مشرکین و کفار کیلئے ہے، خواہ وہ عرب کے مشرک ہوں یا ترکی اور ہندوستان کے یا وہ یہود و نصاریٰ ہوں جو اپنے کفر کا اظہار کرتے ہیں اور یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی ہیں ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا ئیں گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں ان میں مؤمن بھی ہیں اور منافق بھی، منافق ہر زمانے میں بڑی تعداد میں رہے ہیں وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کے اندر نفاق و کفر کی شاخ پائی

Www.IslamicBooks.Website

جاتی ہے اگرچہ اس کے ساتھ ایمان بھی ہو۔

صحیح بخاری و مسلم میں یہ روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’چار خصلتیں جس کے اندر ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے، جب تک کہ وہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ یہ ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

یہاں آپؐ نے یہ بات بتائی ہے کہ جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی گئی، ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ سے آپؐ نے فرمایا: ’’تم ایک ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیت کی چیزیں پائی جاتی ہیں‘‘ حالانکہ ابوذرؓ کا ایمان بہت پکا تھا۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ’’میری امت میں چار چیزیں زمانۂ جاہلیت کی پائی جاتی ہیں، حسب ونسب پر فخر کرنا، نسب میں طعن و تشنیع کرنا، نوحہ کرنا اور پچھتر ماننا‘‘۔ ایک حدیث میں ہے کہ ’’تم اپنے پہلے لوگوں کے طریقوں کو ضرور اختیار کرو گے اور ان کے شانہ بشانہ چلو گے یہاں تک کہ

Www.IslamicBooks.Website

اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی داخل ہو گے، لوگوں نے کہا کہ کیا یہود ونصاریٰ کا طریقہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کون؟''۔

ایک صحیح روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''میری امت ایک ایک بالشت اور ایک ایک ہاتھ وہی راستہ اختیار کرے گی جو اس سے پہلے کی امتوں نے اختیار کیا تھا، لوگوں نے کہا کہ کیا فارس وروم کا راستہ؟ آپؐ نے فرمایا: کہ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے''۔

دل کی قسمیں

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تیس آدمیوں کو اپنے نفس پر نفاق سے ڈرتے ہوئے پایا۔

حضرت علیؓ یا حضرت حذیفہؓ کا کہنا ہے کہ دل چار قسم کے ہوتے ہیں، ایک خالی دل ہوتا ہے جس میں چراغ روشن ہوتا ہے یہ مؤمن کا دل ہے، دوسرا بند دل ہوتا ہے یہ کافر کا دل ہے، تیسرا اوندھا کیا ہوا دل ہوتا ہے یہ منافق کا دل ہے، چوتھا وہ دل ہے جس میں دو مادے ہوتے ہیں، ایک مادہ ایمان کی طرف کھینچتا ہے اور دوسرا مادہ نفاق کی طرف کھینچتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اعمال کے ساتھ برے اعمال بھی کیے۔

Www.IslamicBooks.Website

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ایمان کی شاخوں کی مدح اور کفر کی شاخوں کی مذمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی ہے اس میں ہر بندہ شامل ہے، یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص اھدنا الصراط المستقیم کے بارے میں یہ کہے کہ جب مؤمن پہلے ہی سے راہ راست پر ہے تو پھر اسے راہ راست پر رہنے کی دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ جیسے کہ عرب سونے والے سے کہتے ہیں "حتی آتیک" تم سو جاؤ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں یا مراد یہ ہے کہ ہمارے دلوں کو ہدایت سے چپکا دے، جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں، پس یہاں ملزوم محذوف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ "زدنی ھدی" کے معنی میں ہے، یعنی میری ہدایت زیادہ کر دے، یہ لوگ ایسا سوال اس لئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ یہاں سیدھے راستے سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جن کے چھوڑنے کے حکم اللہ نے دیا ہے۔

صراط مستقیم کے لیے ہمیشہ دعا کی جائے

آدمی نے اگرچہ اس بات کا اقرار کیا ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

Www.IslamicBooks.Website

اور قرآن حق ہے لیکن اسے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اسے نفع نقصان اور اوامر ونواہی اور جزئیات کا علم ہو سکے پھر اگر علم حاصل کر لیتا ہے تب بھی بہت سی چیزوں پر عمل نہیں کر پاتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ اس نے کتاب وسنت میں مذکور سارے اوامر ونواہی پر عمل کیا تب بھی یہ کہا جائے گا کہ قرآن وسنت میں عام امور کا ذکر ہے، ہر بندہ کے لئے جو چیز خاص ہے اس کا ذکر نہیں ہے، اس لئے انسان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے کی دعا ہمیشہ کرے۔

صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے کی دعاء میں یہ ساری چیزیں شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی لے کر آئے ہیں ان سب کا جاننا اور ان پر عمل کرنا اس دعا میں شامل ہے، اگر حق صرف جانا جائے اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے بعد اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

﴿انا فتحنا لک فتحاً مبینا o لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمته علیک ویهدیک

بیشک (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تا کہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے ہوئے سب کو اللہ تعالیٰ معاف

Www.IslamicBooks.Website

﴿صراطاً مستقیما﴾ فرمادے۔ اور تجھ پر اپنا احسان پورا کردے اور تجھے سیدھی راہ چلائے۔ (فتح: ۱-۲)

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿و آتینا ھما الکتاب المستبین○ وھدینا ھما الصراط المستقیم﴾ اور ہم نے انہیں واضح اور روشن کتاب دی اور انہیں سیدھے راستے پر قائم رکھا۔ (صافات: ۱۱۷-۱۱۸)

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ برحق ہیں اور قرآن برحق ہے لیکن اس کے باوجود ان کے درمیان بہت سے اعتقادی، علمی و عملی مسائل میں اختلاف ہے، پس اگر ان میں سے ہر ایک کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت مل جاتی تو وہ اختلاف نہ کرتے، پھر بہت سے لوگ اللہ کے اوامر کو جانتے ہوئے بھی اس کی نافرمانی کرتے ہیں، پس اگر انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت مل گئی ہوتی تو وہ اس کے اوامر کو بجالاتے، اس کے نواہی سے بچتے، اس امت میں کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی تو وہ ولی اللہ بن گئے، وہ ہر نماز میں یہی دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے، وہ جانتے تھے کہ وہ ہر حال میں اللہ کی رہنمائی کے محتاج ہیں، اسی دعا کی برکت

Www.IslamicBooks.Website

سے وہ متقی و پرہیز گار اور ولی اللہ بن گئے۔

سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں کہ بندے کا اپنے رب تک پہنچنے کا سب سے قریبی راستہ یہ ہے کہ وہ ہدایت کے لئے اپنی محتاجی دکھائے اور جس چیز کے بارے میں ماضی میں اسے ہدایت ملی ہے وہ اس کے بارے مستقبل میں بھی ہدایت کا محتاج ہے، یہ ان لوگوں کے قول کی حقیقت ہے جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ثابت قدم رکھ اور صراط مستقیم کو پکڑے رہنے کی مجھے ہدایت دے۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں: "زدنا هدىٰ" (ہماری ہدایت بڑھادے) وہ پہلے کو بھی شامل ہے، لیکن ان تمام میں مستقبل میں صراط مستقیم کی رہنمائی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور مستقبل کا علم کسی کو نہیں ہے، جب مستقبل کا علم نہیں تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ مستقبل میں فلاں آدمی ہدایت یافتہ رہے گا اور اس کا عمل درست رہے گا، لہٰذا ہر شخص اس دعا کا محتاج ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا پڑھنا ہر نماز میں فرض قرار دیا ہے، آدمی کو سب سے زیادہ اسی دعا کی ضرورت ہے، جب صراط مستقیم کی طرف ہدایت مل جائے تو اللہ کی مدد، رزق وغیرہ سعادت و خوشی کی ساری مطلوبہ چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

Www.IslamicBooks.Website

دل کی زندگی

دل اور دیگر چیزوں میں زندگی صرف حس وحرکت اور ارادہ سے نہیں ہوتی ہے یا صرف علم وقدرت سے نہیں ہوتی ہے جیسے کہ بعض اللہ کے علم وقدرت میں غور کرنے والے کہتے ہیں، جیسے ابو حسین بصری (وہ یہ کہتے ہیں کہ دل کی زندگی یہ ہے کہ وہ جانے اور قدرت رکھے) بلکہ حیات ایک ایسی صفت ہے جو موصوف کے ساتھ قائم رہتی ہے یہ علم وارادہ اور اختیاری افعال پر قدرت رکھنے کے لئے شرط اول ہے، اور یہ چیزیں بھی اسی کے ساتھ لازم سمجھی جاتی ہیں، پس ہر زندہ انسان کے پاس شعور، ارادہ اور اختیاری عمل پر قدرت ہے اور جس کے پاس بھی علم وارادہ اور عمل اختیاری پر قدرت ہو وہ زندہ ہے۔

حیاء، حیات سے مشتق ہے کیونکہ ہر زندہ دل انسان کے اندر حیاء پائی جاتی ہے جو اس کو قبیح چیزوں سے روکتی ہے، دل کی زندگی ان برے کاموں سے روکتی ہے جو دل کو خراب کردینے والے ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "الحیاء من الایمان" حیاء ایمان میں سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے "حیاء اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش گوئی اور لفاظی نفاق کی دو شاخیں ہیں"۔

Www.IslamicBooks.Website

زندہ آدمی اپنے نفس سے اس چیز کو دور بھگاتا ہے جو اسے نقصان پہنچانا چاہتی ہو، وہ برائیوں سے رکنے کی کوشش کرتا ہے، اور مردہ آدمی ایسا نہیں کرپاتا، اسی لئے اسے بنجر اور چٹیل میدان کہا جاتا ہے جہاں خشکی ہی خشکی ہوتی ہے رطوبت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کا دل انتہائی سخت ہوجاتا ہے اس کا چہرہ ترش رو ہوجاتا ہے اور اس کی حیاء ختم ہوجاتی ہے، اس کا ضمیر اسے نہیں جھنجھوڑتا ہے، اس کے پاس کوئی ایمان نہیں رہتا جو اسے برائیوں سے روکے۔ اگر دل زندہ ہے اور آدمی بدن سے روح کے جدا ہونے کی وجہ سے مر گیا تو وہ حقیقت میں مرا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء﴾ (بقرة: ١٥٤)	اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔

ایک جگہ ہے:

﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء﴾ (آل عمران: ١٦٩)	اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

حالانکہ وہ مر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ان اقوال میں داخل ہیں۔

﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ (آل عمران:۱۸۵) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

﴿انک میت وانهم میتون﴾ (زمر:۳۰) آپ مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔

﴿هو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾ (حج:٦٦) وہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

پس جس موت کی نفی کی گئی ہے وہ یہ موت نہیں ہے جو ہر ایک کو آئے گی۔ نیند کو بھی موت کا بھائی کہا گیا ہے حالانکہ نیند کی حالت میں زندگی باقی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الله یتوفی الأنفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے

Www.IslamicBooks.Website

اجل مسمیٰ﴾ (زمر:٤٢) انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کوایک مقررہ وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ کہتے:

"الحمدلله الذی احیانا بعدما اماتنا والیه النشور" اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"الحمدلله الذی رد علی روحی وعافانی فی جسدی و أذن لی بذکره وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا" اللہ کا شکر ہے جس نے میری روح واپس کی اور میرے جسم میں عافیت بخشی اور مجھے اپنے ذکر کی اجازت دی اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

اور جب آپ سونے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اللهم انت خلقت نفسی وانت توفاهالک مماتها ومحیاها ان امسکتها اے اللہ تو نے میرے نفس کو پیدا کیا ہے اور تو اسے وفات دینے والا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں اس کی موت اور

Www.IslamicBooks.Website

"فارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين" زندگی ہے اگر تو اسے روک لے تو اس پر رحم کر اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت اس چیز سے کر جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اور آپ یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

"باسمك اللهم اموت واحيا" اے اللہ میں تیرا ہی نام مبارک لے کر مرتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر زندہ ہوتا ہوں۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

حسد کی تعریف

دلوں کی بیماریوں میں سے ایک بیماری حسد ہے، بعض لوگوں نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ ایسی تکلیف ہے جو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب اغنیاء کی اچھی حالت کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا صاحب فضیلت حاسد نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ وہ خود نعمت میں ہوتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ محسود سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا حسد ہے اگر چہ حاسد کو اس کے مثل نہ ملے، اور رشک یہ ہے کہ آدمی اپنے لئے بھی اسی کے مثل تمنا کرے لیکن اس بات کی تمنا نہ کرے کہ نعمت اس سے زائل ہوجائے جس پر وہ رشک کررہا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ حسد اس بغض و کراہیت کا نام ہے جو آدمی کے دل میں کسی کی خوشحالی دیکھ کر پیدا ہو، اس کی دو قسمیں ہیں: کسی کو نعمت میں دیکھ

Www.IslamicBooks.Website

کر مطلقا نا گوار گزرے، یہ مذموم حسد ہے اگر آدمی کے اندر یہ کیفیت پائی جائے تو اسے تکلیف ہوتی ہے اور اس کے دل میں بیماری پائی جاتی ہے، جب وہ نعمت اس آدمی سے زائل ہو جاتی ہے تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے اگر چہ اسے کوئی نفع حاصل نہ ہو، حالانکہ اس کے لئے نفع اس تکلیف کے دور ہو جانے میں ہے جو وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے لیکن یہ تکلیف اس سے چمٹی رہتی ہے اور وہ دیکھنے میں تندرست لگتا ہے، اس کی مثال اس مریض جیسی ہے جس کا علاج کسی ایسی چیز سے کیا جائے جس سے اس کی تکلیف رک جائے لیکن مرض باقی ہو، اس لئے کہ اس کا کسی بندے سے بغض رکھنا جس پر اللہ کی نعمت ہو مرض ہے، اسے حسد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ نعمت بلکہ اس سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ اسے بھی دے سکتا ہے۔ اسی طرح محسود کے مثل نعمت کسی شخص کو بھی مل سکتی ہے۔

حاسد کا کسی معین شئ میں کوئی غرض نہیں ہوتا لیکن دوسروں کو نعمت ملنا اسے نا گوار لگتا ہے، اسی لئے حسد کی تعریف بعض لوگوں نے یہ کی ہے کہ حسد کسی سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا ہے، کیونکہ جو شخص کسی کو نعمت میں رہنا پسند نہیں کرتا تو وہ دل سے اس شخص سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

حسد کی دوسری قسم یہ ہے کہ آدمی کو یہ ناگوار ہو کہ اس شخص کو اس پر فضیلت حاصل ہو، وہ یہ چاہے کہ اسے بھی اسی کے مثل مل جائے یا اس سے افضل مل جائے، لوگوں نے اس حسد کا نام "غبطة" (رشک) رکھا ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو بھی حسد کہا ہے۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حسد آدمی کی صرف دو خصلتوں میں جائز ہے، ایک یہ کہ کسی کو اللہ نے قرآن و حدیث کا علم دیا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور لوگوں کو سکھاتا ہو، دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال دیا ہو اور وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہو"۔

یہ الفاظ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت کے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن سکھایا ہے اور وہ رات دن اس کے ذریعے قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ رات دن اسے نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے"۔

بخاری کی ایک روایت جو کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کے الفاظ

Www.IslamicBooks.Website

یہ ہیں: ’’حسد صرف دو آدمیوں کی خصلتوں میں کرنا جائز ہے، ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہے اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ پھر اسے سن کر کوئی آدمی یہ کہے کہ کاش کہ مجھے بھی اسی کے مثل قرآن کا علم دیا گیا ہوتا تو میں بھی اسی کے مثل عمل کرتا، اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اسے نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ اسے دیکھ کر کوئی آدمی یہ کہے کہ کاش مجھے بھی اسی کے مثل مال دیا گیا ہوتا تو میں بھی اسی کے مثل عمل کرتا‘‘۔ یہ حسد جس سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے اور صرف دو جگہوں میں جائز قرار دیا گیا ہے، اس کو لوگوں نے رشک کا نام دیا ہے، وہ حسد یہ ہے کہ آدمی اپنے لئے بھی دوسرے کی حالت کے مثل حالت چاہے اور اسے یہ بات ناگوار ہو کہ دوسرے کو اس پر فضیلت حاصل ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس کو حسد کیوں کہا جا رہا ہے اس میں تو آدمی صرف یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی انعام کرے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس چاہت کی بنیاد دوسرے پر اللہ کے انعام کو دیکھنا ہے اور اس بات پر ناگواری ظاہر کرنا ہے کہ دوسرے کو اس پر فضیلت دی جائے، اگر غیر کی طرف وہ نہ دیکھتا تو اس کے دل میں یہ چاہت اور یہ ناگواری نہ پیدا ہوتی، لہٰذا یہ حسد ہی

Www.IslamicBooks.Website

ہوا، البتہ جو شخص یہ خواہش کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے نعمتوں سے نوازے اور وہ دوسروں کی حالت کی طرف نہ دیکھتا ہو تو اس میں حسد کی کوئی بات نہیں، اکثر لوگ اسی دوسری قسم سے آزمائے جاتے ہیں، اس کا نام مقابلہ آرائی بھی ہے، دو آدمی کسی محبوب چیز کو پانے کیلئے مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک یہ ناپسند کرتا ہے کہ دوسرے کو اس پر فضیلت حاصل ہو اور دوسرا اس پر سبقت لے جائے، مقابلہ آرائی مطلقاً مذموم نہیں بلکہ اگر وہ نیکی کے کاموں میں ہو تو پسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الأبرار لفی نعیم ○علی الارائک ینظرون ○تعرف فی وجوههم نضرة النعیم ○ یسقون من رحیق مختوم ○ ختمه مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون○﴾ (مطففین:۲۲-۲۶)

یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے، تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا، یہ لوگ سر بمہر خالص شراب پلائے جائیں گے، جس پر مشک کی مہر ہوگی۔ سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

مباح مقابلہ آرائی اور رشک

یعنی عمل کرنے والوں کو ایسے اعمال میں سبقت کرنی چاہئے، جن کے صلے میں جنت اور یہ نعمت حاصل ہو، نہ کہ دنیا کی نعمتوں کیلئے مقابلہ آرائی کی جائے جو کہ زائل ہونے والی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں بھی یہی بات کہی گئی ہے جس میں ہے کہ ''رشک آدمی کی صرف دو خصلتوں پر کی جائے ایک یہ کہ اللہ نے کسی کو مال دیا ہو اور وہ اسے نیک کاموں میں خرچ کرتا ہو، دوسرا یہ کہ اللہ نے کسی کو علم دین دیا ہو اور وہ اس پر عمل کرتا ہو اور اسے لوگوں کو سکھاتا ہو'' وہ قابل رشک ہیں۔ اور جس شخص کو علم دیا گیا ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتا ہے اور نہ اسے لوگوں کو سکھاتا ہے اور جس شخص کو اللہ نے مال دیا ہو لیکن وہ اسے نیک کاموں میں خرچ نہ کرتا ہو وہ قابل رشک نہیں کیونکہ اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اسے عذاب ہوگا، اور جو شخص حاکم بنایا جائے اور علم وعدل سے کام لے، ہر ایک کو اس کا حق دے، لوگوں کے درمیان کتاب وسنت سے فیصلہ کرے تو اس کا درجہ بہت بلند ہے، لیکن یہ شخص (یعنی جو علم سکھاتا ہو اور اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو) عظیم جہاد میں ہوتا ہے، اسی طرح مجاہد فی سبیل اللہ کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

آدمی ایسے شخص سے حسد نہیں کرتا جس کی زندگی انتہائی مشقت کی ہو، مثلاً مجاہد، اس لئے اس کا بیان نہیں کیا گیا، مجاہد فی سبیل اللہ اس شخص سے افضل ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے البتہ جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہو اور لوگوں کو علم دین بھی سکھاتا ہو وہ مجاہد سے بھی افضل ہے۔ عام طور پر ان دونوں کا کوئی خارجی دشمن نہیں ہوتا اور اگر کوئی ان کی مقابلہ آرائی کرتا ہے تو یہ افضل ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے اور حج کرنے والے کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ ان کے اعمال سے صرف اسی شخص کو نفع ملتا ہے، اس میں کوئی سیادت وقیادت کی بات نہیں ہوتی جب کہ تعلیم اور انفاق سے دوسروں کو نفع ملتا ہے۔

آدمی کے دل میں حسد اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دوسرے کو سیادت وقیادت ملے، اسی لئے مزدور سے عام طور سے کوئی حسد نہیں کرتا لیکن چونکہ علم اور مال سے سیادت وقیادت ملتی ہے، لوگ پیچھے پیچھے چلتے ہیں اس لئے یہ دونوں چیزیں حسد ورقابت کا باعث بنتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم علماء کے درمیان حسد کا مرض کثرت سے پاتے ہیں، عالم دلوں کو روزی پہنچاتا ہے اور مالدار شخص جسموں کو روزی پہنچاتا ہے اور سارے لوگ ان دونوں کے محتاج ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی مثالیں اس طرح بیان کی ہیں:

﴿و ضرب اللہ مثلاً رجلین احدھما ابکم لایقدر علیٰ شیء وھو کل علیٰ مولٰہ اینما یوجھہ لایات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علیٰ صراط مستقیم ۝﴾ (نحل: ۷۶)

اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے، دو شخصوں کی جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے، کہیں بھی اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر، برابر ہو سکتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مثال اور بتوں کی مثال دی ہے، بت عاجز و مجبور ہیں وہ نہ بات کر سکتے ہیں نہ کسی کو نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ کسی کام کے کرنے پر قادر ہیں جیسے کہ غلام مجبور و بے بس ہوتا ہے، اس کے مقابلے میں ایک ایسا شخص جسے اللہ نے مال دیا ہے اور وہ کھلے چھپے نیک کاموں میں اسے خرچ کرتا ہے، (اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے) کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، پھر اللہ کے ساتھ تم ایسے مجبور بتوں کو شریک کیوں ٹھہراتے ہو؟

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح اپنی مثال اور بتوں کی مثال دو ایسے شخصوں سے دی ہے جن میں ایک گونگا ہے، وہ سوچتا سمجھتا نہیں، نہ بات کرسکتا ہے اور نہ کسی کام کے کرنے پر قادر ہے بلکہ اپنے مالک پر بوجھ ہے، اس سے کوئی کام صحیح ڈھنگ سے نہیں ہو پاتا۔ (یہ بتوں کی مثال ہوگی) اور دوسرا وہ شخص ہے جو عالم اور عادل ہے، عدل کا حکم دیتا ہے، عدل پر عمل کرتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے، اس سے اللہ نے اپنی ذات مراد لی ہے، اللہ تعالیٰ عالم و عادل ہے، عدل کا حکم دیتا ہے، ہر چیز پر قادر ہے، جیسے کہ اس نے فرمایا:

﴿شهد الله انه لا اله الاهو والملائكة واولوا العلم قائماً بالقسط لا اله الاهو العزيز الحكيم﴾ (آل عمران:۱۸)

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

﴿أن ربى على صراط مستقيم﴾ (هود:۵۶)

یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے۔

اسی لئے لوگ حضرت عباسؓ کے گھر کا بڑا احترام کرتے جہاں حضرت

Www.IslamicBooks.Website

عبداللہ بن عباسؓ لوگوں کو دین سکھاتے اور ان کے بھائی لوگوں کو کھانا کھلاتے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حج کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فتویٰ پوچھتے ہیں اور وہ ان کو بتلا رہے ہیں تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم، یہ بلند مرتبے والے ہیں، یا اسی طرح کوئی جملہ کہا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں حضرت ابوبکرؓ کا مقابلہ کرنا چاہا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، اس وقت میرے پاس مال تھا، میں نے کہا کہ اگر میں کسی دن حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے، چنانچہ میں اپنے گھر کا آدھا مال لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے گھر والوں کیلئے کچھ نہیں چھوڑا؟ میں نے کہا اسی کے مثل چھوڑ کر آیا ہوں، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر کا سارا اثاثہ لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے گھر والوں کیلئے کچھ نہیں چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے، میں نے کہا کہ اب میں ابوبکرؓ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت عمرؓ نے جو کام کیا وہ ایسی ہی مقابلہ آرائی اور رشک ہے جو کہ مباح ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ کا حال ان سے افضل ہے کیونکہ انہوں نے بغیر

Www.IslamicBooks.Website

کسی مقابلہ آرائی کے ایسا عمل کیا، انہوں نے دوسرے کا حال نہیں دیکھا۔

معراج کی حدیث میں ہے کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں نبی ﷺ سے مقابلہ آرائی کا جذبہ اور رشک پیدا ہوا، یہاں تک کہ جب نبی ﷺ ان کے پاس سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے، وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ لڑکا (دنیا میں) میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں جائیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

صحیحین کے علاوہ بعض حدیث کی کتابوں میں یہ الفاظ ہیں: ''ہم ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ زور زور سے کہہ رہا تھا تو نے اسے عزت بخشی، اسے فضیلت بخشی، ہم اس کے پاس پہنچے اور اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، اور کہنے لگا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ احمد (ﷺ) ہیں، اس نے کہا مرحبا اے نبی امی ﷺ! جس نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور اپنی امت کی خیر خواہی کی، پھر ہم وہاں سے چلے، میں نے کہا اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ موسیٰ بن عمران ہیں، میں نے کہا یہ کسی پر غصہ ہو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے بارے میں اپنے رب پر غصہ ہو رہے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں، میں نے کہا کہ کیا یہ اپنی آواز اپنے رب پر بلند کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کی سچائی جانتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی حالت حضرت موسیٰؑ کے مشابہہ ہوئی اور نبی علیہ وسلم صلی اللہ کی حالت موسیٰ علیہ السلام کی حالت سے اچھی تھی، آپ ؐ نے کسی کی مقابلہ آرائی نہیں کی۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوعبید بن جراحؓ کی مثال ہے، وہ کسی سے مقابلہ آرائی اور حسد و بغض نہیں کرتے تھے، وہ ان لوگوں سے افضل تھے جن کے دل میں رشک اور مقابلے کا جذبہ پایا جاتا تھا اگر چہ یہ مباح ہے، اسی لئے انہیں اس امت کا امین کہا گیا، کیونکہ جس کے پاس مال بطور امانت رکھی جائے اور اسکے دل میں اس جیسی چیز کے پانے کی کوئی خواہش نہ ہو، وہ اس مؤتمن سے بہتر ہے جس کے دل میں اس کو حاصل کرنے کی خواہش ہو، اسی لئے عورتوں اور بچوں پر اس شخص کو امین بنایا جاتا ہے جس کے اندر شادی کی خواہش نہ ہو، اور چھوٹی ریاست پر اس شخص کو امین بنایا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ جانا جاتا ہو کہ وہ بڑی ریاست کیلئے تگ ودو اور مقابلہ نہیں کرے گا، اور مال پر اس شخص کو امین بنایا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ جانا جاتا ہے کہ وہ اس کو لینے کی خواہش نہیں کرے گا لیکن اگر ایسے شخص کو امین بنایا جائے جس کے دل میں خیانت ہو تو اس کی مثال اس

Www.IslamicBooks.Website

بھیڑیئے کی ہے جس کو بکریوں کا نگراں بنا دیا جائے، ایسا شخص امانت لوٹا نہیں سکتا کیونکہ اس کے اندر اس کو حاصل کرنے کی خواہش پائی جاتی ہے۔

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے روایت آئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ”ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ؐ نے فرمایا: تمہارے پاس ابھی اس راستے سے ایک جنتی شخص آئے گا، اتنے میں انصار کا ایک شخص نمودار ہوا، جس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا، وہ اپنا جوتا اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا، دوسرے دن بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی بات کہی، پھر وہی آدمی اسی حالت میں نمودار ہوا، تیسرے دن بھی نبی ﷺ نے یہی بات کہی، پھر وہی آدمی اسی حالت میں نمودار ہوا، جب نبی ﷺ چلے گئے تو عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص اس کے پیچھے پیچھے چلے اور اس سے کہا کہ میرا اپنے والد سے جھگڑا ہوا ہے اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں ان کے پاس تین دن نہیں جاؤں گا، اگر مجھے اپنے یہاں تین دن ٹھہرنے دیتے تو بہتر ہوتا، اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں لیکن اسے رات میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ رات میں جب اس کی نیند کھلتی اور وہ اپنے بستر پر الٹتا پلٹتا تو اللہ کا ذکر کرتا اور اللہ اکبر

Www.IslamicBooks.Website

کہتا یہاں تک کہ فجر کی نماز کیلئے اٹھتا اور میں نے اسے بھلی بات ہی کہتے ہوئے سنا، تین دن گزر گیا، مجھے اس کا عمل کم معلوم ہوا، آخر میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ناراضگی اور ترک تعلق نہیں تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین بار فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آرہا ہے اور تینوں دن تم ہی نمودار ہوئے، چنانچہ میں نے چاہا کہ تمہارے پاس ٹھہروں اور دیکھوں کہ تم کیا عمل کرتے ہو تا کہ میں بھی اسی طرح کروں، لیکن میں نے دیکھا کہ تم زیادہ عمل نہیں کرتے ہو پھر تمہیں اس مرتبہ تک کس چیز نے پہنچایا جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے بارے میں فرمایا ہے، اس نے کہا کہ میں وہی عمل کرتا ہوں جو تم نے دیکھا لیکن میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں رکھتا، اور نہ کسی کی نعمت پر حسد کرتا ہوں جو اللہ نے اسے عطا کیا ہے، عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ بس تم اسی وجہ سے اس مرتبے تک پہنچے ہو اور ہم یہی نہیں کر پاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا یہ آخری جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس آدمی کا دل ہر قسم کے حسد سے پاک وصاف تھا۔

اللہ تعالیٰ انصار کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ولا يجدون في صدورهم حاجة مما أوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ (حشر:٩)

اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔

مفسرین نے ﴿لا یجدون فی صدورھم حاجۃ﴾ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جو کچھ مہاجرین کو دے دیا جاتا ہے اس پر انصار حسد نہیں کرتے، نہ غصہ ہوتے ہیں، یعنی مال فیٔ سے جو مال انہیں دیدیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مہاجرین کو جو فضیلت حاصل ہے وہ مراد ہے، بہرحال مہاجرین کو جو بھی مال وجاہ دیا گیا ہے اس پر وہ حسد نہیں کرتے، اور حسد مال وجاہ ہی پر ہوتی ہے۔

اوس وخزرج کے درمیان مقابلہ آرائی دین پر تھی، ان میں سے جب کوئی ایسا کام کرتا جس سے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اس کی فضیلت بڑھ جاتی تو دوسرا بھی اسی طرح عمل کرنے کی کوشش کرتا۔

ان کی مقابلہ آرائی ان چیزوں پر تھی جو انہیں اللہ سے قریب کردیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وفي ذلك فليتنافس المتنافسون﴾(مطففین:٢٦)

سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہئے۔

Www.IslamicBooks.Website

مذموم حسد

مذموم حسد کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ودکثیر من اھل الکتاب لویردوکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسھم من بعد ماتبین لھم الحق﴾(بقرہ: ۱۰۹)

اہل کتاب میں سے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

یعنی وہ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ تم مرتد ہو جاؤ کیونکہ وہ تم سے حسد کرتے ہیں، یہاں حسد ہی کو ان کی خواہش کا سبب مانا گیا ہے۔ جب انکے سامنے حق ظاہر ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ تم ان پر فضیلت لے گئے تو وہ تم سے حسد کرنے لگے۔ اور وہ اب یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ اور انہیں کی طرح ہو جاؤ۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أم یحسدون الناس علی ما آتاھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا آل ابراھیم الکتٰب

یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو

Www.IslamicBooks.Website

والحكمة واٰتينٰهم ملكا عظيما ٥ فمنهم من اٰمن به ومنهم من صد عنه وكفٰى بجهنم سعيرا﴾
(نساء:٥٥-٥٤)

کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے، پھر ان میں سے بعض نے اس کتاب کو مانا اور بعض اس سے رک گئے، اور جہنم کا جلانا کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل أعوذ برب الفلق، من شر ما خلق ٥ ومن شر غاسقٍ إذا وقب ٥ ومن شر النفٰثات فی العقد ومن شر حاسدٍ اذا حسد﴾
(فلق:١-٥)

آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی) اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سورت نبی ﷺ سے یہودیوں کے حسد کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی یہاں تک کہ ایک یہودی لبید بن عاصم نے آپؐ پر جادو کردیا، پس حاسد اور کینہ پرور شخص ظالم وسرکش ہے، شریعت

Www.IslamicBooks.Website

اسلامیہ میں دوسروں کی فضیلت پر ناگواری کا احساس کرنے اور اسی کے مثل کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ الّا یہ کہ ایسی چیزیں ہوں جن سے اللہ کی قربت حاصل کی جائے لیکن اس پر بھی دوسروں کی طرف نہ دیکھنا افضل ہے، آدمی خود ایسا عمل کرے جس سے اللہ کا مقرب بندہ بنے۔

پھر اگر حاسد اپنے حسد کے موجبات پر عمل کرنے لگے تو وہ سزا کا بھی مستحق ہے الّا یہ کہ توبہ کرے اور محسود کو مظلوم مانا جائے گا وہ حاسد کی ایذا رسانی پر صبر کرے اور درگزر کردے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ودّ کثیر من اهل الکتاب لو یردو کم من بعد إیمانکم کفاراً حسداً من عند انفسهم من بعد ماتبین لهم الحق فاعفوا واصفحوا حتی یاتی الله بامره﴾ (بقرہ:۱۰۹)

اہل کتاب میں سے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اس آزمائش میں ڈالے گئے تھے، ان کے بھائیوں نے ان سے اور ان کے بھائی سے حسد کیا تھا کیونکہ ان کے باپ

Www.IslamicBooks.Website

نے ان کو دوسروں پر فضیلت دی تھی، انہوں نے کہا تھا:

﴿لیوسف واخوہ احب إلیٰ أبینامنا ونحن عصبة ان ابانا لفی ضلال مبین﴾ (یوسف:۸)

یوسف اور اس کا بھائی بہ نسبت ہمارے باپ کو بہت زیادہ پیارے ہیں، حالانکہ ہم (طاقتور) جماعت ہیں، کوئی شک نہیں کہ ہمارے اباصریح غلطی میں ہیں۔

اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا:

﴿لا تقصص رؤیاک علیٰ اخوتک فیکیدوا لک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین﴾ (یوسف:۵)

اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں، شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔

پھر انہوں نے ان پر اس طرح ظلم کیا کہ ان کو مار ڈالنے کی سازش کی، ان کو کنوئیں میں پھینک دیا، پھر کچھ لوگوں نے انہیں خرید لیا اور انھیں کفار کے ملک میں لے گئے اور بیچ دیا، اس طرح وہ کافروں کے غلام بن گئے، پھر بادشاہ کی بیوی نے انھیں زنا کیلئے بلایا اور وہ سخت آزمائش میں ڈالے گئے لیکن انھوں نے جیل میں جانا پسند کیا اور زنا سے انکار کر دیا اور دنیا کے

Www.IslamicBooks.Website

عذاب کو اللہ کے عذاب پر ترجیح دیا، اس طرح وہ یہاں بھی مظلوم ہی رہے۔

جب ان کے بھائیوں نے انھیں کنواں میں ڈال دیا اور انھیں غلام بنالیا گیا تو اس ظلم پر انھوں نے صبر کیا جیسے کہ مصائب پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن ان کا یہ صبر غیر اختیاری تھا البتہ جب انھیں زنا کی دعوت دی گئی تو انھوں نے زنا کرنے کی بجائے جیل جانا پسند کیا اور اس پر صبر کیا لیکن یہاں ان کا صبر اختیاری تھا جس کے ساتھ تقویٰ بھی تھا، اس لئے صبر کی یہ دوسری قسم افضل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین﴾ (یوسف: ۹۰)

بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اسی طرح جب مسلمانوں کو ایمان لانے کی وجہ سے جب تکلیف دی گئی اور ان سے کفر کی طرف لوٹنے کیلئے کہا گیا تو انھوں نے کفر کی طرف لوٹنے کے بجائے سزا برداشت کرنا پسند کیا، یہاں تک کہ انہیں اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ خود نبی ﷺ کو طرح طرح کی مصیبتیں دی گئیں، آپ ﷺ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شعب ابی طالب میں ایک مدت تک کیلئے محصور کر دیا گیا۔ کفار

Www.IslamicBooks.Website

نے مسلمانوں کو قید سے لے کر قتل تک کا عذاب دیا، وہ چپکے چپکے اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، حضرت عمرؓ بن خطاب کے علاوہ کسی نے بھی علانیہ طور پر ہجرت نہیں کی۔ ان تمام مصائب پر نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صبر کیا اور یہ صبر اختیاری تھا، انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے مصیبت و تکلیف برداشت کرنا پسند کیا، اس لئے ان کا صبر حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر سے بھی بڑھ کر تھا، اختیاری مصائب پر صبر کرنا غیر اختیاری مصائب مثلاً آسمانی آفات وغیرہ پر صبر کرنے سے افضل ہے لیکن مؤمن کو دونوں حالتوں میں اجر ملے گا، اس کے گناہ معاف ہوں گے، صرف فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں مصیبت پر اجر ملے گا اور اس کیلئے وہ نیک عمل لکھا جائیگا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ذلک بانهم لا یصیبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة في سبیل الله لا یطؤن موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا الا

یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور اور جو تکان پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کیلئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر

Www.IslamicBooks.Website

كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين﴾ (توبہ: ۱۲۰)

ان کے نام (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور دوسری صورت میں مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے اسے اجر ملے گا اور یہ مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، جیسے آدمی بیمار ہو جائے یا اس کے کسی عزیز کا انتقال ہو جائے۔

پس جن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے اور ایمان لانے کی وجہ سے تکلیف دی جاتی ہے اور اس راستے میں انہیں کوئی تنگی پہنچتی ہے یا کوئی مرض لاحق ہو جاتا ہے یا انہیں قید کر دیا جاتا ہے یا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور مال و اہل چھوٹ جاتے ہیں یا مار کھاتے ہیں یا گالیاں سنتے ہیں یا ریاست و مال میں کمی آجاتی ہے تو ایسے لوگ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مثلاً مہاجرین اولین کے طریقے پر ہیں، ان لوگوں کو ان تکلیفوں پر ثواب ملے گا جو انہیں پہنچائی گئی ہیں اور ان کے بدلے ان کیلئے عمل صالح لکھا جائے گا، جیسے کہ مجاہد کو بھوک و پیاس، تھکاوٹ اور کفار کے غیظ وغضب کا شکار ہونے پر ثواب ملتا ہے، اگر چہ یہ چیزیں بذات خود اختیاری نہیں ہیں لیکن اختیاری عمل کے سبب پیدا ہوئی ہیں، لہٰذا انہیں "متولدہ" کہا جا سکتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ان متولدہ اعمال کا فاعل کون ہے، کیا سبب کا فاعل ہی ان کا فاعل ہے یا اللہ ہے یا ان کا کوئی فاعل نہیں، اس کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہ سبب کے فاعل اور سارے اسباب کے درمیان مشترک ہے، اسی لئے اس کیلئے ان کے بدلے نیک عمل لکھا جائے گا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حسد نفس کے امراض میں سے ایک مرض ہے، جو کہ عام طور پر لوگوں میں پایا جاتا ہے، بہت کم لوگ اس سے بری ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کوئی جسم حسد سے خالی نہیں ہے (ما خلا جسد من حسد) لیکن کم ظرف آدمی اس کو ظاہر کر دیتا ہے، اور شریف آدمی اس کو چھپا لیتا ہے، حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ کیا مؤمن حسد کرتا ہے؟ انہوں نے کہا یہ مت سمجھو کہ یہ چیز صرف یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں پائی جاتی تھی بلکہ یہ تمہارے سینوں میں بھی ہے لیکن یہ تم کو اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک ہاتھ اور زبان سے اس کا اظہار نہ ہو۔

پس جس کے دل میں کسی سے حسد پیدا ہو وہ تقویٰ اختیار کرے اور صبر سے کام لے، اور دل میں اسے برا سمجھے، کتنے دین دار لوگ ہیں جو محسود پر ظلم نہیں کرتے اور نہ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو محسود پر ظلم کرتے ہیں لیکن پھر بھی کما حقہ اس کا حق ادا نہیں کرتے، مثلاً اگر ان کے سامنے اس کی برائی

Www.IslamicBooks.Website

بیان کی جاتی ہے تو اس کی تائید تو نہیں کرتے لیکن اس کی اچھائیاں بھی بیان نہیں کرتے ، اسی طرح اگر کوئی اس کی تعریف کرتا ہے تو خاموش رہتے ہیں یہ لوگ بھی قابل مذمت ہیں، یہ لوگ کما حقہ اس کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں، بلکہ اس میں کمی کر رہے ہیں اگر چہ خود اس پر ظلم نہیں کر رہے ہیں، ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے حقوق میں بھی کمی کر دی جائے اور ان کے ساتھ بھی بہت سے جگہوں پر انصاف نہ کیا جائے اور اگر ان پر کوئی ظلم کرے تو ان کی مدد نہ کی جائے جیسے کہ انہوں نے اس محسود کی مدد نہیں کی ہے، البتہ جس نے قول یا فعل سے محسود پر ظلم کیا اسے سزا دی جائے گی۔

اور جو شخص اللہ سے ڈرے اور صبر کرے وہ ظالموں میں داخل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تقویٰ کی وجہ سے اسے فائدہ پہنچائے گا، حسد کا مرض عورتوں کے درمیان خاص طور سے پایا جاتا ہے، سوکنوں کی غیرت مشہور ہے، نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے درمیان بھی یہ مرض پایا جاتا تھا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب ؓ بنت جحش کے پاس کچھ دیر ٹھہر کر شہد پینے کا معمول بنا لیا تو حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا لگا اور ان کے دل میں حسد پیدا ہو گیا۔ اگر کسی ریاست یا مال میں دو آدمی شریک ہوں تو ان کے درمیان آپس میں حسد پایا جاتا ہے، خاص طور سے

Www.IslamicBooks.Website

اس وقت جب ایک آدمی کو وہ مل جائے اور دوسرے سے وہ فوت ہو جائے۔ ہم مثل کے درمیان بھی حسد ہوتا ہے، وہ یہ نہیں چاہتا ہے کہ دوسرے کو ان پر فضیلت دی جائے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے حسد کیا تھا۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے سے حسد کیا تھا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کی قربانی قبول کر لی تھی اور دوسرے کی قربانی نہیں قبول کی تھی۔ جیسے یہود نے مسلمانوں سے حسد کیا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جان سے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تین گناہ کئے گئے ہیں، کبر، حسد اور حرص۔ حرص حضرت آدم علیہ السلام نے کیا تھا، تکبر ابلیس نے کیا تھا، اور حسد قابیل نے کیا تھا جس نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ”تین چیزوں سے کوئی خالی نہیں ہے، حسد، بدگمانی، اور بدشگونی اور میں تم سے وہ چیزیں بیان کروں گا جن کے ذریعہ ان چیزوں سے بچا جا سکتا ہے، جب حسد پیدا ہو تو کینہ نہ رکھو، جب بدگمانی ہو تو اس کی تصدیق کرنے کی کوشش مت کرو، جب بدشگونی ہو تو اپنا کام کرتے جاؤ اور مت رکو“۔ (رواہ ابن ابی الدنیا من حدیث ابی ہریرہؓ)

Www.IslamicBooks.Website

ایک حدیث میں ہے کہ "تمہارے اندر تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری سرایت کرگئی ہے اور وہ حسد اور بغض ہے اور یہ چھیلنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ بال کو چھیلنے والی ہے بلکہ دین کو چھیلنے والی ہے"۔

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد کو بیماری کہا ہے جیسے کہ بخل کو بیماری کہا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"وای راء ادوأ من البخل" بخل سے بڑھ کر کون سی بیماری ہوسکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ حسد ایک بیماری ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

"اعوذ بك من منكرات الأخلاق والاهواء والأدواء" اے اللہ میں برے اخلاق، بری خواہشوں اور بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یہاں بیماریوں کو اخلاق واھواء پر عطف کیا گیا ہے، اخلاق طبعی خصلت و عادت کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وانک لعلیٰ خلق عظیم﴾ (قلم: ٤) اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن عیینہ اور احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ یہاں

Www.IslamicBooks.Website

"خلق عظیم" سے مراد دین عظیم (یعنی دین اسلام) ہے، ابن عباسؓ کی ایک روایت میں "علی دین الاسلام" کے الفاظ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا، حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ قرآن کا ادب عمدہ اخلاق ہے۔

خواہشات عوارض میں سے ہیں اور بیماری سے مراد دل کی بیماری اور خرابی ہے۔

پہلی حدیث میں حسد کے ساتھ بغض کا بھی ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حاسد کے دل میں ابتداء میں دوسرے پر اللہ کے فضل وکرم کو دیکھ کر تکلیف محسوس ہوتی ہے پھر یہ تکلیف بغض ونفرت میں بدل جاتی ہے، وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے اور جب وہ نعمت اس سے زائل نہیں ہوتی تو وہ اس سے بغض ودشمنی کرنے لگتا ہے، حسد سے ہی ظلم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے لوگوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان کا اختلاف عدم علم کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ وہ حق کو جانتے تھے لیکن ان میں سے بعض نے بعض پر ظلم کیا جیسے حاسد محسود پر ظلم کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

بغض وحسد

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں بغض وحسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، قطع تعلق نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کیلئے یہ درست نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین رات سے زیادہ بات چیت ترک رکھے، جب وہ دونوں ملیں تو ایک دوسرے سے اعراض کریں اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے''۔

ایک دوسری صحیح حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کے یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وان منکم لمن لیبطئن فان اصابتکم مصیبۃ قال قد انعم اللہ علیّ اذلم اکن	اور یقیناً تم میں سے بعض وہ بھی ہیں جو پس وپیش کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ

Www.IslamicBooks.Website

معهم شهيدا ○ ولئن اصابكم فضل من الله ليقولن كأن لم تكن بينكم وبينه مودة يٰليتني كنت معهم فافوز فوزاً عظيما﴾ (نساء: ۷۲-۷۳)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل مل جائے تو اس طرح کہ گویا تم میں ان میں دوستی تھی ہی نہیں، کہتے ہیں کاش میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچتا۔

یہ لوگ مؤمنوں کیلئے وہ نہیں چاہتے جو اپنے لئے چاہتے ہیں، بلکہ جب مؤمنوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو یہ لوگ خوش ہوتے ہیں، اور اگر انہیں کوئی نعمت ملتی ہے تو اس پر خوش نہیں ہوتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو بھی اس میں سے مل جائے، وہ لوگ صرف اس وقت خوش ہوتے ہیں جب انہیں دنیا ملتی ہے یا کوئی دنیاوی تکلیف ان سے دور ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ اللہ اس کے رسول اور دار آخرت سے حقیقت میں محبت نہیں کرتے ہیں، اگر وہ اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت سے محبت کرتے تو اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی محبت کرتے، انہیں جو نعمت ملتی اس پر خوش ہوتے، انہیں جو تکلیف لاحق ہوتی اس پر وہ بھی تکلیف محسوس کرتے اور جو شخص اس چیز سے خوش نہ ہو جو مؤمنوں کو خوش کرتی ہے اور اس چیز سے تکلیف محسوس نہ کرے جس سے

Www.IslamicBooks.Website

مؤمنوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مؤمنوں میں سے نہیں ہے۔

صحیحین میں عامر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمانؓ بن بشیر سے سنا، وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان آپس میں محبت کرنے، آپس میں رحم کرنے اور آپس میں مہربانی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور شب بیداری کرتا ہے''۔

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے ایک عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے، اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا''۔

بخیلی و حرص

بخیلی بھی مرض ہے، لیکن حسد بخیلی سے زیادہ بری چیز ہے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حسد نیکیوں کو ایسے ہی کھالیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھالیتی ہے، اور صدقہ گناہوں

Www.IslamicBooks.Website

کو ایسے بجھاتا ہے جیسے کہ پانی آگ کو بجھاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بخیل اپنے نفس کیلئے حرص کرتا ہے، اور حاسد کو اللہ کے بندوں پر اللہ کی نعمت ناگوار لگتی ہے، ایک آدمی دوسروں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مال دے دیتا ہے لیکن اس کے دل میں اپنے ہم مثل سے حسد ہوتا ہے، اور کبھی بخل کرتا ہے اور دوسروں کو دیتا نہیں ہے لیکن اس کے دل میں دوسروں کیلئے حسد نہیں ہوتا ہے، درحقیقت حرص ہی اس بیماری کی جڑ و بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون﴾ (حشر:۹)

بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔

صحیحین میں یہ روایت آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو حرص سے بچاؤ، اس لئے کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے، اس نے لوگوں کو بخیلی کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے بخیلی کی، اس نے ظلم کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے ظلم کیا، اس نے رشتہ منقطع کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے رشتہ منقطع کیا“۔

Www.IslamicBooks.Website

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ طواف کے وقت کثرت سے یہ دعا پڑھ رہے تھے:

"اللھم قنی شح نفسی" اے اللہ تو مجھے میرے نفس کے حرص وبخل سے بچا۔

ایک شخص نے کہا کہ آپ یہ دعائیں کیوں کثرت سے کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اگر میں اپنے نفس کے حرص سے بچالیا گیا تو میں بخیلی، ظلم اور قطع رحم سے بچالیا گیا۔ حسد ظلم کو واجب کرتا ہے۔

○○○

Www.IslamicBooks.Website

فصل

بخیلی، حسد اور عشق

بخیلی اور حسد ایسے امراض ہیں جن کی وجہ سے نفس ان چیزوں سے نفرت کرتا ہے جو اسے نفع پہنچانے والی ہیں اور ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جو اسے نقصان پہنچانے والی ہیں، اسی لئے حسد کے ساتھ کینہ اور غصہ بھی پایا جاتا ہے۔

اور شہوت و عشق کا مرض ایسا ہے کہ اس میں آدمی ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والی ہیں اور کبھی ایسی چیزوں سے نفرت کرتا ہے جو اس کو نفع پہنچانے والی ہیں، عشق یہ ایک نفسانی مرض ہے، جب وہ قوی ہو جاتا ہے تو بدن پر اثر انداز ہوتا ہے اور جسم میں ایک مرض بن جاتا ہے، یا تو دماغی مرض جیسے مالیخولیا ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ عشق مالیخولیا کی طرح ایک وسواسی بیماری ہے۔ یا کسی بدنی مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے جیسے کمزوری اور لاغری وغیرہ۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں بحث دل کے امراض پر کی جارہی ہے، دل کے مرض ہی کی وجہ سے نفس ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جو اس کو نقصان پہنچاتی ہیں جیسے کہ آدمی کا جسم بیمار ہو لیکن وہ ایسی چیز کو کھانا چاہے جو اسے نقصان پہنچائے لیکن اگر وہ اسے نہ پائے تو بے چین ہو جائے اور اگر اسے کھائے تو اس کا مرض بڑھ جائے۔

حدیث میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے مؤمن بندے کی حفاظت اسی طرح کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کی کھانے پینے سے حفاظت کرتا ہے“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات جسے ”کتاب الزھد“ میں امام احمدؒ نے وہب سے روایت کیا ہے، اس کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں اپنے نیک بندوں کو دنیا کی نعمت اور فراخی سے ایسے ہی دور رکھتا ہوں جیسے کہ مہربان چرواہا اپنے اونٹ کو ایسی چراگاہوں سے دور رکھتا ہے جو کہ اسے ہلاک کرنے والی ہیں اور میں ان کو دنیا کے سکون وعیش سے ایسے ہی بچاتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنے اونٹ کو دلدل زمین میں بیٹھنے سے بچاتا ہے اور یہ میں اس لئے نہیں کرتا ہوں کہ ان کو حقیر سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کرتا ہوں تا کہ وہ میری کرامت میں سے اپنا پورا پورا حصہ (آخرت میں)

Www.IslamicBooks.Website

لے لیں، اس حال میں کہ دنیا نے ان کے حصے کو کچھ نقصان نہ پہنچایا ہو، اور خواہشات نے اسے نہ بجھایا ہو"۔

مریض کو شفاء اس وقت ملتی ہے جب مرض زائل ہو جاتا ہے، اسی طرح مذموم محبت کے زائل ہونے کے بعد ہی دل کو راحت ملتی ہے۔

عشق کے بارے میں لوگوں کے دو اقوال ہیں: ایک یہ ہے کہ وہ ارادہ کے باب میں سے ہے اور یہی مشہور ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ تصورات کے باب میں سے ہے اور فاسد خیال کا نام ہے، کیونکہ عشق میں معشوق کے بارے میں طرح طرح کے خیالات کئے جاتے ہیں جب کہ وہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے کلمۂ عشق استعمال کرنا درست نہیں کہا ہے، اللہ تعالیٰ کسی سے عشق نہیں کرتا اور نہ اس سے عشق کیا جا سکتا ہے، کیونکہ وہ اس سے منزہ ہے، لہٰذا جو لوگ اللہ کے ساتھ عشق کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کے بارے میں طرح طرح کے فاسد خیالات گڑھتے ہیں وہ قابل تعریف نہیں۔

البتہ پہلے لوگوں میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کلمہ استعمال کیا جا سکتا ہے، عشق کامل محبت کا نام ہے، اور اللہ محبت کرتا ہے اور اس سے محبت کی جاتی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک اثر میں جو کہ عبدالواحد بن زید سے مروی ہے، یہ الفاظ ہیں ''میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کرتا رہتا ہے، وہ مجھ سے عشق کرتا ہے اور میں اس سے عشق کرتا ہوں''۔

یہ بعض صوفیاء کا قول ہے، جمہور یہ کلمہ اللہ کیلئے استعمال نہیں کرتے کیونکہ عشق مناسب حد سے زیادہ محبت کرنے کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی کوئی انتہاء نہیں، لہٰذا اس میں حد سے تجاوز کرنے کا کوئی سوال نہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ عشق مطلقاً مذموم شئ ہے، کوئی عشق قابل تعریف نہیں خواہ خالق سے عشق کرنے کی بات ہو یا مخلوق سے اس لئے کہ وہ حد سے زیادہ محبت کرنے کا نام ہے، جو غیر پسندیدہ ہے، دوسری بات یہ کہ عرف عام میں کلمۂ عشق عورت یا بچے سے محبت کرنے کا نام ہے، یہ کلمہ اہل وعیال مال و وطن، جاہ ومنصب اور انبیاء و صالحین کے ساتھ محبت کرنے میں استعمال نہیں کیا جاتا ہے، عشق میں بہت سے حرام افعال بھی آتے ہیں، مثلا اجنبی عورت یا بچے سے محبت کرنا، ان پر بری نگاہ ڈالنا، انہیں چھونا وغیرہ۔

اگر آدمی اپنی بیوی سے ایسی اندھی محبت کرے کہ عدل کے خلاف کام کرنے لگے تو یہ حرام ہے، مثلاً اس کی خاطر وہ افعال کرے جو اس کیلئے حلال نہ ہوں اور جو اس پر واجب ہے اسے چھوڑ دے جیسے کہ کثرت سے یہ

Www.IslamicBooks.Website

چیز ہوئی ہے، یہاں تک کہ وہ نئی بیوی کی محبت میں اپنے اس بچے پر بھی ظلم کرتا ہے جو پرانی بیوی سے ہے اور اس کے مذموم مطالبات کو پورا کرنے کیلئے ایسا کام کرتا ہے جو اس کے دین و دنیا دونوں کیلئے نقصان دہ ہے، مثلاً اس کا حصہ میراث میں اتنا مقرر کردیتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہوتی یا اس کو اتنا مال و ریاست دے دیتا ہے جس سے اللہ کے حدود سے تجاوز کرنا ہوتا ہے، یا اس پر خرچ کرنے میں اسراف کرتا ہے، یا اس کو حرام امور کا مالک بنا دیتا ہے، جو اس کے دین و دنیا دونوں کیلئے نقصان دہ ہے، جب اس بیوی کے ساتھ ایسا عشق کرنا جائز نہیں جس سے صحبت حلال ہے تو اجنبی عورت یا بچوں سے عشق کرنا کیسے جائز ہوگا، اس میں تو فساد ہی فساد ہے، اس سے آدمی کا دین برباد ہوجاتا ہے، اس کی عزت خاک میں مل جاتی ہے، کبھی اس کی عقل خراب ہوجاتی ہے، پھر جسم خراب ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض﴾ (احزاب:۳۲)

اور تم نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے۔

جس کے دل میں شہوت کا مرض ہو وہ مطلوب کے پانے کا ارادہ کرتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے پھر اگر مطلوب اس کیلئے نرم پڑ جائے تو اس کی طمع بڑھ جاتی ہے، طمع ہی سے ارادہ اور طلب زور پکڑتا ہے اور مرض بڑھتا جاتا ہے، اس کے برعکس اگر آدمی مطلوب سے مایوس ہو جائے تو یہ مایوسی طمع کو زائل کر دیتی ہے، پھر ارادہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے، پھر محبت کمزور ہو جاتی ہے، آدمی جس چیز سے مایوس ہو جاتا ہے اس کے طلب میں نہیں رہتا، ارادہ کے ساتھ کوئی عمل نہیں ہوتا بلکہ وہ دل ہی میں رہتا ہے، لہٰذا اس پر کوئی گناہ نہیں، البتہ اگر کلام کرے یا دیکھے تو ایسی صورت میں وہ گنہگار ہوگا اور اگر آدمی عشق میں مبتلا ہو جائے لیکن صبر کرے، پاکدامنی اختیار کرے اور اللہ سے ڈرے تو اس کو اس پر ثواب ملے گا، ایک حدیث میں ہے کہ ''جسے عشق ہو گیا اور اس نے پاکدامنی اختیار کی، اسے چھپایا اور صبر کیا پھر وہ مر گیا تو وہ شہید ہوگا''۔ یہ یحییٰ قتات کی روایت ہے جسے مجاہد نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، یہ حدیث محل نظر ہے اس لئے قابل حجت نہیں۔

لیکن شریعت میں اس پر دلیل موجود ہے کہ اگر وہ محرمات کو دیکھنے، ان سے بات کرنے یا ہر طرح کے غلط کام کرنے سے بچے، اور اپنے عشق کو دل میں چھپائے رہے، اس کا اظہار نہ کرے، فحش گوئی سے کام نہ لے، لوگوں سے گلہ و شکوہ نہ کرے اور صبر کرے جس طرح مصیبت پر صبر کیا جاتا ہے، تو یہ صبر اور

Www.IslamicBooks.Website

تقویٰ کے باب سے ہے، اس پر اسے اجر ملے گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿انه من یتق ویصبر فان الله لایضیع اجر المحسنین﴾ (یوسف: ۹۰)

بات یہ ہے جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور اسی طرح حسد اور دوسرے امراض نفوس ہیں اور اگر نفس ان چیزوں کو طلب کرتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہیں لیکن خشیت الٰہی اس کو روک دیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہے:

﴿واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهویٰ فان الجنة هی المأوی﴾ (نازعات: ۴۰)

ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

نفس کو جب کسی چیز سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کو حاصل کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے، یہاں تک بہت سے ایسے امور میں بھی کوشش کرتا ہے جو اس مقصد کو پانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں، پس جس نے مذموم محبت کی یا مذموم بغض کیا اور اسے عملی شکل دیا تو وہ گنہگار ہوگا، مثلاً کسی آدمی سے حسد کی وجہ سے بغض رکھے تو اس کے متعلقین کو تکلیف دے چاہے ان

Www.IslamicBooks.Website

کے حقوق کو روک کر کے یا ان پر حملہ کر کے۔ اسی طرح اپنی خواہش نفس کیلئے کسی سے محبت کرے تو اس کو خوش کرنے کیلئے ایسا کام کرے جو شرعاً حرام ہے، یا اللہ کی خاطر جس چیز کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسے اپنی خواہش کیلئے کرے نہ کہ اللہ کیلئے، اس طرح کے بہت سے امراض نفسوں میں پائے جاتے ہیں، انسان کسی چیز سے نفرت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے بہت سی چیزوں سے نفرت کرنے لگتا ہے، حالانکہ اس کا صرف وہم وخیال ہوتا ہے، اسی طرح کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے بہت سی چیزوں سے محبت کرنے لگتا ہے، حالانکہ اس کا صرف وہم وخیال ہوتا ہے، شاعر کہتا ہے:

احب لحبها السودان حتى

احب لحبها سود الكلاب

میں اس کالی عورت سے محبت کرنے کی وجہ سے سارے کالے لوگوں سے محبت کرنے لگا ہوں یہاں تک کہ کالے کتوں سے بھی۔

نسأل الله تعالىٰ أن يعافي قلوبنا من كل داء ونعوذ بالله من منكرات الاخلاق والأ هواء والا دواء۔

یہ دل صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے، اللہ کی محبت بندوں کے دلوں میں فطری طور پر رکھی گئی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ

Www.IslamicBooks.Website

”ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جیسے جانور صحیح سالم بچہ پیدا کرتا ہے تو کیا تم ان میں کوئی کان یا ناک کٹا ہوا جانور پاتے ہو“۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿فطرة الله التی فطر الناس علیها لاتبدیل لخلق الله﴾ (بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی محبت اور عبادت پر پیدا کیا ہے پس اگر فطرت میں کوئی فساد نہ داخل ہو تو دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس سے محبت ہو جاتی ہے، پھر آدمی تنہا اسی کی عبادت کرتا ہے اور اگر فطرت میں فساد داخل ہو جائے تو آدمی بگڑ جاتا ہے، جیسے ناک، کان کاٹنے سے بدن بگڑ جاتا ہے، مثلاً اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیں اگر چہ ایسا اللہ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے، پھر جو شخص فطرت کی طرف لوٹنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے اس کی طرف لوٹ آتا ہے، نبی کریم ﷺ پیدائشی چیزوں کو ثابت و راسخ کرنے اور اس کو مکمل کرنے آئے تھے نہ کہ اس کو بدلنے کیلئے، اگر دل میں صرف اللہ کی محبت ہوگی اور دین اسی کیلئے خالص ہوگا تو اس میں دوسروں کیلئے محبت بالکل نہیں ہوگی، چہ جائیکہ عشق ہو اور اگر عشق ہے تو سمجھو کہ اللہ وحدہ کی محبت میں کمی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں چونکہ خالص اللہ سے محبت تھی اس لئے وہ دوسرے کی محبت میں گرفتار نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿کذٰلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین﴾ (یوسف:۲٤)	یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کردیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

ان کے مقابلے میں بادشاہ کی بیوی مشرکہ تھی، اس کے دل میں توحید و ایمان نہیں تھا، اس لئے وہ عشق میں مبتلا ہوگئی، پس جو دل اللہ کی طرف رجوع کرے، اس سے خائف ہو، اس کے اندر دو چیزیں ایسی پائی جاتی ہیں جو اس کو عشق میں مبتلا ہونے سے روک دیتی ہیں، ان میں ایک انابت الی اللہ اور اس سے محبت ہے، یہ ہر چیز سے زیادہ پسندیدہ ولذیذ ہے، پس جس کے دل میں اللہ کی محبت سرایت کر جائے گی، وہ مخلوق کی محبت میں گرفتار نہیں ہوگا۔ اور دوسری چیز اللہ کا خوف ہے، یہ انسان کو دوسروں سے عشق کرنے سے روک دے گا۔ اور اگر کسی کے دل میں کسی چیز سے محبت ہوجائے خواہ وہ عشق کے مقام تک پہنچ جائے یا نہ پہنچے تو یہ

Www.IslamicBooks.Website

خوف الٰہی اس کو اللہ کی محبت کی طرف پھیر دے گا، اور اللہ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو جائے گا، پس جب اس کے دل میں اللہ سب سے زیادہ محبوب ہو جائے گا تو اس کے دل میں دوسرے سے عشق خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس کو کسی قسم کی مزاحمت کی ضرورت نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ غافل ہو جائے یا اس محبت وخوف میں کمی آجائے، اور یہ بعض واجبات کو چھوڑنے اور بعض محرمات کے کرنے کے نتیجے میں ہوگا، کیونکہ ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے، جب جب آدمی اللہ کی محبت میں اور اس سے ڈرتے ہوئے اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور معصیت چھوڑتا ہے تو اس کی محبت اور قوی ہو جاتی ہے، وہ اللہ سے مزید ڈرنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی وجہ سے غیر کی محبت اور غیر کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔

اسی طرح بدن کے امراض ہیں، عمدہ غذا کھا کر صحت کی حفاظت کی جاتی ہے اور بیماری کا توڑ استعمال کر کے بیماری کو دور کیا جاتا ہے۔

پس دل ایمان، علم نافع اور عمل صالح سے تندرست ہوگا، یہی اس کی غذا ہے، حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کی روایت میں ہے جو کہ مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح آئی ہے کہ ”ہر دعوت کا کھانا تیار کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ لوگ

Www.IslamicBooks.Website

اس کے دستر خوان پر آئیں، اور اللہ کا دستر خوان قرآن ہے" اور میزبان اللہ ہے، آدمی رات کے آخری حصے میں اللہ کی عبادت کرے، اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرے، سجدہ میں گڑگڑائے، ہر نماز کی بعد اللہ سے دعا کرے پھر استغفار کرتا رہے تو اس سے دل کو تقویت ملے گی، توبہ واستغفار ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ اپنے بندے کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے، آدمی دن میں اور سونے کے وقت ذکر الٰہی کو اپنا ورد بنا لے اور اس کے سامنے جو پریشانیاں اور رکاٹیں آئیں ان پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کے دل میں ایمان لکھ دے گا۔

اسی طرح پانچوں فرض نمازوں کی ظاہری و باطنی طور پر حفاظت کرے اس لئے کہ وہ دین کا ستون ہیں، اور ہمیشہ 'لا حول ولا قوۃ الاّ باللہ" پڑھتا رہے، یہ ایسا ذکر ہے کہ اس سے بڑے سے بڑا بوجھ اٹھایا جا سکتا ہے، اور خوف کو دور کیا جا سکتا ہے، اس سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

آدمی کو دعا کرنے سے اکتانا نہیں چاہئے، اور نہ اس کے قبول ہونے میں جلدی مچانا چاہئے اس لئے کہ بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے، یہ نہیں کہنا چاہئے، کہ میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی، آدمی کو یہ جان لینا چاہئے کہ صبر کے ساتھ فتح ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور مشکل کے ساتھ آسانی ہے، اور تنگی کے ساتھ خوشحالی ہے اور ہر ایک کو بھلائی خواہ وہ نبی ہو یا کوئی اور ہو صبر کرنے کے بعد ہی ملی ہے۔

والحمد لله رب العالمين وله الحمد والمنة على الاسلام والسنة حمداً يكافئ نعمة الظاهرة والباطنة وكماينبغى لكرم وجهه وعزجلاله۔

"وصلى الله على سيدنا محمد وعلىٰ آله واصحابه وازواجه امهات المؤمنين والتابعين لهم بإحسان الى يوم الدين ۔ وسلم تسليما كثيراً"

***

Www.IslamicBooks.Website

فصل

دل کی حالت

ہم نے کئی جگھوں پر یہ ذکر کیا ہے کہ انسان کی بہتری عدل میں ہے، اور اس کی بربادی ظلم میں ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو سیدھا پیدا کیا ہے، اس کے اعضاء میں تناسب و اعتدال ہے، اگر اس کے جسم میں یہ چیز اعتدال سے پائی جائے تو اس کا جسم تندرست رہے گا اور اگر ذرا بھی اس میں انحراف ہوگا تو وہ بیمار پڑے گا، اسی طرح دل کا معاملہ ہے، اگر وہ اعتدال پر ہے تو تندرست رہے گا، اور اگر دل میں ذرا بھی انحراف ہوگا تو وہ بیمار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دل کا مرض اور اس کی شفاء کے بارے میں اپنی کتاب میں کئی جگہ بیان کیا ہے، حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً﴾ (بقرہ:۱۰)

ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم﴾ (مائدہ:۵۲)

آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ویشف صدور قوم مؤمنین ویذهب غیظ قلوبهم﴾ (توبہ:۱۴-۱۵)

اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دل کا غم و غصہ دور کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور﴾ (یونس:۵۷)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کیلئے شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين ﴾ (اسراء:۸۲)

یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مؤمنوں کیلئے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء ﴾ (حم سجده:٤٤)

آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کیلئے ہدایت وشفا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض ﴾ (احزاب:۳۲)

اور نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لئن لم ينته المنافقون والذين فى قلوبهم مرض والمرجفون فى المدينة لنغرينك بهم ﴾ (احزاب:٦٠)

اگر اب بھی یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ کے وہ لوگ جو غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کی تباہی پر مسلط کر دیں گے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ماوعدنا اللہ ورسولہ الاغرورا﴾(احزاب:۱۲)

اس وقت منافق اور کمزور دل والے کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکے فریب کے ہی وعدے کئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب انہیں نہیں معلوم تھا تو انہوں نے پوچھا کیوں نہیں؟ جو اچھی طرح بات نہ کرسکتا ہو اس کی شفاء پوچھنے میں ہے“۔ رشید نے یہ جملہ کہا تھا ”اے مالک! اب تم نے مجھے شفاء دیا“ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت آئی ہے کہ ”آدمی اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہے گا جب تک وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور جب اسے کسی چیز کی وضاحت میں شک ہو تو کسی آدمی سے پوچھے جو اسے شفا دے، اور قریب ہے کہ ایسا آدمی نہ بھی پائے، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں“۔

اللہ تعالیٰ نے دلوں کے مرض اور اس کی شفاء کو اسی طرح بیان کی ہے جس طرح اس نے دلوں کی زندگی و موت، اس کا سننا اور بہرا ہونا، اس کا دیکھنا اور اندھا ہونا، اس کا سمجھنا اور نہ سمجھنا بیان کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

مرض کی قسمیں

چونکہ یہاں مقصود دلوں کے مرض کی معرفت ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرض کی دو قسمیں ہیں: ایک حس کا فساد، دوسرا طبعی حرکت اور اس سے متصل ارادی حرکت کا فساد، ان دونوں صورتوں میں انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، انسان کو جس طرح حس اور طبعی اور ارادی حرکت کے صحیح ہونے کی حالت میں راحت ولذت ملتی ہے اسی طرح اس حس کے کھو جانے یا اس طبعی وارادی حرکت کے بگڑ جانے سے تکلیف پہنچتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ثم لتسألن يومئذ عن النعيم﴾ (تکاثر:۸) پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔

نعمت نعیم سے ہے، اور نعیم وہ ہے جو اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کیا ہے۔ جس چیز کے اندر لذت ہو اور اس کے کھو جانے سے تکلیف ہو وہ نعمت ہے، لذت کا سبب ایسی چیز کا احساس ہے جو طبیعت کے موافق ہو اور

Www.IslamicBooks.Website

تکلیف کا سبب ایسی چیز کا احساس ہے جو طبیعت کے مخالف ہو، لذت والم نفس احساس وادراک نہیں، بلکہ یہ نتیجہ وثمر اور مقصود وغایت ہیں، پس مرض میں قطعی طور پر تکلیف پہنچتی ہے اگر چہ وہ تکلیف کبھی رک جاتی ہے مثلاً ایسی دوا استعمال کرنے سے جو اس درد کو مارنے والی ہو لیکن اس کا مقتضی قائم رہتا ہے، پھر معمولی سبب سے وہ تکلیف ابھر آتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ مرض میں تکلیف کا سبب قطعی طور پر پایا جاتا ہے اور تکلیف اس وقت دور ہو جاتی ہے جب اس کو مارنے والی دوا استعمال کی جائے۔

دل کی لذت وتکلیف جسم کی لذت وتکلیف سے بڑھ کر ہے، اس کی لذت وتکلیف نفسیاتی چیزیں ہیں اگر چہ اسے بیمار جسم کی طرح ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ دل کی بیماری اور شفاء جسم کی بیماری اور شفاء سے بڑھ کر ہے، کبھی یہ بیماری شبہات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فیطمع الذی فی قلبه مرض﴾ خرائطی نے "کتاب اعتلال القلوب بالاھواء" کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ منافقوں کے دلوں میں اسی قسم کا مرض پایا جاتا ہے، کبھی یہ بیماری اعتقاد و ارادہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

مظلوم کے دل میں مرض

مظلوم کے دل میں مرض ہوتا ہے اگر کوئی اس پر ظلم کرتا ہے تو وہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور غصہ ہوتا ہے، پھر جب وہ اپنا حق پورا پورا لے لیتا ہے تو اس کا غصہ ختم ہو جاتا ہے، اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اس کے دل کو شفاء حاصل ہو جاتی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم﴾ (توبہ: ۱۴-۱۵)

اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دل کا غم و غصہ دور کرے گا۔

اگر انسان اس طرح ہو جائے کہ اپنے کانوں سے نہ سنے، اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے اور اپنی زبان سے بات نہ کرے تو یہ اس کیلئے ایک تکلیف دہ مرض ہی ہے کیوں کہ اس سے وہ بہت سے خیر سے محروم ہو جائے گا اور بہت نقصان اٹھائے گا، اسی طرح اگر اس نے اپنے دل سے حق کو نہیں پہچانا اس کو باطل سے الگ نہیں کر سکا، خیر و شر، راہ راست اور گمراہی کے درمیان تمیز نہیں کر سکا تو یہ دل کی بڑی بیماریوں میں سے ہے، اگر آدمی زیادہ کھانے

Www.IslamicBooks.Website

کی اشتہا کرے جو اس کیلئے نقصان دہ ہو یا مٹی کھالے تو یہ مرض ہے، اس سے آدمی تکلیف اس وقت تک محسوس کرتا رہے گا جب تک کہ وہ مرض دور نہ ہو جائے، یہ حالت پہلی شکل سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے، اس میں کھانے کی حالت میں تکلیف محسوس کرے، اور نہ کھانے کی حالت میں بھی۔ اسی طرح اگر آدمی کسی چیز کی محبت میں گرفتار ہو جائے جو نفع بخش نہ ہو مثلاً کسی سے عشق کرنے لگے یا اس کے دل میں حکومت و مال سے محبت پیدا ہو جائے تو اگر اس کا محبوب و مطلوب نہیں ملا تو وہ تکلیف محسوس کرتا رہے گا، ایسا شخص مریض ہے اور اگر محبوب مل جائے تو اس کا مرض اور بڑھ جاتا ہے، اسی طرح مریض اگر ان غذاؤں سے نفرت کرے جو اس کیلئے نفع بخش ہیں تو وہ تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا، اور اگر وہ مسلسل ایسی غذا کھانا بند کر دے تو مر جائے گا، حاسد کا محسود پر اللہ کی نعمت کو دیکھ کر حسد کرنا ایسے ہی ہے جیسے مریض کھانے پینے والے صحت مند شخص کو دیکھ کر حسد کرے اور اس کا اپنے حق کو ادا کرنے سے نفرت کرنا ایسے ہی ہے جیسے مریض اس غذا سے نفرت کرے جو اس کے لئے فائدہ مند ہے، پس دل میں جو محبت اور بغض اعتدال سے خارج ہو وہ اس شہوت کے مثل ہے جو جسم میں ہو اور اعتدال سے خارج ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

دل کا اندھا اور گونگا ہونا

دل کا اندھا اور گونگا ہونا بالکل جسم کے اندھا اور گونگا ہونے کی طرح ہے، جس طرح اندھا گونگا جسم چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا، اس کے بارے میں بات نہیں کرسکتا، نفع ونقصان کے درمیان تمیز نہیں کرسکتا، اسی طرح اندھا گونگا دل حقائق کو دیکھ نہیں پاتا، حق بات کہہ نہیں سکتا، حق و باطل کے درمیان تمیز نہیں کرسکتا۔

اگر اندھے آدمی کی بینائی لوٹ آئے تو وہ بہت خوش ہوگا، اس کو بیحد راحت و عافیت ملے گی، اسی طرح اگر دل کی بینائی لوٹ آئے اور آدمی حقائق کو پہچاننے لگے تو اس کو راحت ملے گی، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح بدن کا علاج کیا جاتا ہے اسی طرح دل کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔

قرآن میں دل کی شفاء ہے

سلیمان نے حضرت ابودرداءؓ کے پاس یہ خط لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ طبیب بن کر بیٹھ گئے ہیں، پس آپ اپنے آپ کو لوگوں کو مارنے سے بچائیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو دلوں کی بیماری کیلئے شفاء بنا کر نازل کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا ﴾(اسراء:۸۲)

یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مؤمنوں کیلئے سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

شفاء اس شخص کو حاصل ہوگی جو دوا کا قصد کرے اور وہ مؤمن ہی ہیں جنہوں نے قرآن کی دوا کو اپنے دلوں کی بیماری پر رکھ لیا ہے۔

جسم بیمار اس وقت ہوتا ہے جب جسم میں اعتدال نہ رہ جائے اور شہوت ونفرت حد سے بڑھ جائے، آدمی ایسی چیزوں کی خواہش کرنے لگے جو ملنے والی نہیں ہیں یا ایسی چیزوں کی خواہش ترک کردے جو اس کیلئے نفع بخش ہیں اور ان سے نفرت کرنے لگے اور نقصان دہ چیزوں کو پسند کرنے لگے، اس سے ادراک اور حرکت کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے، اسی طرح دل بھی ایسی محبت وبغض سے بیمار پڑ جاتا ہے، جس میں اعتدال نہ ہو اور آدمی اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑنے لگے۔

خواہشات کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ومن اظلم ممن اتبع

اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے

Www.IslamicBooks.Website

﴿هواه بغير هدى من الله﴾ (قصص: ۵۰)

جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو، بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بل اتبع الذین ظلموا اھواء ھم بغیر علم﴾ (روم: ۲۹)

اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیر علم کے خواہش پرستی کر رہے ہیں۔

اگر آدمی ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر اپنے جسم کی خواہش پوری کرنے لگے تو اس کے جسم میں اعتدال باقی نہیں رہے گا، اس کے دل میں قوت ادراک کمزور پڑ جائے گی، وہ نفع ونقصان نہیں سمجھ سکے گا، چنانچہ بہت سے جاہل مریض کڑوی دوا نہیں پیتے اور اپنی خواہش کے مطابق کھاتے پیتے ہیں، جن سے ان کو وقتی طور پر لذت تو مل جاتی ہے لیکن پھر ان کی تکلیف بڑھ جاتی ہے اور جلد ہلاک ہو جاتے ہیں۔

انسان جاہل ہے، وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے، وہ اس کام کو کر بیٹھتا ہے جس سے اسے جلد لذت و راحت حاصل ہو اور اس کام کو چھوڑ دیتا ہے جو اس کا نفس نہیں چاہتا، حالانکہ اس میں اس کیلئے بھلائی ہوتی ہے، پھر اسے تکلیف و سزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے، چاہے دنیا میں یا آخرت میں۔

Www.IslamicBooks.Website

تقویٰ نقصان دہ چیزوں سے بچنے اور نفع بخش کام کرنے کا نام ہے، یہ نفع بخش چیزوں کے استعمال کرنے کو مستلزم ہے لیکن جو شخص نفع بخش چیزوں کے استعمال کے ساتھ نقصان دہ چیزوں کا استعمال بھی کرتا ہو وہ شخص متقی نہیں ہوسکتا۔

آدمی نقصان دہ اور نفع بخش دونوں چیزوں کا استعمال کرنا چھوڑ دے، ایسا نہیں ہوسکتا، اگر آدمی نفع بخش غذا نہیں کھائے گا تو وہ چیز ضرور کھائے گا جو اسے نقصان پہنچائے گی اور ہلاک کردے گی، اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ عاقبت متقین کیلئے ہے، اس لئے کہ وہ نقصان دہ چیزوں سے بچالئے گئے ہیں، یہ عاقبت اسلام اور کرامت ہے، اگر چہ ابتداء میں ان کو دوا پینے اور پرہیز کرنے سے تکلیف ہوتی ہے، لیکن انجام تو انہیں کا بہتر ہوگا۔ مثلاً نیک اعمال کرنا آدمی پر گراں گزرتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو	تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن

Www.IslamicBooks.Website

شر لکم﴾ (بقرہ:۲۱۶) ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔

اور برے اعمال اچھے لگتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي المأوىٰ﴾ (نازعات:۴۰-۴۱) ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم﴾ (انفال:۷) اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے۔

پس جس نے مطلقاً پرہیز نہیں کیا اس کا انجام برا ہوگا اور جس نے نفع بخش غذا استعمال کیا اور اس کے ساتھ کبھی پرہیز بھی کیا تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جس نے مکمل پرہیزی کی اور کچھ نہیں کھایا یہاں تک کہ چھپ کر بھی نہیں، اس لئے کہ کھانے پینے سے مکمل طور پر رک جانے سے آدمی بیمار ہو جائے گا، اسی طرح وہ شخص ہے جو برائیوں کو تو چھوڑ دے لیکن نیکیاں نہ کرے۔

Www.IslamicBooks.Website

دل کی حفاظت ضروری ہے

ہم نے اس سے پہلے یہ قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ جنس حسنات، جنس ترک سیئات سے زیادہ نفع بخش ہے، جیسے جنس غذا، جنس پرہیزی سے زیادہ نفع بخش ہے، کیونکہ کہ یہاں مقصود لنفسہ ہے، اور دوسرا مقصود لغیرہ ہے، جس طرح مرض لاحق ہونے سے پہلے مرض کے اسباب سے بچنا ضروری ہے، اور مرض لاحق ہونے کے بعد مرض کا ازالہ ضروری ہے، اسی طرح دل کا مرض بھی ہے، پہلے دل کی حفاظت کی جائے، اس میں باطل کی محبت، شک وشبہ کو داخل نہ ہونے دیا جائے، اس کو علم وایمان، ذکروفکر اور مشروع عبادات سے غذا پہنچائی جائے، پھر اگر اس کے اندر کوئی مرض لاحق ہوجائے تو اسے اس کے ضد سے دور کیا جائے مثلاً شبہات کو بینات سے اور باطل کی محبت کو حق کی محبت سے دور کیا جائے۔ اسی لئے یحییٰ بن عمار کہتے ہیں کہ علوم پانچ ہیں: ایک علم دنیا کی زندگی ہے اور وہ توحید کا علم ہے، دوسرا علم دین کی غذا ہے اور وہ قرآن وحدیث کے معانی کا علم ہے، تیسرا علم دین کی دوا کا ہے اور وہ فتویٰ کا علم ہے، کیونکہ بندے پر جب کوئی پریشانی آتی ہے تو وہ اس شخص کے پاس بھاگتا ہے جو

Www.IslamicBooks.Website

اس کو شفاء دے، جیسے کہ ابن مسعودؓ نے کہا ہے، چوتھا علم دین کی بیماری ہے اور وہ دین میں نئی بات نکالنا ہے اور پانچواں علم دین کی ہلاکت ہے اور وہ جادو وغیرہ کا علم ہے۔

صحت کی حفاظت صحت بخش چیزوں کے استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔ اور مرض کو اس کی ضد سے زائل کیا جاتا ہے، خواہ وہ جسمانی مرض ہو یا نفسانی و روحانی مرض ہو، جس کا تعلق دل سے ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے کہ جانور صحیح سالم بچہ پیدا کرتا ہے تو کیا تم ان میں کسی کو کان ناک کٹا ہوا پاتے ہو'' پھر ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو: ﴿فطرة الله التی فطر الناس علیها﴾ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وله من فی السمٰوات والارض کل له قانتون ○ وهو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیده وهو اهون علیه وله	اور زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے، وہی ہے جس نے شروع شروع میں مخلوق کو پیدا

Www.IslamicBooks.Website

کیا، وہی پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے، اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی۔ المثل الاعلیٰ فی السموات والارض﴾(روم:٢٦-٢٧)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو دین فطرت پر پیدا کیا ہے اور وہ صرف اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہے، یہ دل کیلئے طبعی و فطری حرکت ہے، اسی میں اعتدال واستقامت ہے، اس کا چھوڑنا ظلم عظیم ہے اور چھوڑنے والے نے بغیر علم اپنی خواہشات کی اتباع کی ہے، اس فطرت وخلقت کو غذا چاہیئے، جو اس کو تقویت پہنچائے اور غذا علم وعمل اور اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت ہے، شریعت پر چلنے کے بعد ہی دین فطرت کی تکمیل ہوگی، یہ اللہ کا دستر خوان ہے، ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''ہر دعوت کا کھانا تیار کرنے والا شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے دستر خوان پر آئیں اور اللہ کا دستر خوان قرآن ہے''۔

اس کی مثال اس پانی کی طرح ہے جس کو اللہ نے آسمان سے نازل کیا جیسے کہ کتاب وسنت میں اس کی مثال دی گئی ہے اور جو لوگ اس فطرت کو بدلتے ہیں وہ دل کے اعتدال کو بدلتے ہیں، ان کے دل مریض ہو چکے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب دلوں کیلئے بطور شفاء نازل کی ہے۔

مؤمن کو دنیا میں جو مصیبت لاحق ہوتی ہے اس سے اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، اس کا جسم بیماریوں سے صحیح ہوجاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو جو بھی بیماری، تھکاوٹ، غم وحزن اور تکلیف لاحق ہوتی ہے، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تب بھی''۔ اور جو شخص دنیا میں ان امراض سے پاک نہیں ہوا اس کو آخرت میں عذاب ہوگا، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی بیماری بڑھاتا جائے اور دوا استعمال نہ کرے، یہاں تک کہ ہلاک ہوجائے، حدیث میں ہے کہ ''جب لوگ مریض کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو اس پر رحم کر تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس پر کیسے رحم کروں کس چیز کے بدلے رحم کروں؟''

نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''بیماری سے بیمار کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں''۔

جس طرح جسمانی بیماری میں اگر انسان مرتا ہے تو وہ شہید ہے، جیسے پیٹ کے درد میں مرے یا نمونیہ میں مرے یا ڈوب کر یا جل کر یا مکان گرنے کی وجہ سے مرے اسی طرح اگر آدمی نفسانی بیماری میں اس حال میں

Www.IslamicBooks.Website

مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو، اس پر صبر کرنے والا ہو تو وہ بھی شہید ہوگا، مثلاً اگر کوئی بزدل ہو لیکن اللہ سے ڈرتا ہو، قتال کیلئے صبر کرتا ہو یہاں تک کہ قتل کردیا جائے تو وہ شہید ہے، بخیلی اور بزدلی نفسانی امراض میں سے ہیں، اگر ان کی اطاعت کرے گا تو تکلیف میں مبتلا ہوگا اور اگر ان کی اطاعت نہیں کرے گا تب بھی جسمانی بیماری کی طرح اس سے تکلیف محسوس کرے گا۔

اسی طرح عشق ہے جس کے بارے میں (ضعیف) روایت آئی ہے کہ ''جس نے عشق کیا لیکن پاکدامنی اختیار کی اور اسے چھپائے رکھا اور اس پر صبر کیا پھر مر گیا تو وہ شہید ہو کر مرا''۔

عشق یہ نفسانی بیماری ہے وہ اس چیز کی طرف بلاتی ہے جو نفس کیلئے نقصان دہ ہے، پس اگر مریض نے اس کی بات مانی تو دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں وہ عذاب میں مبتلا ہوگا اور اگر اس کی بات نہیں مانی اور پاکدامنی اختیار کی، عشق کو چھپائے رہا اور دل ہی دل میں گھٹتا رہا، پھر اسی حالت میں اس کی وفات ہوئی تو وہ شہید ہوگا۔ یہاں عشق اسے جہنم کی طرف بلاتا ہے لیکن وہ رک جاتا ہے جیسے کہ بزدل آدمی کو بزدلی جنت میں جانے سے روکے، لیکن وہ جنت کی طرف بڑھ جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

خلاصہ یہ کہ اگر ان امراض کے ساتھ ایمان اور تقویٰ ہو تو یہ آدمی کیلئے خیر ہیں ورنہ شر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ مؤمن کیلئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کیلئے بہتر ہوتا ہے، اگر اس کو خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کیلئے بہتر ہے، اور اگر اسے تنگی و پریشانی لاحق ہوتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کیلئے بہتر ہے‘‘۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين وسلم تسليما.

تمت

Www.IslamicBooks.Website

اسلامی آداب سے متعلق ایک ہزار سے زائد احادیث صحیحہ کا مجموعہ

الآداب

پانچویں صدی ہجری کے مشہور محدث حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کی مشہور کتاب ''الآداب'' جو اسلامی آداب، اخلاق، فضائل ومکارم اور زندگی گذارنے کے طور طریقے پر قرآن واحادیث کا ایک عظیم الشان مجموعہ ہے جس میں دوسو چھیانوے ابواب ہیں جن کی بابت ایک ہزار پچانوے احادیث مذکور ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ہر باب سے متعلق قرآن مجید کی آیات کا ذکر کرکے اس کی اہمیت اور افادیت کو پوری طرح کامل کردیا ہے، ایک مؤمن اور مؤحد متبع سنت مرد اور خاتون کیلئے یہ کتاب اسلامی تعلیمات کا مکمل نصاب ہے، جس کو دینی مجلسوں اور گھر کے چھوٹے بڑوں کو دینی تعلیم وتربیت کیلئے پڑھ کر سنانا چاہئے، کتاب اتنی اہم اور مفید ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف دین کی بنیادی تعلیم عام ہوگی بلکہ ایک مسلمان مرد وعورت اسلامی تعلیم کا مکمل آئینہ دار بن جائے گا۔ یہ کتاب اسوۂ رسول اکرم ﷺ کا مکمل مجموعہ ہے، دین ودنیا کی سعادت، فلاح اور کامیابی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جسے اس کتاب میں ذکر نہ کیا گیا ہو، پھر اس کتاب کو شریعت اسلامیہ کی حقیقی تعلیم میں بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی مکمل تعلیمات کا نچوڑ ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا یہ صحیح ترین مجموعہ ہے حدیث رسول ﷺ کے اس مفید ترین مجموعہ کو ہر گھر میں پہنچانا چاہئے، آج کل بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کیلئے یہ مفید ترین نسخہ ہے، اس کتاب میں نیکی اور اجر وثواب سمویا ہوا ہے اردو زبان میں ذخیرۂ احادیث کا یہ بہترین اضافہ ہے۔

سائز: 36 × 23 صفحات : 540 قیمت/ 160

ناشر: الدار السلفیۃ، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10

Rs.75/-

Www.IslamicBooks.Website